چراغِ وقت

اِنِ الحُکمُ اِلَّا لِلّٰہ

بے شک حاکمیت اللہ کے لئے ہے

اطیعو اللہ و اطیعو الرّسول

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو

بابا جی عنایت اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

حمد باری تعالیٰ

تو عقل و خرد سے ہے ماورا، تو زمان و مکاں میں ہے جا بجا — تو عظیم ہے اور عظیم تر۔ تیری ذات جل جلال ہو
تو ذات و صفات میں ہے یکتا، تو ہر عیب سے ہے منزہ — تو لا شریک ہے با خدا۔ تیری ذات جل جلال ہو
تو بحر و بر میں ہے ہر جگہ، نہ کوئی حدود ہے نہ انتہا — تو کیسے ہو منکشف اے خدا، تیری ذات جل جلال ہو
تیری صورتیں تیرے نقش و نگار، تیرا معمار خانہ ہے لا جواب — اے مصور با کمال ، تیری ذات جل جلال ہو
تیرے اسمائے حسنہ کی بات کیا، یہ خوب سے ہیں خوب بجا — تو جمیل ہے اے حسن جمال ، تیری ذات جل جلال ہو
جو ذکر و فکر میں ڈھل گیا، اسے موت سے ہے کیا واسطہ — تیری ذات عالی ہے بر ملا، تیری ذات جل جلال ہو
تیری تسبیح چرند پرند کریں، تیرے سامنے تسلیم و خم کریں — اے صورت گر اے سیرت نواز، تیری ذات جل جلال ہو
مجھے حمد و ثنا کا ساز دے، میرے ہمنوا میرا ساتھ دے — مجھے قلب و نظر بیدار دے، تیری ذات جل جلال ہو
تجھے جس نام سے بھی پکار لوں، تو منور ہے ہر صفات میں — تو جلال و جمال سے ہے آراستہ، تیری ذات جل جلال ہو
مجھے احسن تقویم کی خیرات دے، مجھے عظیم و قدیم کی بات دے — مجھے کون و مکاں سے نواز دے، تیری ذات جل جلال ہو
مجھے رحم و کرم کی بھیک دے، مجھے حسن عمل کی توفیق دے — میرے غمکدے کو ثبات دے، تیری ذات جل جلال ہو
مجھے ادب جہاں کا نور دے، مجھے الفت نبی کریم دے — مجھے ورد آل درود دے ،تیری ذات جل جلال ہو
میرے دکھ سے ہے تو آشنا ،میرے درد کو کر عطا شفا — تو ورد عنایت عام کر ، تیری ذات جل جلال ہو

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

نعت شریف

دہر میں پھیلی ہوئی ہے ہر سو یہی اک صدا   شمس و قمر کی روشنی ، تپش و تسکیں جا بجا
صلِ علیٰ فغاں فغاں، صلِ علیٰ محمد

شب صحرا، کوہ و دمن، محو ترنم حمد و ثنا،   باد نسیم ، باد شمیم، دے رہی ہیں یہی ندا
صلِ علیٰ میں بڑا مزا صلِ علیٰ محمد

نور ہیں پرنور ہیں آب و گل فشاں فشاں   کوہ و بیاباں کی خموشی، ان پہ ہوئی ہے فدا
صلِ علیٰ ے مدنی پیا صلِ علیٰ محمد

ہنگامہ ہائے کائنات میں تیری نوا تیری نوا   تیرے فقیروں کو ملی شب بیداری کی عطا
صلِ علیٰ ہے سب کی نوا صلِ علیٰ محمد

ملے فضل و کرم ہوں دور الم، نگر نگر پھرے تیرا گدا   ید بیضا ہو مسیحائی ہو اور رحمتِ عالم کی شفا
صلِ علیٰ ذرا سنتا جا ، صلِ علیٰ محمد

کبھی لذت وصل مسیحا بنی کبھی سوز جدائی میں تڑپتا رہا   کبھی باب العلم پہ جھکا رہا کبھی در رحمت پہ کھڑا ہوا
صلِ علیٰ ذرا مکھڑا دکھا صلِ علیٰ محمد

تیرے فقیر روشن ضمیر، ے وصل کے ہیں گدا   آغوش میں ان کی تجلیاں، فکر میں محشر بپا ہوا
صلِ علیٰ ہر دکھ کی دوا صلِ علیٰ محمد

کوہ وبیاں ہیں جلوہ گاہ ، خلوتوں میں یوں چھپ ہوا   چراغ نور منزل بہ منزل راہ راست روشن ہوا
صلِ علیٰ درود و صلوۃ صلِ علیٰ محمد

واصفؔ کو دیا واصفؔ نے پیا جھوما اور مستی میں کہا   عنایتؔ بھی کھڑا چپ سادھ رہا جب نظر پڑی انمول ہوا
صلِ علیٰ ہے داستان خدا صلِ علیٰ محمد

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ابتدائیہ

شب بیداری کے چراغ جلانے والو

ظلمت کدے میں روشنی کی بات کرو

یہ حسین وجمیل کائنات۔ یہ خوبصورت جہانِ رنگ وبو۔ یہ رات کی تنہائیاں یہ نیلگوں آسماں پر سجی ہوئی بزم انجم۔ یہ شب کے پاسباں اپنی منزل کی طرف رواں۔ یہ رات کی خاموشی کے سازوسرود۔ انکی چمک دمک، انکی سریں۔ انکے نور کے جلوے، روحوں کی مستی کے سرور۔ یہ شب بیداروں، کی تنہائیوں کے جلوے۔ یہ نیم شب، کے کارواں کی منزلوں کے راستے۔ یہ جگرسوزی، یہ رازِ پنہاں سے آشنائی کی لذتیں۔ یہ رات کے مسافر مشرق سے طلوع ہونے والی صبح کی جلوہ گری کی زینت میں گم ہوتے جاتے ہیں۔ سلسلہء کائنات کا عمل جاری ہے اور قافلہء زندگی اپنی منزل کی مسافتیں طے کرتا چلا آرہا ہے۔ صبح وشام ہوتی رہتی ہے۔ گردش ایام اپنے عمل کو جاری رکھتی ہے۔ انسانی زندگی طلوع اور غروب ہوتی رہتی ہے۔ فناہ کے دیس میں کسی مسافر کو اس سرائے فانی میں ٹھہرنے کی اجازت نہ ملی۔ یہ جلوہ گاہ حسن کے مسافر، دردانگیز منظر کی رقت میں، اپنی منزل حیات کی مسافتیں طے کرتے اپنی اصل منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔

یا اللہ ہمیں خیر اور سلامتی کی زندگی عطا فرما۔ امین۔

انبیاءعلیہ السلام اللہ تعالیٰ کی توحید پرستی کی تعلیمات دیتے رہے۔ دنیا کی بے ثباتی کی آگاہی بخشتے رہے۔ ازدواجی زندگی کا علم سکھاتے رہے۔ آفرینش نسل کی عقدہ کشائی فرماتے رہے۔ اخلاقی صفات کی رہنمائی کرتے رہے۔ اخوت ومحبت کا درس دیتے رہے۔ خدمت وادب کا پیغام پہنچاتے رہے۔ ایثار وشار کا راستہ بتاتے رہے۔ صبر وتحمل کی افادیت سمجھاتے رہے۔ اعتدال ومساوات کا گیان دیتے رہے۔ نیکی اور بدی سے مطلع کرتے رہے۔ خیر اور شر کی نشاندہی کا عرفان عطا کرتے رہے۔ خدمت خلق کی عبادت سے سرشار کرتے رہے۔ عدل وانصاف کی گرہ کھولتے رہے۔ روز قیامت اور جزا وسزا کا تصور پیش کرتے رہے۔ امانت ودیانت کی عقدہ کشائی کرتے رہے۔ سادگی اور شرافت کا نور پھیلاتے رہے۔ مذہب کے نظریات اور تعلیمات کی روشنی میں معاشرے کی تشکیل وتکمیل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی رہنمائی اور فلاح کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کو سلامتی اور راہ ہدایت کی تعلیمات کا پیغام دینے کیلئے اس دنیا میں بھیجا۔ پیغمبران کی امتیں انکے بتائے ہوئے الہامی دستور حیات، ضابطہ حیات، طرز حیات اور نظریات کو اپنا کر بے نظیر صفات اور انمول صداقتوں کی قندیلیں اس جہان رنگ وبو میں روشن کرنے میں محو رہیں۔ مذاہب پرست امتیں مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھتی رہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

دل و جان سے مخلوق خدا کی خدمت اور ادب کی قندیلیں روشن کرتی رہیں۔ ایثار روشار کے عمل کی خوشبو پھیلاتی رہیں۔ اخوت و محبت کی آسمانی اور روحانی قدریں انسانیت میں بکھیرتی رہیں۔ اعتدال و مساوات کو ضابطہ حیات میں ڈھالتی رہیں۔ دکھی انسانوں کو راحت کا ساماں مہیا کرتی رہیں۔ جابر اور ظالم حکمرانوں کے نظریات اور قانونی ضابطوں کو پاش پاش کرتی رہیں۔ طبقات اور تفاوت، براہمن اور شودر کا نظام روندتی رہیں۔ عدل وانصاف کی شمعیں روشن کرتی رہیں۔ دنیا کو امن اور سلامتی کا گہوارہ بناتی رہیں۔ آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک چار الہامی، روحانی اور آسمانی صحیفے اس دنیا میں انسانیت کی رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے پیغمبران پر نازل فرمائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور شریف، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت شریف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل شریف اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر قرآن شریف۔ ان الہامی کتابوں کے ذریعہ بنی نوع انسان کو سلامتی کا راہ دکھانا، انکے بنیادی نظریات توحید پرستی، خیر و شر اور گناہ ثواب کی پہچان اور قیامت کے دن ان اعمال کی جزا سزا سے آگاہی بخشتا تھا۔ خوف خدا انسانوں کے دلوں میں اجاگر کرنا تھا۔

بدقسمتی سے ان مذاہب کے ناداں پیروکار اور انکے بے سوجھت پیشوا اپنے اپنے مذاہب کو مسلکوں اور فرقوں میں تقسیم کرتے اور آپس میں جنگ و جدل اور ایک دوسرے کا قتال کرتے چلے آرہے ہیں۔ جو پیغمبران کی تعلیمات اور نظریات کا کینسر بن چکے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر تمام اہل کتاب پیغمبران کی امتیں سیاستدانوں کی زیر قیادت ایک دوسرے کیساتھ دست و گریباں اور جنگیں لڑتی۔ ایک دوسرے کا قتال کرتی۔ ایک دوسرے کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے عمل سے دوچار ہوتی چلی آرہی ہیں۔ ان تمام امتوں کے اقتدار کے سیاسی ابلیس بڑی ہنر مندی سے مذاہب کے رہبر و رہنما بن کر دنیا میں ابھرتے چلے آرہے ہیں۔ تمام امتیں اور انکے پیشوا ایک بین الاقوامی سیاست اور سازش کا شکار ہو چکے ہیں۔ دراصل تمام امتیں نمرود، فرعون، شداد، ہامان اور یزید کے نظریات اور ضابطہ حیات پر مشتمل جمہوریت کی سیاست کے پیغمبران کے شکنجے میں بری طرح پھنس چکی ہیں۔ وہ مذہب کے روپ میں باطل نظام کے ایجنٹ اور پیغمبران کے نظریات کے باغی، منکر اور منافق ہیں۔ ان جمہوریت کے سیاسی وارثوں نے ان تمام انبیا علیہ السلام کی تعلیمات اور نظریات اور تہذیب و تمدن کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ یہ تمام امتیں ان سیاستدانوں کی زیر قیادت اپنے اپنے انبیا علیہ السلام کی تعلیمات اور نظریات کی گستاخ، بے ادب، باغی اور انکی شانِ عظیم کو مسخ کرنے والی بن چکی ہیں۔

ان تمام امتوں نے اقوام عالم اور دنیا کے تمام مختلف نظریات کے ماننے والوں کے سامنے جو مذاہب اور انبیا علیہ السلام کے کردار کا تشخص پیش کیا ہے۔ نہ وہ انکی تعلیمات کا حصہ ہے۔ اور نہ ہی انکے کردار کا، ان سے دور کا واسطہ یا تعلق ہے۔ تمام امتیں پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات کے خلاف ایک گہری سازش اور کھلی بغاوت کے کردار میں جھونک دی گئی ہیں۔ پیغمبران کی تمام امتوں کے سیاستدانوں اور حکمرانوں نے انکے الہامی صحیفوں کی تعلیمات، انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات، انکے طرز حیات، انکے اخلاقیات، انکی صفات، انکی صداقتوں کو اپنے اپنے ممالک میں منسوخ معطل، بے اثر اور بے بس بنا کر رکھ دیا ہے۔ پیغمبران کی جگہ انکی امتوں پر ابلیس کے ارباب سیاست کے دانشوروں کی تیار کردہ تعلیمات، انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات، انکی طرز حیات، انکے اخلاقیات، انکی صفات، انکی خود ساختہ انسانیت سوز سیاستدانوں کی باطل صداقتوں پر مشتمل ایک بین الاقوامی مذہب جمہوریت رائج کر رکھا ہے۔ جس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی ازل سے ابد تک کی الہامی روحانی تعلیمات اور نظریات کو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر منسوخ کر کے ایک دجال کی طرح نگل لیا ہے۔

جمہوریت ایک جھوٹا، ظالم، غاصب، بد کردار، بے حیا، نفس پرست، بد دیانت، مادہ پرست اور اقتدار پرست، کنبہ خدا کے قاتلوں کے نظریہ حیات کا نام ہے۔ جمہوریت کے مذہب کے سیاستدان تمام انبیا کی روحانی تعلیمات اور الہامی نظریات کو ایک ایک کر کے ختم کئے جا رہے ہیں۔ ان تمام انبیاء علیہ السلام کی بنیادی قدروں ازدواجی زندگی، اخوت و محبت، ادب و احترام، کنبہ خدا کے حقوق کا تحفظ، اعتدال و مساوات، ایثار و نثار، صبر و تحمل، دنیا کی بے ثباتی اور عدل و انصاف پر مشتمل تہذیب و تمدن کی عمارت کی بنیادوں کو مسمار کر چکے ہیں۔ انسانی اور معاشی قتال، اسکا تدارک صرف اور صرف مذاہب کی بقا میں مضمر ہے۔ تمام امتوں کو اپنے اپنے محبوب و مقبول پیغمبران کی طرف لوٹنا ہو گا۔ تمام ادیانِ عالم کے مذہبی پیشواؤں سے ملتجی ہوں کہ وہ ایک بین الاقوامی کانفرنس بلا کر اس جمہوریت کے سیاسی اہل دانش مدبروں سے اور ان کے نظام اور سسٹم کی سرکاری بالادستی کے عذاب سے بنی نوع انسان اور انکی نسلوں کو نجات دلانے کا کوئی راستہ نکالیں۔

انبیاء علیہ الاسلام کے نظریات اور تعلیمات کے خلاف مغرب میں مخلوط معاشرہ اور جنسی آزادی کے نیپام بموں نے۔ مذہب کی ازدواجی زندگی اور اسکے نظام حیات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ بنی نوع انسان سے اسکے خاندان کی شناخت اور پہچان چھین لی ہے۔ جنسی آزادی سے مرد اور عورتیں بغیر نکاح شریف کے بچے پیدا کرتے ہیں اور اس ضابطہ حیات کو قانونی تحفظ دیا جا چکا ہے۔ یہ بچے گھروں کی بجائے وکٹورین چائلڈ ہومز میں پرورش پاتے ہیں۔ مرد اور عورت اولاد کے فطرتی جذبوں، اسکی محبتوں، اسکی پرورش کے فطرتی عمل سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ مخلوط معاشرے اور جنسی آزادی کے قانونی تحفظ نے مذہب کے نظریات کو ختم کر ڈالا ہے۔

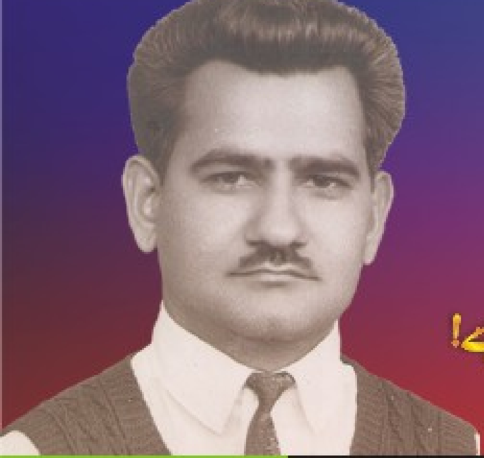

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ابتدائیہ

اولاد کو ماں باپ کی شفقتوں اور خدمت سے محروم کرنے کا عمل جاری کر چکے ہیں۔ جمہوریت کے سیاسی پیغمبران نے بنی نوع انسان سے ماں باپ، دادی دادا، نانی نانا، بہن بھائی اور بیٹی بیٹے کے مقدس آسمانی رشتوں کی مذہبی تہذیبی عمارت کو پامال کر دیا ہے۔ مغرب میں کلیسا و گرجا میں ازدواجی زندگی کے مذہبی فنکشن کو ختم کیا جا رہا ہے۔ مخلوط معاشرے اور جنسی آزادی نے مذہب کے بنیادی ضابطہ کو روند کر رکھ دیا ہے۔ انسان جنگلی جانور اور حیوان ناطق بن کر رہ گیا ہے۔ جمہوریت کے سیاسی پیغمبران اور انکے پیروکار، انبیاء علیہ الاسلام کے نظریات اور تعلیمات کے منکر انکی امتوں میں داغل ہو کر ایک منافق کا بدترین رول ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے سلامتی کے نظریات اور تعلیمات کو نگلتے جا رہے ہیں۔ مادیت، وسائل اور اقتدار پر قابض ہو کر یہ نمرود، فرعون، شداد اور یزید کے ایجنٹ وہ کام کر رہے ہیں جو انکے گرو اپنی زندگیوں میں نہ کر سکے۔

انہوں نے مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کے نظریات اور تعلیمات کا وہ حشر کر دیا ہے۔ جسکا انبیاء علیہ الاسلام کی امتیں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ جب تک ان امتوں کی رہنمائی مذہبی اور روحانی پیشواؤں کے ہاتھ میں رہی۔ اس وقت تک خدمت خلق ملتوں کے کردار کا حصہ رہا۔ اخوت و محبت انکا سرمایہ ءحیات رہا۔ ایثار و نثار انکے اعمال کی خوشبو بنا رہا۔ انسانوں میں امانت و دیانت کی روشنیاں پھیلتی رہیں۔ اعتدال و مساوات کے اعمال کی شمعیں روشن ہوتی رہیں۔ عدل و انصاف کے پیامی اپنا حق ادا کرتے رہے۔ بیماروں کو شفا، بھوکوں کو غذا، ننگوں کو لباس مہیا کرنے کی عبادات جاری رہیں۔ انسانوں سے ہمدردی، دکھی انسانوں کی دلجوئی، زخمیوں کی مرہم پٹی، انسانی اذیتوں کی تلافی کے اعمال انبیاء علیہ الاسلام کی امتوں اور انکے پیشواؤں کا سرمایا حیات بنے رہے۔ وہ دنیا کی بے ثباتی کے آشنا تھے۔ وہ بے سرو سامانی کی زندگی کے باوجود انسانی دلوں پر حکومتیں کرتے رہے۔ جمہوریت کے سیاسی ابلیسی دانشوروں کے نظریات اور تعلیمات کی سرکاری بالادستی اور انکی حکمرانی انبیاء علیہ الاسلام کے نظریات اور تعلیمات کو بری طرح روندتے چلے جا رہے ہیں۔

انبیاء علیہ السلام کی محبت فاتح عالم اور ادب و خدمت کی عبادت اور ابلیس کے ارباب سیاست کی مادہ پرستی اور اقتدار پرستی کی نفرت اور نفاق کی طرز حیات کا فرق تمام امتوں اور انسانیت کو سمجھانا ہوگا۔ یا اللہ تو انبیا علیہ السلام کی امتوں کے دلوں پر اس راز حقیقی کو منکشف فرما تو اس سچائی کے مقصد کو حاصل کی منزل سے ہمکنار فرما۔ تا کہ دنیا کے تمام نظریات کے پیروکاروں کے سامنے انبیا علیہ السلام کی الہامی، روحانی صفات اور صداقتوں کو انکے اصل روپ میں پیش کیا جا سکے۔ ہمیں اور ہماری آنیوالی نسلوں کو پتہ چل سکے کہ تمام انبیا علیہ السلام انسانیت کیلئے فلاح اور سلامتی کی قندیلیں ہیں۔ سچائی کے نور کو عام کرنا تمام پیغمبران کے مذہبی اہل بصیرت پیشواؤں اور امتوں کا طیب فریضہ ہے۔ یا اللہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ امین۔

بابا جی عنایت اللہ

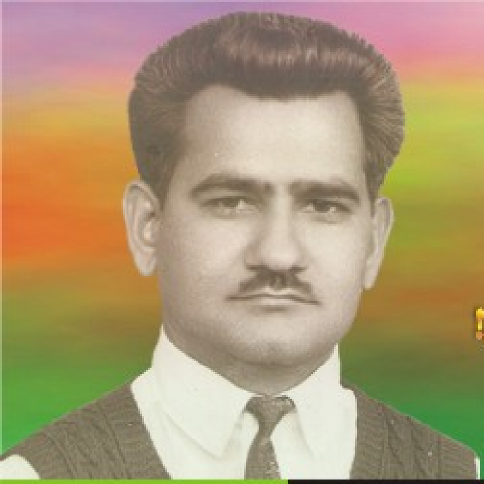

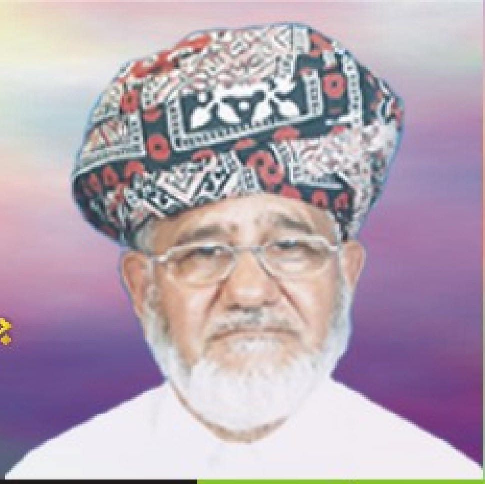

پیش لفظ

آج کے معروف دانشور بابا عنایت اللہ کی تازہ تصنیف 'چراغ وقت' پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میرے دل کی کلی کھلی۔ اس بار موصوف کے دل کی گہرائیوں سے کہی ہوئی بات، قاری کے دل پر جا گرتی ہے اور پھر اپنا اثر دکھاتی ہے۔ موصوف نے اس دور کے معروف فقیر دوست عظیم دانشور حضرت واصف علی واصفؒ سے اکتسابِ فیض کیا ہے۔ اور یہ ان کا فیضان نظر ہے کہ بابا عنائیت اللہ کا دل عشق حقیقی کی آگ سے ہر دم سلگتا رہتا ہے۔ وہ آج کے پریشان حال انسان کے مسائل کو اسلام کی ابدی ہدایت کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ انکی ہر بات پر ایک نکتہ، ہر نکتہ میں ایک تجربہ اور ہر تحریر میں وارداتِ قلب کی جلوہ فرمائی نظر آتی ہے۔ اور ایک شگفتہ متانت انکی تحریروں میں تیرتی نظر آتی ہے۔

بابا عنایت اللہ کا کہنا ہے کہ دینی حکومت کا منتہاو مقصود اللہ تعالیٰ کی اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا قائم کرنا ہوتا ہے۔ اور یہ حاکمیت اللہ کے بندوں پر اللہ کی حاکمیت اور اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ضابطہ حیات کو ملک میں نافذالعمل کر کے قائم کی جا سکتی ہے۔

بابا عنایت اللہ کو اس بات پر دکھ ہے کہ دین کے منکروں اور منافقوں نے امت کے گلے میں جمہوریت اور بادشاہت کا پھندا ڈال کر اس کا دینی تشخص ان سے چھین لیا ہے۔ اس پر مُتزاد! جمہوری اور بادشاہی طرز حکومت کی سرکاری سرپرستی نے مسلم امہ کو دین کی روشنی سے محروم اور بے دینی کے ظلمات کے سمندر میں دھکیل دیا ہے۔

فاضل مصنف کے بقول! 'جمہوریت' مادہ پرستوں اور اقتدار پرستوں کے نظریات اور کردار کا ایک بھیانک ضابطہ حیات اور نظریات پر مشتمل سیاسی دانشوروں کا مذہب ہے۔ عنایت اللہ صاحب آج کی پریشان حال صورت حال کا تجزیہ جب اسلام کی روشنی میں کرتے ہیں۔ تو انہیں اس کا اصل اور بنیادی سبب صرف ایک ہی نظر آتا ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان نے مقتدرِ اعلیٰ کی ہستی کو نہیں پہچانا اور رب السمٰوات والارض کو اپنا حقیقی مقتدرِ اعلیٰ تسلیم کرنے کی بجائے اپنے ہی جیسے کسی ایک فرد یا چند افراد کو اقتدارِ اعلیٰ کے بلند ترین منصب پر فائض کر کے انسانوں کے درمیان حاکم و محکوم کے دو طبقے پیدا کر دیئے۔ اس نے بادشاہ کے اقتدارِ اعلیٰ کا مزہ چکھا۔۔۔ تو یہ اقتدارِ اعلیٰ پارلیمنٹ کو منتقل کر دیا۔ پارلیمنٹ نے اپنے جوہر دکھائے تو اس نے دستور کی حدود و قیود میں جکڑ کر اسے قابو میں کرنے کی کوشش کی، مگر پارلیمنٹ اور انتظامیہ نے باہم گھ جوڑ کر کے اس دستور کے پرخچے اڑا دیئے۔ راہ کا یہ پتھر جب ہٹ گیا یا سرک گیا تو انتظامیہ نے موقع پا کر مقننہ اور عدلیہ کو زیر کر کے اقتدارِ اعلیٰ پر خود قبضہ کر لیا۔ غرض یہ اقتدارِ اعلیٰ ادھر سے ادھر منتقل ہوتا رہا۔ مگر حاکم و محکوم کا بنیادی رشتہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پیش لفظ

اس تناظر میں جناب بابا عنایت اللہ صاحب اپنی سوچ کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ اسلام کے نزدیک واحد راہ نجات یہی ہے کہ انسان ہیر پھیر کے سارے راستے چھوڑ کر سیدھی طرح خالق کائنات کو اپنا مقتدرِ اعلیٰ تسلیم کرے۔ اور انسان پر انسان کی حاکمیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حقوق کا احترام کرے، اور بشمول سیاست زندگی کے تمام معاملات میں اسکے احکام کی پابندی کرے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج انسانی فکرِ نظر کی نارسائی اور عقلی دستور کے درماندگی کے اصل اسباب کیا ہیں۔۔ اس ضمن میں یہ بات واضح ہے کہ اس سارے بگاڑ کا اصل سبب صرف ایک ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم نے مقتدر اعلیٰ کی ہستی کو فراموش کر دیا ہے۔ اور خود ساختہ خداؤں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا مرکز بنالیا ہے۔ یہی جھوٹے خدا آج ہماری گردن دبوچ رہے ہیں اور ہمارے حقوق پامال کر رہے ہیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو پورا قرآن اسی صراط مستقیم کی نشاندہی کے لئے نازل ہوا ہے۔ زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اسی شاہراہِ حیات کو اجاگر کرنے کیلئے نازل ہوئیں۔ حضرت آدم سے لیکر سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک تمام انبیا کرام بھی صرف یہی ایک پیغام لے کر آتے رہے کہ خدا کے بندو! بندوں کو اپنا خدا مت بنانا۔۔۔ تم صرف ایک ہی مقتدر اعلیٰ کے لامحدود، دائمی، ہمہ گیر اور کائنات کے ایک ایک ذرے پر محیط اقتدار کے تحت زندگی بسر کر رہے ہو۔ اسکے سوا تمہارا کوئی رب، کوئی مطلق العنان حاکم، کوئی مالک، کوئی رازق نہیں۔ قرآن میں ایک ایک نبی پاک کے حالات اس بات کے گواہ ہیں کہ ان سب پیغمبرانِ کرام کا مشن ایک ہی تھا۔ اپنے اپنے عہد کے شداد، فرعون اور نمرود کا خاتمہ اور اللہ کے بندوں کو ان کی غلامی سے نجات دلا کر حکم الہیہ سے ان کا رشتہ بندگی جوڑنا مقصود تھا۔

جناب بابا عنایت اللہ صاحب نے اپنی تصنیف میں اقتدار اعلیٰ سے کئے گئے عہد کی پابندی اور اس سے روگردانی کے نتیجے میں انسانی زندگی پر مرتب ہونے والے اثرات کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ ہماری دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکے لئے اور ہم سب کیلئے آسانیاں پیدا کرے اور آسانیاں تقسیم کرنے کی ہمیں توفیق بخشے آمین۔

کرنل غلام سرور ستارہ امتیاز۔ ملٹری

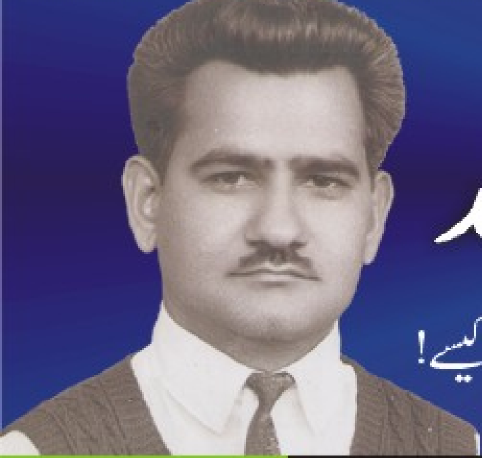

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

بابا عنایت اللہ صاحب کی مختصر عرصے میں پانچ کتابیں قارئین تک پہنچ چکی ہیں ۔ چراغ وقت ۔ سے پہلے نادوقت، آواز وقت، ندائے وقت، صدائے وقت اور آئینہء وقت یکے بعد دیگرے شائع ہو چکی ہیں۔ جیسا کہ میں اس سے قبل شائع ہونے والی کتاب میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ انکی ساری کتابوں میں ایک موضوع نیا ہوتا ہے۔ جس پر اپنا قلم یہ خون جگر میں ڈبو کر لکھتے ہیں۔ خونِ جگر میں ڈبو کر میں نے اس لئے کہا کہ دلِ دردمند کا حامل انسان ایسی تحریریں صفحہء قرطاس پر لاتے وقت جس قرب سے گذرتا ہے۔ یہ صرف وہی جانتا ہے۔ جو اس مرحلے سے گذرتا ہے۔ جس میں دل وجگر سے خون اگلنا ایسے انسانوں کا مقدر بن گیا ہوتا ہے۔ دیگر موضوعات یہ اپنی پچھلی کتابوں کے جستہ جستہ دہراتے جاتے ہیں۔ جو یقیناً بے ساختگی سے ہوتا ہے۔ انہیں انکا احساس نہیں رہتا۔ اسے تکرار نہ کہا جائے تو بہتر ہے۔ کہ ہر بار پچھلی باتوں کا اعادہ ہو جاتا ہے۔ مصنف نے زیر نظر کتاب میں اہل بصیرت کو انکا فرض یاد دلایا ہے۔ کہ وہ اس نازک گھڑی میں انسانیت کی رہنمائی فرماویں۔

چراغ وقت ۔ کے صفحہ ۳۵ ۔ پر یوں فرماتے ہیں۔ جس دور میں قلیل سے لوگ اور چند ترقی یافتہ ممالک حق سے زیادہ مال و دولت اور وسائل پر قابض ہو جائیں۔ اور عوام الناس فطرتی ضروریات سے بھی محروم ہوتے جائیں۔ تو یہ زمانہ حق تلفی اور ظلم کا زمانہ ہوتا ہے۔ جب زمانے میں حق پرست اور حق شکن، دین دار اور بے دین، اہل بصیرت اور جاہل، صاحب کردار اور بد کردار، نیک اور بد، زانی شرابی، اور متقی، پاکباز اور گنہگار، صالح اور بے حیا، ظالم اور مظلوم، رہبر اور رہزن ایک ہی دام فرخت ہونے لگیں تو اسے اندھیر نگری اور جمہوریت کا دور کہتے ہیں۔

صفحہ ۶۱۔ قارئین محسوس کریں گے کہ ایک فقیر کے دل کی تڑپ الفاظ میں ڈھل کر کتابی شکل میں دل ہائے دردمند اور چشمِ بینا کے حامل پیشواؤں کے سامنے آگئی ہے۔ گناہ اور جرم کے اخلاقیات کو سمجھنے کیلئے، اچھائی اور برائی، نیکی اور بدی، خیر اور شر کی پہچان اور انسانیت کی تباہی کا تدارک اور فلاح کی روشنیاں پھیلانے کیلئے بین الاقوامی سطح پر جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے تیار کردہ اخلاقیات اور مذہب کے اخلاقیات اور الہیات کے وارث صاحب بصیرت پیشواؤں کیلئے یہ مسودہ پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ انسانیت کی رہنمائی فرماویں۔ اسکے علاوہ پیغمبران کی تمام امتوں اور پوری انسانیت کو تابع فرمان الہی کے روشن پہلوؤں سے روشناس کروائیں۔

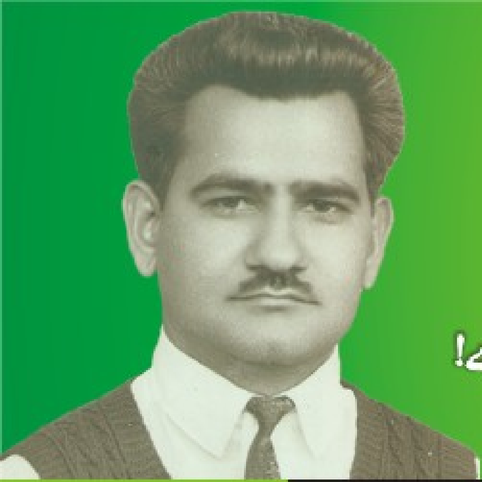

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

صفحہ ۱۱۷۔ جب باطن مذہب کی صداقتوں کا پجاری ہو اور ظاہر جمہوریت کے بے دین سیاسی قائدین کے نظام، احکام اور قوانین وضوابط کے روح سوز عمل سے دوچار ہو۔ تو ضمیر کے چہرے پر نفرت کا اظہار کیسے روکا جاسکتا ہے۔ نادِ وقت۔ کے بعد اس مرتبہ چراغ وقت۔ میں مصنف نے جس حقیقت حال کو دکھایا ہے۔ اس سے نہ مفر ہے نہ اغماض برتا جاسکتا ہے۔ نتائج کی نہ تو ذمہ داری مصنف کی ہے۔ نہ اسے اصلاح احوال کی صورت نظر نہ آنے پر فکرمندی۔ کیونکہ اس کا کام خواب غفلت سے بیدار کرنا ہے۔ جس کیلئے وہ پورے خلوص نیت سے برسرِ پیکار ہے۔ اس فقیر کی دعا ہے کہ ہمارا پروردگار ہمارے پیارے آقا ﷺ کے صدقے میں عنایت اللہ صاحب کی کوششوں کو بار آور فرماوے۔ امین۔

جناب عنایت اللہ صاحب کی تحریر میں رنگ واصف علی واصفؒ نہ جھلکے یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ اس پرسوز اور پر تاثیر تحریر کی دھیمی دھیمی خوشبو کسی عظیم وقت کی آغوش سے کشید کی گئی ہوئی ہے۔ جو تمام مذاہب کی امتوں اور پوری انسانیت کے دلوں کو مسحور کرنے کیلئے اس جہان رنگ وبو میں پھیلتی جارہی ہے۔

ڈاکٹر تصدق حسین راجہ

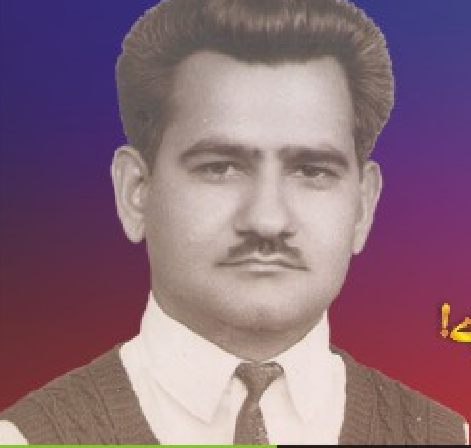

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

عالمِ اسلام کیلئے مغربی جمہوریت ایک اہم مسئلہ ہے۔ جسے کبھی لطافت اور کبھی دل کی کسک کے ساتھ سوچا گیا۔ اور کبھی جمہوریت کو بانسری کا الم نامہ بنا کر پیش کیا گیا اور یوں جمہوریت مسلمانوں کے لئے حقیقت، عرفان، روحانی رموز و حقیقت کا روپ دھار کر موجود رہی۔

بابا جی عنایت اللہ صاحب مسلم امہ کے جمہوری دکھ کو محسوس کرتے ہیں اور انہوں نے اسے عارضی اور کثیف معاملات سے حقیقت و معارف بنا کر اس موضوع پر بحث کی ہے۔ اہل اسلام کو شورائی جمہوریت یعنی اسلامی جمہوریت کا مشورہ دیا ہے۔ ان کے نزدیک جمہوریت کی اصل روح مشاورت ہے۔ چنانچہ ان کی تمام سوچ اور فکر ایک خاص زاویہ نگاہ کی درست اور قابل تحسین شکل ہے۔

زندگی کی حقیقت اور اس کے اسرار کو تلاش کرنا بابا جی عنایت اللہ صاحب کا ایک جوکھم ہے۔ انہوں نے مادی اور جسمانی زندگی کے استعارات کو جناب واصف علی واصفؒ کے مکاشفات میں دیکھا۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی جناب واصف علی واصف کی ؒ قربت اور انکے روحانی تجربات کی روشنی میں بسر کر دی۔ اب واصف علی واصفؒ دوسری دنیا میں ہیں۔ مگر ان کی نمائندگی جناب بابا جی عنایت اللہ صاحب کر رہے ہیں۔ دراصل مصنف کا میلان طبع اور عادتِ فکرِ انسانی یک رنگی کے جلوہ رنگ کو آنکھیں کھول کر دیکھنا اور عارفانہ بصیرت کو حاصل کرنا ان کی اعلیٰ سطحی صلاحیت ہے۔

جناب بابا جی عنایت اللہ صاحب نے عامتہ الورود مسائل کے برعکس صادق اور شائستہ موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ انہوں نے اسلامی جمہوریت کے موضوع پر لکھتے ہوئے انسان کی اصلی عظمت کو منکشف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ''شورائی نظام انتخاب جو جمہوریت کی اصل روح ہے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کی جاتی ہے''۔

جناب بابا جی عنایت اللہ صاحب کو تخلیقی امیج کی گرمی انہیں بے چین رکھتی ہے۔ یہ بے چینی انہیں ایک لذت اور نشہ تخلیق مہیا کرتی ہے۔ چنانچہ وہ ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب تخلیق کرتے ہوئے کتاب دوستی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اب تک اس موضوع پر ان کی پانچ کتابیں یکے بعد دیگرے شائع ہو چکی ہیں۔ موصوف نے ہر کتاب میں اپنی قابلیت کی روشنی مہیا کی اور اپنے پندار کو برقرار رکھا۔

زیرِ نظر کتاب میں مصنف نے جمہوریت کی وضاحت میں ہمت اور توفیق کو بھی اپنا شعار بنایا ہے۔ جس کی داد دینی پڑتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مذہبی موضوعات کو بلا خوف تردید اپنی زندگی کا آدرش بنایا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مذہبی دنیا کی کم نگہی کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ چنانچہ کتاب کے مطالعے کے بعد مصنف کے فکر و احساس اور کائناتی وسعت کا انکشاف ہوتا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

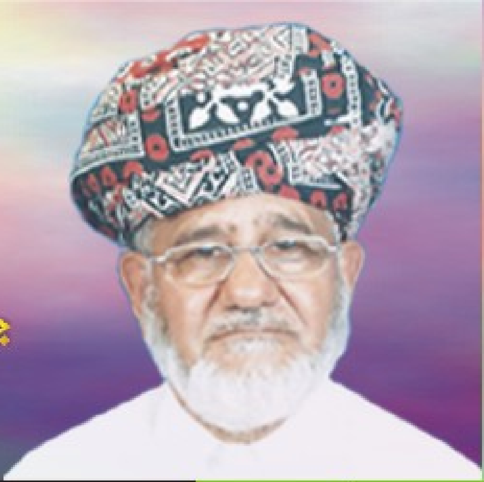

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوری نظام بے حد وسیع ہے اور ہمہ گیر ہے۔ تاہم اس موضوع پر کسی مصلحت اندیشی سے کام نہیں لیا جاسکتا۔ جناب بابا جی عنایت اللہ صاحب نے دوٹوک اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور شورائی نظام کے پیچ وخم میں الجھے بغیر، صاف اور واشگاف الفاظ میں فیصلہ کن لہجے میں حوصلے اور بڑے نشاط کا جلوہ دکھایا ہے۔

اسلامی شورائی نظام تمدن انسانی قدروں کی نمائندگی کرتا ہے۔ جب کہ یورپی، اشتراکی اور شاہی حکومتوں میں بربریت کی جملہ علامات ہمیشہ باقی رہتی ہیں۔ چنانچہ کمزور جمہورتوں کو مارشل لاء کے ذریعے ختم کردیا جاتا ہے۔ جہاں سے آمرانہ کردار کی تربیت کا آغاز ہوتا ہے۔ لیکن اسلامی جمہوری نظام میں ایسا نہیں ہوتا کہ ایک تو مجلس شورائی کا انتخاب بلند ترین تصور کے مطابق کیا جاتا ہے۔ جس سے خدا خوفی اور بالغ شعور کی تشکیل ہوتی ہے۔ چنانچہ مجلس شوریٰ مخالف حادثات کا مقابلہ کرنے کی سکت رکھتی ہے۔ اور عالم بقا کے لئے انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔

اسلامی جمہوریہ کا قیام موجودہ عہد میں نازک اور جذباتی بنا دیا گیا ہے۔ جس نے جناب بابا جی عنایت اللہ صاحب کو تڑپا دیا ہے۔ چنانچہ اسلامی نظام اور اسلامی جمہوریت کو موصوف روح اور مٹی کا رشتہ قرار دیتے ہیں۔ ان کا یہ آدرش اندرونی پست کا باعث اور باطنی اختلاف کے انکار کی طرف پیش رفت کا امکان ہے۔ اسلامی جمہوریت کسی جماعت یا کسی حاکم کا منشور نہیں۔ بلکہ اس نظام کا تعلق خدا، قرآن حکیم اور رسول پاک ﷺ سے ہے۔ انسانی حرکت اور انتہائی مضطر قلب وروح کی آسودگی کا راز اسلامی جمہوریت میں مضمر ہے۔ اس کے برعکس دوسری جمہوریتیں تاویلات سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن سے ''وقت'' کا ضیاع خارج از امکان نہیں ہے۔

جناب بابا جی عنایت اللہ صاحب اسی لئے اسلامی جمہوریت کو ''چراغ وقت'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ کہ اسلامی جمہوریت تاویل یا تفصیل نہیں بلکہ ممتاز مرتبے، معیار، پختگی اور جید انداز نظر سے اس کا انمٹ رشتہ ہے۔

جناب بابا جی عنایت اللہ صاحب نے اپنے فکر کے ذریعے مغربی جمہوریت اور اسلامی جمہوریت کے فرق کو واضح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ دونوں جمہورتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اصل میں مغربی جمہوریت سر کے بل کھڑی ہے۔ جب کہ اسلامی جمہوریت اپنی ٹانگوں کے بل پر ایستادہ ہے۔ چنانچہ ''چراغ وقت'' زیر نظر کتاب مغربی جمہوریت پر زبردست تنقید ہے۔ جس کی ورق گردانی سے حیرت ہوتی ہے۔ کہ جناب بابا جی عنایت اللہ صاحب نے ایک اہم سائنسی موضوع پر بڑے دلکش انداز اور اندرونی دکھ کے ساتھ اپنے زاویہ نگاہ کو پیش کیا ہے۔ ان کے نقطہ نظر سے اختلاف اس لئے مشکل ہے کہ موصوف کی ہمہ گیری، فراخ حوصلگی اور ذہنی آزادی انتہائی بے باک ہے۔ جو کھرے کھوٹے کی اصلیت کو ثابت کرتی ہے۔

میرے نزدیک جناب بابا جی عنایت اللہ صاحب ایک ایسی شخصیت ہیں جو اسلامی مسائل اور مسلم امہ کے دکھ کو فطری منصب سمجھ کر اپنے ذاتی انہماک اور نشاط کار کو پیش کررہے ہیں۔ خدا ان کے قلم کو ہمیشہ رواں دواں رکھے (آمین)

ڈاکٹر رشید نثار

بابا جی عنایت اللہ صاحب کی تازہ تصنیف (چراغ وقت) پر میرا اظہار خیال ایسا ہی ہے۔ کہ جیسے سورج کو چراغ دکھانا۔ کہنے کو تو یہ وقت کے عنوان سے ان کی تقریباً نصف درجن کتابوں کا تسلسل ہے۔ لیکن درحقیقت یہ نوع انسانی کے موجودہ تصورات کو بدلنے کا ایک جامعہ پروگرام اور انقلابی فکر کو بیدار کرنے کا ہدایت نامہ بھی ہے۔ بابا جی عنایت اللہ صاحب نے مادیت کے غلبہ کی فضاء میں، روحانی ارتقاء کا راستہ منتخب کر کے بڑی جرائت کا مظاہرہ کیا ہے۔ بلکہ فقر، ایثار، قربانی اور سرفروشی کے افکار ان کو اپنے عظیم مرشد واصف علی واصفؒ سے ورثہ میں ملے ہیں۔

میں جانتا ہوں کہ ان کی ذاتی زندگی، بود و باش، تکلم اور تحریر میں وہ ہر اعتبار سے اپنے افکار کا عملی نمونہ ہیں۔ میری نظر میں ان کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو، ان کی خوش بینی اور بے پناہ عزم، مایوسی کے پھیلے ہوئے سایوں کے درمیان، ان کا عزم و استقلال یقیناً ان کی اندرونی روشنی کا مظہر ہے۔

انہیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حالات میں یک دم تبدیلی رونما ہو گی۔ اور اس وقت راہنمائی کے لئے چراغ منزل کی ضرورت ناگزیر ہو جائے گی۔ بابا جی عنایت اللہ صاحب اسی جذبہ کے تحت چراغ پہ چراغ روشن کئے جا رہے ہیں۔ میں ان کے افکار کی اڑان تک پہنچنے کی صلاحیت تو نہیں رکھتا۔ لیکن ان کی تحسین ضرور کر سکتا ہوں۔ میرے لئے مصنف اور ان کی تخلیق دونوں ہی مقدس ہیں۔ میں انہیں دور حاضر کا بیش قیمت سرمایہ سمجھوں تو یہ مبالغہ نہیں ہو گا۔

جنرل حمید گل (ریٹائرڈ) ۲ عسکری ولاز، چکلالہ سکیم نمبر ۱۱۱ راولپنڈی

ایک دعا

میں جناب بابا جی عنائیت اللہ صاحب کو ایک عرصہ سے جانتا ہوں۔ اور انکی تحریروں سے اکثر استفادہ کرتا رہا ہوں۔ بابا جی عنائیت صاحب کو ایک طرف ملت اسلامیہ کی حالتِ زار پر گہرا دکھ ہے۔ اور دوسری طرف وہ اس قافلہء سخت جان میں تیزی سے بڑھتی ہوئی اضطرابی کیفیت کو پر امید نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کی تازہ ترین تخلیق 'چراغ وقت' کو پڑھ کر علامہ اقبالؒ کے وہ دعائیہ اشعار ذہن میں آتے ہیں۔ جو کہ انہوں نے قرطبہ کے شہر دریا وادالکبیر کے کنارے کہے!

آب رواں کبیر! تیرے کنارے کوئی
دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب
عالم نو ہے ابھی پردہء تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اسکی سحر بے حجاب

ملت اسلامیہ کو نوید ہو کہ لمبے انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے والی ہیں۔ اہل نظر ایسے قرائن کی نشاندہی کر رہے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ عالم نو کا خواب موجودہ دہائی میں شرمندۂ تعبیر ہوا چاہتا ہے۔ انشااللہ

ریاض حسین نقوی

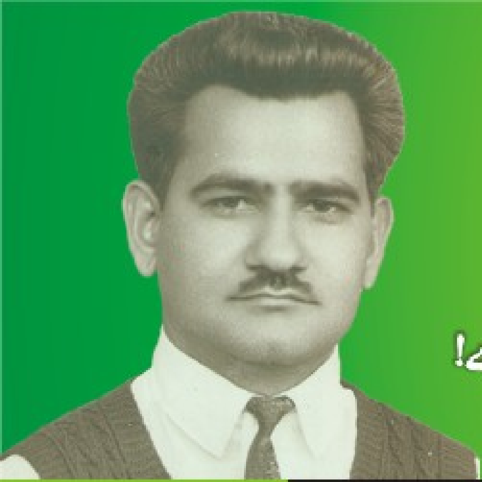

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

شب بیداری کے چراغ جلانے والو
ظلمت کدے میں روشنی کی بات کرو

مغربی جمہوریت ایک ایسا سسٹم، ایک ایسا طریقہ کار اور ایک ایسا نظام سیاست ہے ۔جسکی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے ۔عوام کی حکومت، عوام کی خاطر جس کو عوام ہی تیار کرتے ہیں ۔مغربی جمہوریت کے نظام سیاست میں عوام بذریعہ الیکشن ووٹ کے ذریعہ کثرت رائے سے اپنے اپنے علاقہ سے سیاسی عہدے داروں کا انتخاب کر کے اسمبلی ممبران کا چناؤ کر لیتے ہیں ۔اسکے بعد یہ منتخب اسمبلی ممبران حکومت تشکیل دیتے ہیں ۔وہ قرآن حکیم اور ۱۹۷۳ کے آئین کے خلاف قانون سازی کر کے حکومتی کاروبار چلاتے ہیں ۔پاکستان میں کم وبیش چودہ بڑی سیاسی جماعتوں اور انکے چودہ سیاسی نظریاتی منشوروں میں مسلم امہ کی جمیعت اور قرآن حکیم کے نظریاتی آئین کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا ہے ۔مسلم امہ کا المیہ یہ ہے کہ وہ ایمان تو الہامی کتاب قرآن حکیم کے آئین، نظریات، اخلاقیات اور تعلیمات پر رکھتے ہیں اور حکومتی سطح پر اطاعت مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے اسمبلی ممبران یعنی انسانوں کے تخلیق کردہ باطل ،غاصب، استحصالی نظریات، اخلاقیات، قوانین وضوابط اور تعلیمات کی کرتے چلے آرہے ہیں۔

(۱) بادشاہت ایک ایسا نظام حکومت، ایک ایسا سسٹم، ایک ایسا طریقہ کار ہے ۔جو اسلام اور اسلام کے نظریات اور اسکے ضابطہ حیات اور اسکے روح کے منافی ایک متضاد ایک آمرانہ بادشاہی نظام حکومت ہے ۔جو وراثت در وراثت عالم اسلام پر نافذ ہوتا چلا آرہا ہے ۔جو خدا کی حاکمیت اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کے خلاف واقعہ کربلا کے بعد یزید کی اور اسکے پیروکاروں کی ایک ایسی جیتی ہوئی جنگ ہے ۔جو اسلام کے جسد کو کینسر کی طرح چمٹی ہوئی ہے ۔جو دین اسلام، اسکے دینی معاشرہ، اسکی دینی حکومت اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے میں پہلی اور آخری روکاوٹ بنی کھڑی ہے ۔جس نے اسلام کے دستور حیات کو مسجدوں اور مسلم امہ کے دلوں میں مقید کر رکھا ہے ۔اسکا علم اور عمل چھین لیا ہے ۔اسلامی ممالک میں مغربی جمہوریت کے سیاستدانوں اور بادشاہت کے بادشاہوں نے حکومتی نظام اور عوام پر یزید کے نظریات، ضابطہ حیات کی بالادستی رائج اور قائم کر رکھی ہے ۔

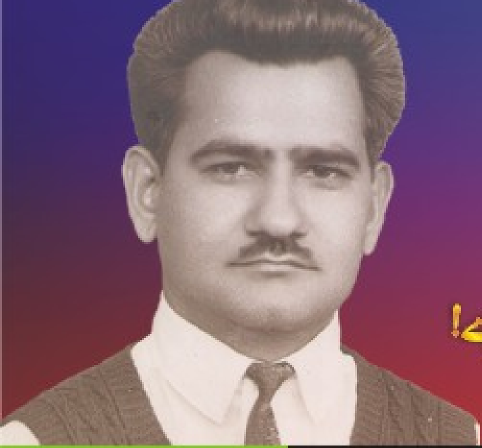

اللہ تعالیٰ مالک الملک ہیں

(۲)۔ اسکے برعکس قرآن حکیم کے آئین پر مشتمل دینی نظام مملکت میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے اور قائم کرتے ہیں۔ دینی معاشرے میں طرز حکومت کی تشریح و توضیح اس طرح کی جاسکتی ہے۔ کہ دینی حکومت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرتی ہے۔ اللہ کے بندوں پر اللہ کی خاطر۔ لیکن اس کا طرز انتخاب بذریعہ الیکشن نہیں بلکہ بذریعہ سیلیکشن یونین کونسل سے لے کر تحصیل، ضلع، صوبہ، وفاق تک ہوتا ہے۔ امیر المومنین اور اسکی اسمبلی کے ممبران کی سلیکشن دین کے نظریات اور ضابطہ کے تحت نیک دل ممبران کا کیا جاتا ہے جو امانت و دیانت، عدل و انصاف، اخلاق حمیدہ اور انتظامیہ اور عدلیہ کے فرائض نبھانے کے اوصاف سے متصف ہوں۔ وہ قرآن حکیم کے آئین کے مطابق اللہ کے قوانین اور ضوابط ملک میں نافذ العمل کر کے ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل کے فرائض ادا کر سکتے ہوں۔ ان میں فرق نمایاں اور واضح ہے۔ جسکی اختصاری وضاحت ایسے کی جاسکتی ہے۔ مغربی جمہوریت کی طرز حکومت میں اسمبلی ممبران ملکی نظام حکومت چلانے کیلئے وقت کی ضرورت کے مطابق کثرت رائے سے حسب ضرورت قانون سازی کرتے ہیں۔ اسکو دستور کا حصہ بنا کر ملک میں نافذ العمل کرتے جاتے ہیں۔ اسکو جمہوریت کا طرز حکومت کہتے ہیں۔

بادشاہت میں بادشاہ مطلق العنان ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دستور کے منافی اپنی حکومت کو قائم رکھنے کیلئے اپنی مرضی کی قانون سازی کرتا ہے۔ جس سے بادشاہت نسل در نسل قائم ہوتی چلی جاتی ہے۔ انکی معاشی اور معاشرتی تفاوتی طبقاتی بادشاہانہ طرز حیات یہ یہ تمام نظام حکومت قرآن حکیم کے آئین کے خلاف ایک غاصبانہ، ظالمانہ اور جابرانہ یزیدی نظام حیات اور طریقہ کار ہیں۔ جو بنی نوع انسان کو اسلام کی سلامتی سے نا آشنا اور اسکے روح کو سمجھنے سے محروم کیئے جا رہے ہیں۔ یہ اسلام کے باغی، اسلام کے منکر اور امت محمدی ﷺ کا منافق ٹولہ ہے جو واقعہ کربلا کے بعد یزید کے اور اسکے نظام حکومت کے ایجنٹ کا بدترین رول ادا کیئے جا رہے ہیں اور مسلم امہ کو اپنے تیار کردہ ضابطوں میں مقید کر کے حکمرانی کی مسند پر مسلط ہوتے جاتے ہیں۔ دین کے خلاف جو بھی نظام مسلم ممالک اور مسلم امہ پر نافذ ہو گا وہ بے دین نظام ہی کہلائے گا۔ اس سے جو معاشرہ تیار ہو گا اسکا تشخص کبھی بھی اسلامی تشخص نہیں ہو گا۔ پاکستان میں مسلم امہ کا نظریاتی قتال جاری ہے، جسکا تدارک ملت اسلامیہ کی بقا کیلئے از حد ضروری ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

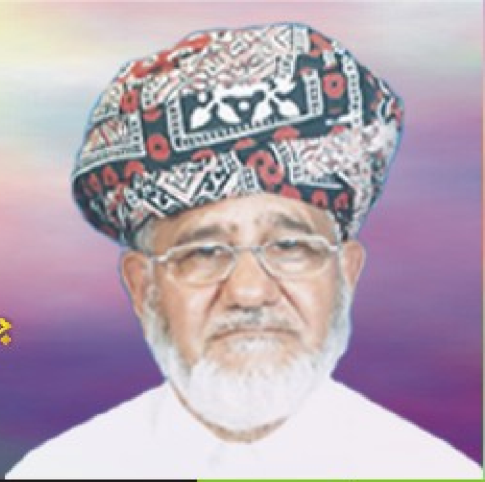

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۱) مغربی جمہوریت کے برعکس دین کی روشنی میں شورائی جمہوریت کے طریقہ کار کے تحت عوام الناس شورائی ممبران کا انتخاب کرتے ہیں۔ مسلم امہ معاشرے میں ایسے افراد کو تلاش کر کے سلیکٹ کرتے ہیں جو متقی، پرہیز گار، امین، معاملہ فہمی اور عمدہ اوصاف کے مالک ہوتے ہیں۔ اس طرح دینی حکومت قائم کرنے کیلئے دستور مقدس کے ضابطہ حیات کے تحت ملک میں قانون سازی کی جاتی ہے۔ اس طرح اللہ کے بندوں پر اللہ کی حاکمیت اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ضابطہ حیات کو ملک میں نافذ العمل کر کے قائم کی جاتی ہے۔ مغربی جمہوریت کی طرح، اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت میں کسی کی رائے یا کثرت رائے کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ اس طریقہ کار سے الہامی کتاب قرآن حکیم اور اسکے دستور مقدس کے نظام مملکت کو ملک وملت پر نافذ العمل کیا جاتا ہے۔ جس سے ملک میں اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہوتی ہے۔ ایسا معاشرہ اسلامی کردار اور تشخص تیار کرتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی بالادستی کو قائم کرنے کیلئے مغربی جمہوریت کی طرح کثرت رائے سے ممبران کا چناؤ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو پیغمبر خدا کی صداقت، حسن اخلاق اور نیک کردار تسلیم کرنے کے بعد انکے سمجھانے اور بتانے سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اسکے پیغمبران کے ذریعہ، انکی الہامی کتابوں کے ذریعہ، انکے عطا کیے ہوئے دستور کے ذریعہ، انکے بتائے ہوئے ضابطہ حیات کے ذریعہ، انکی ذات کے تقدس کے ذریعہ، انکے عمدہ اعلیٰ کردار کے ذریعہ، انکے بہترین اوصاف کے ذریعہ، انکی صفات کے ذریعہ، انکی صداقت کے ذریعہ، انکی امانت و دیانت کے ذریعہ، انکے خدمت و ادب کے ذریعہ، انکے عفوو درگذر کے سلیقہ کے ذریعہ، انکے حسن اخلاق کے ذریعہ، انکے واسطہ سے صفات کو عروج ملا ،صفات کو تکمیل نصیب ہوئی ،صفات کو پہچان نصیب ہوئی۔ پیغمبران جو بھی فرمائیں وہی صداقت ہوتی ہے۔ وہ اخلاق اور صفات کو جلا بخشتے ہیں۔ حسن اخلاق اور حسن کردار اور تمام اعلیٰ، عمدہ صفات پیغمبران کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت اور عطا ہوتی ہیں۔

(۳) مسلم امہ حضور نبی کریم ﷺ کے نظام شریعت اور انکی صداقتوں سے محروم اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ضابطہ حیات سے فارغ ہو چکی ہے۔ دین کے منکر اور منافق سیاسی قائدین نے امت کے گلے میں مغربی جمہوریت اور بادشاہت کا پھندا ڈال کر اسکا دینی سانس بند کر دیا ہے۔ اس طرح جمہوریت، آمریت اور بادشاہی طرز حکومت کی سرکاری بالادستی نے مسلم امہ کو دین کی روشنی سے محروم اور بے دینی کے ظلمات اور کفر کے سمندر میں دھکیل رکھا ہے۔ جسکی وجہ سے مسلم امہ کے اخلاق و کردار کی تشکیل دین کی صفات، دین کی صداقتوں کے ضابطہ حیات کے مطابق نہیں ہو رہی۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر صحیفہ اول زبور شریف کو کتابی شکل میں نازل فرمایا۔ انسانی زندگی کے اخلاق وصفات کو سنوارنے کا عمل بذریعہ وحی ابتدائی طور پر جاری ہوا۔ توحید و رسالت اور وحی کی تفصیل و تکمیل کا الہامی صحیفہ کی شکل میں آغاز ہوا۔ مخلوق خدا نے انکی تعلیمات، انکے نقطہ نظر، انکے توحید کے درس، انکے وحی کے پیغام، انکے کردار، انکے اعلیٰ اخلاق، انکے ادب و محبت، انکے خدمت و ادب اور انکی صداقت کی صفات کو پرکھا اور سمجھا۔ یہ فطرتی حقیقتیں اور روح پرور سچائیاں عوام الناس کے دلوں میں اترتی گئیں۔ لوگ پیغمبر حق اور ان پر اتری ہوئی مقدس کتاب زبور شریف پر ایمان لاتے رہے اور انکی امت کی تعداد بڑھتی گئی۔

(۵) داؤد علیہ السلام کی ملت وقت کے ساتھ ساتھ زبور شریف کی تعلیمات سے دور ہوتی گئی۔ خرابات اور خرافات میں گم ہوتی گئی۔ انکے بتائے ہوئے حسن اخلاق اور توحید پرستی کے سبق کو بھولتی گئی۔ مذہبی الہامی، روحانی معاشرتی اور معاشی اقدار دم توڑتی گئیں۔ عدل وانصاف ناپید ہوتا گیا۔ نمرود جیسے آمر، ظالم، غاصب، جابر اور قاتل حکمرانوں نے مذہبی تہذیب کو نگل لیا۔ اسکے بعد فرعون کا زمانہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے نمرود و فرعون کے باطل نظام کو ختم کرنے کیلئے ایک عالی مرتبہ پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کو فرعون کی شر کو ختم کرنے کیلئے اس جہان رنگ و بو میں بھیجا۔ انہوں نے فرعون کے ملکوتی، غیر منصفانہ، غیر عادلانہ، معاشی اور معاشرتی قاتلانہ نظام کو پاش پاش کیا۔ درس توحید عام کیا، حق پرستی اور عادلانہ نظام قائم کیا۔ ادب واحترام اور اخوت ومحبت کے فطرتی چراغ روشن کئے۔ موسیٰ علیہ السلام پر وحی کے ذریعہ الہامی اور روحانی تعلیمات کا نزول جاری ہوا۔ ان پر توریت شریف جیسی عظیم مقدس کتاب کا نزول ہوا۔ شر کی بالادستی ختم ہوئی۔ مخلوق خدا پر فلاح کے دروازے کھل گئے۔ فرعون جیسی باطل غاصب قوت غرق دریا ہوئی۔ توریت شریف کے الہامی علم وحکمت کے چراغ روشن ہوئے۔ عدل وانصاف، اعتدال ومساوات، ادب واحترام اور اخوت ومحبت کی خشک کھیتی کی آبیاری اور نشوونما کا عمل جاری ہوا۔ فطرت کا وقار معاشرے میں جلوہ فروز ہوا۔ مخلوق خدا نے سکھ کا سانس لیا۔ مذہبی تہذیب وتمدن پروان چڑھتا رہا۔ وقت گذرتا گیا۔ مادہ پرستی اور اقتدار کے نظریات کے فرعونی پجاری ہوس زر اور اقتدار کی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے انسانیت کا معاشی اور معاشرتی قتال کرتے رہے۔ مخلوق خدا اور انکی امت اللہ کے قرب اور عبادت کے عمل سے دور ہوتی گئی۔ معاشرے میں اعتدال ومساوات، اخوت ومحبت اور عدل وانصاف کا فقدان پیدا ہوتا گیا۔ اور فرعونی نظریات کے قلیل سے پیروکار موسیٰ کلیم اللہ کی امت کے روپ میں مادیت کی طاقت حاصل کر لینے کے بعد ملک کے اقتدار پر قابض ہو کر توریت شریف کے الہامی نظریات، اسکے الہامی ضابطہ حیات، اسکی الہامی تعلیمات کو روندتے چلے گئے۔ اقتدار کی نوک پر فرعونی نظریات، فرعونی ضابطہ حیات اور فرعونی تعلیمات کو سرکاری سطح پر نافذ العمل کر کے موسوی امت کو فرعونیت کے ضابطہ حیات میں کنورٹ کرتے چلے گئے۔ مذہب کو معبد اور ذکر واذکار تک محدود اور مقید کر دیا گیا۔

(۶) فرعونی طاقتوں نے بنی نوع انسان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لیا۔ اقتدار پرستی کی آگ کو بجھانے کیلئے انسانیت کا معاشی اور معاشرتی قتال جاری رہا۔ انسانیت پر ظلم وجبر، قتل وغارت کے سیاہ بادل چھائے رہتے۔ اقتدار کے نشے میں دھت یہ فرعونی طبقہ اپنی عیش وعشرت اور بالا دستی کی خاطر موسوی امت اور پوری انسانیت کو انسانیت کش ضابطہ حیات کے قانونی شکنجوں میں کس کر انتظامیہ اور عدلیہ کی بے رحم تلوار سے معاشی اور معاشرتی قتال کرتا۔ انکے بنیادی اور فطرتی حقوق، انکی خوراک، انکا لباس، انکو بیماری کے علاج سے محروم کرنا انکی سیاست انکی زندگی کا حصہ بن چکا تھا۔ لوگ اس ظالم طبقہ کے ظالم حصار کو توڑنا اور تاریخ کی بدترین تہذیب کے قلیل فرعونی طبقہ سے نجات کے خواہاں تھے۔ جب اس جہان رنگ وبو پر شر پوری طرح حکمران بن چکی ۔توحید پرستی اور راہ ہدائیت کے راستے بند ہو چکے۔ خیر اپنا بستر لپیٹ چکی۔ اور یہ دنیا ظلمت کدہ اور عبرت کدہ میں بدل چکی تو فطرت نے ایک اور کروٹ لی۔ تاکہ خیر کو شر پر فوقیت نصیب ہو سکے۔

(۷) اس وقت حالات کے تقاضوں کے مطابق رب العالمین نے جتنی بڑی شر تھی اتنا بڑا عظیم خیر کا داعی پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس دنیا میں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بن باپ پیدا فرمایا۔ آپ کو روح القدس کے مقدس نام سے نوازا۔ آپ کو معجزات کا لامتناہی خزانہ عطا فرمایا۔ انہوں نے توحید پرستی کا سبق دہرایا۔ مادہ پرستوں مخلوق کے پجاریوں اور فطرت شناسوں کو خالق وفاطر کی عظمت سے آگاہی بخشی، پھر بھولی بھٹکی مخلوق خدا کو توحید پرستی کا راہ دکھایا۔ بیماروں کو شفا عطا فرمائی۔ مردوں کو زندہ کیا۔ انسانوں پر شفقتوں کے خزانے لٹائے۔ انسانوں پر سادہ اور صداقت والی زندگی کے دروازے وا کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر انجیل مقدس جیسی الہامی کتاب نازل فرمائی۔ دنیا میں رشد وہدائیت کے راستے متعین فرمائے۔ انسانیت کو ایک نورانی، آسمانی، روحانی ضابطہ حیات انجیل مقدس کی شکل میں عطا فرمایا۔ دنیا کی بے ثباتی کا سبق دہرایا۔ انسانیت کی خدمت وادب اور ہر ذی جان کے تحفظ کا درس عام کیا۔ انکی امت مخلوق خدا کے لئے باعث رحمت اور باعث منفعت بن کر انسانیت کے دلوں میں اترتی گئی۔ انہوں نے ایک ایسی امت تیار فرمائی، جو درد کے صحراؤں میں خود تو دکھوں اور اذیتوں کو برداشت کرتے اور انسانیت کو سکھ اور چین جیسی دولت سے مالا مال کرتے۔ حسن کردار کی کامیابیوں سے انکی امت کے افراد انکی زندگی کے بعد انسانوں کو عیسائیت کے امن اور عظمتوں کے علاقے میں کھینچ لاتے۔ وہ اس بات سے پوری طرح آگاہ تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قربت کا راستہ صرف مخلوق خدا کی خدمت اور اس سے محبت کی راہ ہے۔ روح القدس کی پاکیزہ سیرت نے انسانیت کو مخلوق خدا کی خدمت اور محبت کے الہامی علم اور روحانی کردار سے سینچا اور اپنی امت کا دلکش کردار وتشخص تیار کیا۔ جو انسانیت کے لئے باعث کشش اور باعث رحمت بن کر ابھرا۔

(۸) انجیل مقدس کی الہامی تعلیمات اور اخلاقیات کا دستک انسانی دلوں پر دیا۔عمدہ اخلاق، خدمت اور محبت کے پاکیزہ جذبوں سے ملی تشخص پروان چڑھایا۔اور اپنے حسن کردار کی دلربا مہریں مخلوق خدا کے دلوں پر ثبت کرتے رہے۔انسانی عقل وفراست اور سوچ وبچار جو بھی اخلاقی معیار مہیا کرتی ہے وہ قابل تاثیر ہوسکتا ہے۔لیکن جو اخلاق ایک پیغمبر خدا عطا کرتے ہیں۔وہ معیار خداوبزرگ وبرتر کی طرف سے ہوتا ہے۔خالق سے بہتر کون جان سکتا ہے۔کہ کونسا اخلاقی معیار مخلوق خدا کیلئے بہتر کردار تیار کرسکتا ہے۔پیغمبر کا اخلاق انسانی فطرت کی جو تسلی تشفی کرسکتا ہے۔وہ انسانی سوچ نہیں کرسکتی ہے۔انکے کردار کی تاثیریں فرعونی شر یعنی ہوس زر کے حصول کیلئے انسانی قتال اور اقتدار کی خواہشات کو ختم کرتی اور دلوں کو تسخیر کرتی گئیں۔عوام جوق در جوق عیسائیت میں داخل ہوتے رہے۔لاکھوں، کروڑوں انسان عیسائیت کے پیروکار بنے۔عیسائیت کے پیروکار انسانی خدمت میں اتنے آگے بڑھ جاتے۔کہ وہ ترک دنیا کردیتے۔فطرتی بنیادی ضروریات کے حصول سے بھی گریزاں ہوجاتے۔رہبانیت اور فقر کی زندگی گذارنے پر فخر محسوس کرتے۔یہ وہ راگ تھا جو ہر ساز پر گایا نہیں جاسکتا تھا۔یہ مخصوص روح القدس کے مذہبی پیروکاروں کا عملی کردار عوام الناس کا نصیب نہ بن سکا۔مادیت اور روحانیت کا اعتدال اور امتزاج قائم نہ رہ سکا۔مادیت کے پرستاروں نے مذہب اور روحانیت کا راستہ روک لیا۔تہذیب عیسوی میں شگاف پڑنا شروع ہوگئے۔ہوس زر یعنی مادہ پرستوں اور اقتدار پرستوں کا قلیل سا فرعونی طبقہ عیسائیت میں مذہب کے نام پر داخل ہوا اور عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل مقدس کی الہامی تعلیمات، حسن اخلاق اور کردار کو مسخ کرنا شروع کردیا۔روحانیت اور مادیت میں اعتدال پیدا کرنے کی بجائے اس قلیل سے مادہ پرست طبقہ نے فرعونی نظریہ حیات کی روشنی میں ہوس زر کا کھیل کھیلنا شروع کردیا۔دنیا کے مال و دولت اور وسائل پر قبضہ کرلیا۔اسی مال و دولت اور وسائل کی طاقت سے مغربی جمہوریت کے انسانی تخلیق کردہ نظام حکومت اور طرز حکومت کو رائج کرکے اقتدار پر قابض ہو بیٹھے۔مذہب کو معبد اور کلیسا میں مقید کردیا۔ملک وملت پر مذہب کے ضابطہ حیات کی بجائے فرعونی نظریہ حیات، اسکی تعلیمات، اسکے اصول وضوابط کی سرکاری بالادستی قائم کردی۔عیسائیت کی اجتماعی زندگی مذہب کے ضابطہ حیات اور فرعونی ضابطہ حیات کے تضاد کا شکار ہوتی گئی۔مذہب کو انفرادی اور اجتماعی طور پر عبادات کی آزادی حاصل رہی۔مگر انفرادی اور اجتماعی طور پر حکمرانی فرعونی ضابطہ حیات اور انسانی عقل کے تابع کردی گئی۔اس فرعونی کلچر کی تعلیمات اور اس سے تیار کیئے ہوئے کردار کی سرکاری بالادستی نے مذہبی کلچر کی الہامی تعلیمات، اخلاقیات، کردار وتشخص اور اعتدال ومساوات، اخوت ومحبت، عدل وانصاف اور خدمت خلق کے نظام کو نگل لیا۔

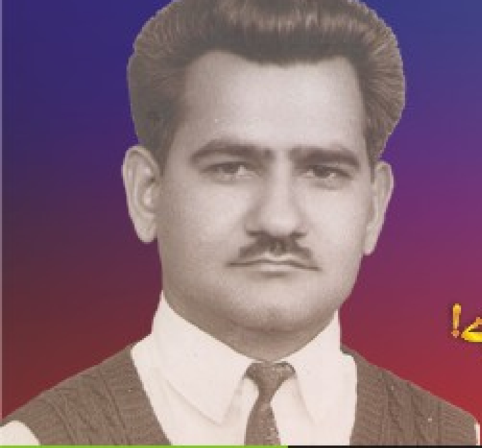

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۹) اس فرعونی طبقہ نے مال و زر کی طاقت کو اقتدار کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے پیروکاروں کو مال و دولت، ہوس زر اور اقتدار کی جنگ میں جھونک دیا گیا۔ ان مادہ پرست غاصب قائدین کی ملکی سطح پر بالادستی کی وجہ سے یہ ملت بھی مادی قوت کے حصول کے انتشار کا شکار ہوتی گئی۔ اس لائحہ عمل کو انفرادی اور اجتماعی طور پر لاگو کرنے سے خیر، ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کی تعلیمات سمٹتی گئی اور مادہ پرستوں کی شر پھیلتی گئی۔ نفس پرستی، ہوس پرستی، زر پرستی، شہوت پرستی اور اقتدار پرستی کی آگ وقت کے ساتھ ساتھ پھیلتی گئی۔ کثرت رائے سے انسانوں کا تخلیق کردہ مغربی جمہوریت کا باطل، غاصب ضابطہ حیات تیار ہوتا رہا۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو مادہ پرست ٹولہ کے مغربی جمہوریت کے نظام کے مطابق کثرت رائے سے منتخب ہوئے اور نہ ہی ان پر نازل ہونے والی انجیل مقدس جیسی الہامی، روحانی کتاب کثرت رائے سے مرتب ہوئی۔ جمہوریت کے قائدین نے پوری عیسائیت کو کلیسا میں پابند سلاسل کر دیا۔

(۱۰) مغربی جمہوریت کے مادہ پرست حکومتی ٹولہ نے کثرت رائے سے ملک کے قوانین وضوابط انجیل مقدس کے نظریات، اخلاقیات اور تعلیمات کے خلاف تیار کئے۔ حکومتی بالادستی کی وجہ سے پوری عیسائیت کو مغربی جمہوریت کے نظریات اور ضابطہ حیات کی پیروی کا پابند بنا دیا گیا۔ مغربی جمہوریت کے فرعونی حکومتی ٹولہ نے کثرت رائے سے عیسیٰ علیہ السلام اور انکی انجیل مقدس اور انکی امت پر غلبہ حاصل کر کے انکو عملی طور پر مذہب سے الگ کر دیا۔ مذہب کو سرکاری سطح پر گرجا و کلیسا میں پابند سلاسل کر کے منسوخ اور ختم کر دیا گیا۔ اخوت و محبت، ادب و خدمت، حسن اخلاق، حسن کردار، حسن صفات، فطرتی صداقتوں اور انکی تکمیل کا عملی راستہ بند ہوتا گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے الہامی نظریات اور روحانی تعلیمات کی افادیت اور آفاقیت کو بے اثر بنا دیا۔ اس نظریاتی تضاد نے عیسائیت کے آسمانی کردار کو کچل کر رکھ دیا۔ عیسائیت کے مذہب کا فروغ رک گیا۔ دنیا میں امن اور عدل انتشار کا شکار ہوتا گیا۔ انسانی نسلیں مذہب کی آفادیت سے محروم ہوتی چلی گئیں۔

(۱۱) ان عیسائیت کے منافقوں، مادہ پرستوں اور اقتدار پرستوں نے عیسائیت کے مذہب کی عمارت کو ریزہ ریزہ کرنا شروع کر دیا۔ صنعتی ترقی کے حصول کی خاطر مستورات کو مردوں کے شانہ بشانہ عملی زندگی میں اپنے ساتھ لے آئے۔ انہوں نے مرد و زن میں پردہ کی دیوار کو ختم کر کے حیا کی عمارت کو روند دیا۔ گھر کی چار دیواری چھین لی۔ ازدواجی زندگی کے الہامی نظام کو بری طرح مجروح کر دیا۔ مذہب کے خلاف مخلوط معاشرہ اور جنسی آزادی کے قوانین کثرت رائے سے نافذ کئے۔ مذہبی حدود و قیود مسخ ہوتی رہیں۔ فرعونی کلچر خاندان کی عمارت اور اسکے تقدس کو روندتا چلا گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ احساس زیاں بھی ختم ہوتا گیا۔ انسان حیوان ناطق بن کر رہ گیا۔ لوٹ کھسوٹ، ظلم و تشدد، قتل و غارت اور اس جہان رنگ و بو کو تباہ کرنے کا عمل جاری رہا۔ اس طرح ترقی کے نام پر مشتمل فرعونی تہذیبی کلچر فروغ پاتا گیا۔ ایک عظیم پیغمبر کی عظیم امت کو اقتدار کی نوک پر اس فرعونی طبقہ کے قلیل سے برسر اقتدار مادہ پرست قائدین نے سرکاری سطح پر مقید کر کے مجبور اور بے بس بنا دیا۔ جو انکی مفتوحہ عوام بن کر رہ گئی اور مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کی غلامی کی بدترین سزا میں مبتلا کر دی گئی۔ مذہبی تہذیب کی بنیادی کڑی ختم ہو گئی۔

بابا جی عنایت اللہ

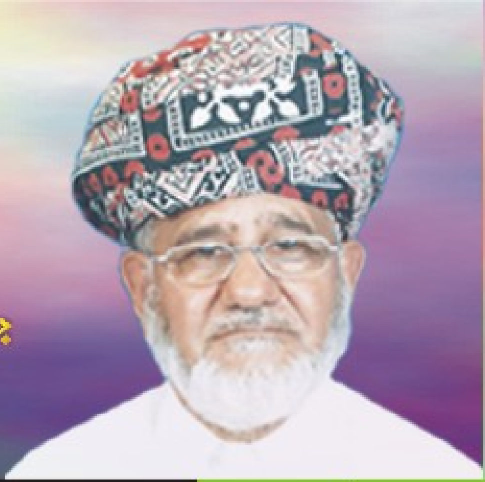

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۱۲) اس مادہ پرست اور اقتدار پرست طبقہ نے اپنی اجارہ داری قائم کرنے کیلئے مغربی جمہوریت کا ایسا ضابطہ حیات ترتیب دیا۔ جس میں مذہبی صفات اور صداقتوں کو ترک کیا اور صرف مال و دولت اور وسائل کی برتری والے افراد حصول اقتدار کی خاطر الیکشن میں حصہ لیتے اور بے پناہ اخراجات اور ہر قسم کی دھاندلی کر کے کثرت رائے کے ذریعہ حکومتی پنڈال تک رسائی حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ فرعونی نسل کا مادہ پرست اور اقتدار پرست ٹولہ۔ مذہبی اقدار اور کردار کو روندنے والا ظالم اور غاصب طبقہ، معصوم و مشفق اور خدمت خلق کی مستی میں گم عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے فرزندان پر مغربی جمہوریت کے ذریعہ ان پر غلبہ حاصل کر کے حکمران بنتا چلا آرہا ہے۔ حکومت پر قابض ہو کر ملکی وسائل اور دولت کو اپنے کنٹرول میں لے لیتا ہے۔ ملک کی قانون سازی کرتے وقت مذہب کے ضابطہ حیات، اسکے دستور، اسکے نظریات اسکی تعلیمات کو پس پشت ڈالتا چلا آرہا ہے۔ نہ تو وہ مذہبی ضابطہ حیات کو سرکاری طور پر ختم کرتے اور نہ ہی ملکی سطح پر اس کی بالادستی قائم کرتے ہیں۔ اگر یہ روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے ضابطہ حیات اور اسکے الہامی نظریات کو ملکی سطح پر فوری طور پر منسوخ کرتے تو مذہب پرست انکا اسی وقت قلع قمع کر دیتے۔ انہوں نے کلیسا کی حد تک مذہب پرستوں کو عبادت کی آزادی دے رکھی۔ انہوں نے بڑی چالبازی، چالاکی، بڑے دھوکے اور آج کی جدید ٹرمنالوجی یعنی سیاست کے ذریعہ بڑے شاطرانہ انداز میں مذہب کے نظریات اور تعلیمات کو ملکی سطح پر معطل کر کے بے اثر اور بے بس بنا دیا۔ مغربی جمہوریت کی سرکاری بالادستی ملک پر رائج کر کے مذہب کے نظریات اور تعلیمات کو معبد اور کلیسا تک محدود اور مسدود کر دیا۔ پھر آہستہ آہستہ مذہب کے ضابطہ حیات کی بجائے مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ ضابطہ حیات کے قوانین نافذ کرتے گئے۔ مغربی جمہوریت کے نظام کی تعلیم و تربیت سکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں میں جاری کر دی۔ سیاستدان ملک پر اپنی بالادستی اور اقتدار حاصل کر لینے کے بعد اپنی ضرورت اور مرضی کے مطابق اپنے منفعت بخش استحصالی نظریات کو ترتیب دیتے۔ حکومتی کاروبار چلانے کے لئے ان نظریات کا تعلیمی نصاب متعین کرتے اور اس نصاب کی تعلیم ملکی تعلیمی اداروں پر نافذ اور مسلط کر کے ان نظریات کے تربیت یافتہ افراد تیار کرتے۔ ملک کا انتظامیہ اور عدلیہ کا کاروبار ان تربیت یافتہ افراد کے سپرد کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی امت کا کردار مذہب کے متضاد انجیل مقدس کی الہامی صفات کی جگہ مغربی جمہوریت کے قوانین اور ضوابط کی شرکی صفات میں بدلتا گیا اور ملت عیسوی مغربی جمہوریت کے ضابطہ حیات کی گرفت میں آتی گئی اور مذہب کی دوری کی سزا میں مبتلا ہوتی گئی۔ اس طرح انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے سلامتی کے مذہب کی آفاقیت کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ جس کی وجہ سے آج انسانیت مذہب سے دور مغربی جمہوریت کے باطل، غاصب، استحصالی صحرا میں بھٹکتی جا رہی ہے۔

(۱۳) عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی تعلیم و تربیت مادہ پرست ٹولہ کے تخلیق کیے ہوئے مغربی جمہوریت کے نظریات کی تعلیمات کے نصاب کی روشنی میں پروان چڑھتی رہی۔ اس نظریاتی تضاد کے فتنہ نے ملت عیسوی کا طیب اور مقدس تشخص ریزہ ریزہ کر دیا۔ اس ملت کا اخلاق، کردار مذہب کی تعلیمات کے خلاف باطل، پست، ظالمانہ، غاصبانہ اور گھناؤنا ہوتا گیا۔ مذہب پرست امت کے افراد ذہنی، قلبی اور روحانی انتشار کا شکار ہوتے گئے۔ اعلیٰ مذہبی صفات، اعلیٰ مذہبی اقدار، اعلیٰ مذہبی کردار اور اعلیٰ مذہبی اخلاق ناپید ہوتا گیا۔ ملت کا انفرادی، اجتماعی، الہامی اور روحانی اخلاق و صفات کا سورج غروب ہوتا گیا۔ صفات کی تشکیل اور تکمیل کا عمل رک گیا، صفات کی پہچان ختم ہوتی گئی، صفات کا تقدس ختم ہوتا گیا اور صفات کے تقدس کا شعور سمٹتا گیا۔ مغربی جمہوریت اور اسکے پیروکاروں نے ملت کی صداقت کا خزانہ لوٹ لیا۔ رہزن رہبر بن گئے۔ صداقت کی تکمیل کا دور خاموشی سے سرنگوں ہوتا گیا۔ شرکی قوتیں برسراقتدار آتی گئیں۔ ملک و ملت کی دولت اور وسائل کا حصول بدلتا گیا۔ عدل و انصاف کا معاشی اور معاشرتی قتال جاری ہوتا گیا۔ مذہبی الہامی تہذیب کا رخ مغربی جمہوریت کی شر پرستی، اقتدار پرستی، عدل کشی، ظلم و جبر، غاصبیت، معاشی اور معاشرتی قتال کی قانون سازی کے زیر سایہ مذہب کش کلچر اپنی منازل طے کرتا گیا۔ انسانیت کیلئے یہ دنیا جنت سے جہنم میں بدلتی گئی۔ پیغمبران نے نمرود، فرعون، شداد اور ہامان جیسے ظالموں، غاصبوں اور قاتلوں سے انسانیت کو نجات دلائی۔ لیکن بدقسمتی سے انکے ایجنٹ ایک منافق کے روپ میں انبیا کی امتوں کی صفوں میں گھس آئے اور وہ اب ایسے کام کر رہے ہیں جو وہ تمام باطل قوتیں نہ کر سکیں۔

(۱۴) مذہب کے گناہ اور ثواب کے الہامی جزا اور سزا کے فطرتی نظام کو منسوخ کر کے اسکا انتظامیہ اور عدلیہ کا نظام اور سسٹم ختم کر دیا گیا۔ اسکے برعکس مغربی جمہوریت کے نظام اور سسٹم کو ملک و ملت پر مسلط کر دیا گیا۔ مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے ضابطہ حیات کے قوانین کو توڑنے والوں کو قانونی مجرم کا نام دیدیا گیا۔ مغربی جمہوریت کے قوانین کے جرائم کو روکنے کیلئے ایک نیا انتظامیہ اور عدلیہ کا باطل، غاصب جمہوری نظام اور سسٹم قائم کر دیا گیا۔ اور انکے مطابق سزائیں مقرر کرتے گئے۔ خداوند قدوس کے الہامی اور آسمانی دستور اور اسکے ضابطہ حیات اور نظریات کو ملکی اور ملی سطح پر پس پشت ڈال کر مذہبی تہذیب کی نشوونما کا عمل بند کر دیا گیا۔ اسکی جگہ مغربی جمہوریت کے سیاسی اسمبلیوں کے سیاستدانوں اور دانشوروں کو اختیار حاصل ہوتا گیا۔ جس کے تحت وہ ضرورت کے مطابق وہ اپنا دستور تیار کرتے، اسکے ضابطہ حیات اور نظریات کی روشنی میں قانون سازی کرتے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ملک وملت پر مذہب کی تعلیمات ،نظریات اور دستور کو نظر انداز، معطل اور گرجا و کلیسا میں امقید کر کے ملکی سطح پر مغربی جمہوریت کے طریقہ کار یعنی کثرت رائے سے تیار کردہ قوانین کو نافذ العمل کرتے ۔جس سے مذہب پرست امت پر مغربی جمہوریت کی بالادستی اس خود کار نظام کے تحت قائم ہوتی گئی ۔ملک میں اللہ تعالیٰ کے الہامی دستور ،قوانین اور نظریات کی حاکمیت کو سرکاری سطح پر منسوخ، معطل ،اور ختم کر کے ملت کو مغربی جمہوریت کے غیر مذہبی نظریات کی اطاعت میں دیدیا گیا۔اس طرح مذہب کی تہذیب اور مغربی جمہوریت کے نظریات پر مشتمل مغربی کلچر کے تضاد کے فتنہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو ایک عبرتناک اور اذیت ناک ذہنی، قلبی اور روحانی تضاد اور انتشار کے کینسر میں مبتلا کر دیا۔

(۱۵) ملت عیسوی انجیل مقدس کی تعلیمات اور اسکے بتائے ہوئے خلق عظیم سے محروم ہوتی گئی ۔مخلوقِ خدا کیلئے سراپا خدمت پر مشتمل امت کا طیب کردار اعمال کے ترازو میں گرتا گیا۔مغربی جمہوریت نے نہ صرف اخلاق کے تکمیل کے عمل کو روک دیا۔ بلکہ عیسائیت کا ملی کردار مغربی جمہوریت کے نظریات کے ظالمانہ غاصبانہ کردار میں ڈھلتا گیا۔صفات کا تقدس پامال ہوتا گیا۔نور کا سورج ظلمات کے اندھیروں میں غروب ہوتا گیا۔عیسوی ملت کے کروڑوں مرد وزن، انکی نسلیں، بلکہ پوری انسانیت اس قلیل سے مادہ پرست استحصالی حکومتی ٹولہ کے ظلم وجبر اور مذہب کش باطل، غاصب نظام حکومت سے نجات حاصل کرنے کیلئے اپنے نجات دہندہ کو پکار رہی ہے۔

(۱۶) کلیسا میں مذہبی تعلیمات اور عبادات کی روایات کو جاری رکھا۔انجیل مقدس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو کلیسا میں مقید کر دیا گیا۔اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو تسلیم کرنے والی نظریاتی ملت، اس کو ماننے کی حد تک تو قائم رہی ۔لیکن اسکے اخلاق، اسکی صفات، اسکی تعلیمات، اسکے نظریات اور اسکے خدمت خلق کے طیب جذبوں کو تربیت دینے والی مذہبی، روحانی کلیسائی درسگاہوں کو نظر انداز اور سرکاری سطح پر ختم کر دیا گیا۔طیب فطرت معزز مذہب پرست پادری صاحبان اور مقدس عظیم مذہبی پیشوا خدمت خلق اور روحانی عبادات میں ہمہ تن گوش رہتے ۔مذہبی ہستیاں اور فرض شناس پیشوا روح القدس کے نظریات پر مشتمل انسانیت کا اخلاق و کردار کو حکومتی سطح پر منور کرتے اور روحانی صفات کے تعلیمی نصاب کے مطابق سنوارنے میں مصروف رہتے۔وقت کے تقاضوں کو احسن طریقہ سے پورا کرتے۔وہ دنیا کی بے جا غرض و غائط سے بے نیاز اور حکومتی کاروبار سادگی اور شرافت سے چلاتے ۔حقوق انسانی کا فرض ادا کرتے رہتے جب تک امت کو مذہبی نظریات اور اسکی تعلیم و تربیت کی آبیاری میسر رہی ۔اس وقت تک جوق در جوق انسان عیسائیت میں داخل ہوتے رہے۔انجیل مقدس کے نظریات اور انکی فطرتی صفات کی عزت وعظمت اور انکی تقلید جاری رہی ۔یہ دنیا امن کا گہوارہ بنی رہی ۔آج اس ملت کا کردار انسانیت کی سلامتی سے دور اور تمام انبیاء علیہ السلام کے نظریات اور کردار پر ایک بدنما دھبہ بن چکا ہے۔

(۱۷) جب فرعونی نسل کے مادہ پرستوں نے ملکی دولت اور وسائل پر قبضہ کر لیا۔ اور ملک کے اقتدار کے حصول کی جنگ میں کامیاب ہو گئے۔ تو ان آمر اور جابر چند سیاستدانوں نے اقتدار کی نوک پر مذہب کے پرستاروں کو کلیسا الاٹ کر دیا اور خود حکومتی نظم و نسق کا کنٹرول سنبھال لیا۔ ان فرعونی ایجنٹوں اور عیسائیت کے رہزنوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور انکے مذہب کو مات دی اور فرعونیت جیت گئی۔ عیسائیت کے منافقوں اور فرعونیت کے ایجنٹو ں کے قائدین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے نظریات، انکی تعلیمات، انکے حسن خلق اور انسانیت دوستی کے ضابطوں کو مسخ کر دیا۔ کنبہ خدا کی خدمت کا تصور نا پید کر دیا۔ انکی حسین اور دلکش تہذیب کو بری طرح روند کر رکھ دیا۔ انسانیت کی رہنما ملت انسانیت کی رہزن بن کر رہ گئی۔

(۱۸) مغربی جمہوریت کے نظریات کی روشنی میں نظام حکومت ترتیب دیا گیا۔ مذہب کے باغی مادر پدر آزاد ہوتے گئے۔ سیاست کے قائدین اور دانشوروں نے پیغمبران کے ادیان کے خلاف آپنا ایک نیا مذہب تیار کر لیا، جسکا نام انہوں نے مغربی جمہوریت رکھ لیا۔ انہوں نے حکومتی قلمدان سنبھالتے ہی عیسائیت کے مذہبی نظریات کی سرکاری پذیرائی منسوخ اور معطل کر دی۔ پوری انسانیت کو مذہب کی افادیت سے محروم کر دیا گیا۔ مذہب کے باغی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نافرمانوں نے انکی ملت کو مغربی جمہوریت کے ضابطہ حیات کی زنجیروں میں مقید کر لیا۔ انکا الہامی اور روحانی تشخص مسخ کر کے رکھ دیا۔ انکا خدمت خلق کا کردار ان سے چھین لیا۔ انکی بے سروسامانی کی بے بسی کی زندگی اور دلوں پر بادشاہت اور حکمرانی کرنے کے اعمال کے تصور کو بھی روند دیا۔

(۱۹) یہ مذہب کے منافق اور باغی اور فرعونیت کے ایجنٹ عیسوی امت پر حکمران بن بیٹھے۔ کلیسا کی روحانی تعلیمات کے نصاب کو سرکاری سطح پر ختم کیا۔ اسکی روح کے متضاد مغربی جمہوریت کے نظریات پر مشتمل تعلیمی نصاب کو سکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں میں رائج کر دیا گیا۔ حکومتی نظام چلانے کیلئے انسانی نسلوں کی ان غیر الہامی، غیر روحانی مذہب کش تعلیمی اداروں میں نشو نما ہونے لگی۔ ان تعلیمی اداروں کے فارغ البال دانشوروں کو ملک کا نظام حکومت چلانے کیلئے ہر قسم کی مادی برتری حاصل ہوتی گئی۔ ملک کا نظم و نسق انکے کنٹرول میں آتا گیا۔ عدلیہ اور انتظامیہ کے شعبہ بھی انکے سپرد کر دیئے گئے۔ وہ ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بنتے گئے۔ پیغمبر خدا اور مذہب کی الہامی، روحانی خیر کی صفات کی کلیسا میں پیروی کرنا اور مغربی جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے نظریات کی ملکی سطح پر سرکاری طور پر تقلید کرنا جسے اللہ کی تائید حاصل نہ ہو۔ ملت کے نظریاتی جسد پر ایک کینسر کی حثیت اختیار کرتا گیا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

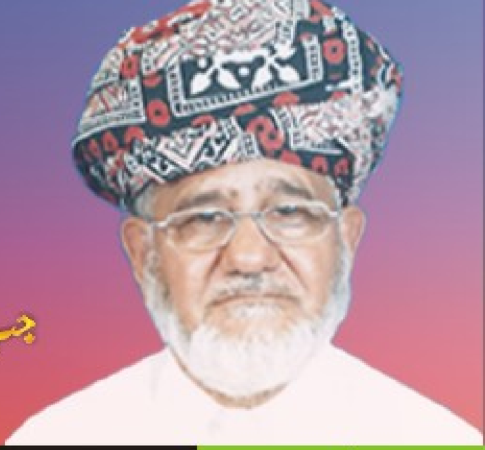

اللہ تعالیٰ اور اسکے عظیم پیغمبر کے خلاف ایک کھلی نافرمانی کی جنگ جاری کر دی گئی۔ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت اور بنی نوع انسان اور اسکی آنیوالی نسلوں کو الہامی نظریہ حیات سے محروم کر کے انکو ظلم و تشدد، معاشی اور معاشرتی قتل و غارت کے جرائم کی وادیوں میں دھکیلنے کا عمل جاری کر دیا گیا۔ ملی تشخص میں باطل، غاصب قوتیں اجاگر ہوتی گئیں۔ ملی مذہبی نظریات کو مغربی جمہوریت کے نظریات کی سرکاری بالادستی نگلتی گئی۔ حسن اخلاق اور مذہبی کردار کا سچائی کا ثمر دنیا سے نایاب ہوتا گیا۔ ملت انفرادی اور اجتماعی طور پر نفس پرستی، ہوس پرستی، مادہ پرستی جنس پرستی اور اقتدار پرستی کے بتوں کی پرستش میں گم ہوتی گئی۔ پوری انسانیت عیسائیت کے مذہب کے الہامی نظریات اسکی روحانی تعلیمات کی روشنیوں سے محروم ہوتی گئی۔ کاش کہ کوئی نصیب ساز انسان عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو ان فرعونی نسل کے ایجنٹوں اور انکے قائدین کی بالادستی سے مذہب و ملت کو نجات دلا سکے۔ یا خدایا پوری انسانیت پر رحم فرما۔ ہماری خطائیں بخش دے۔ امین

(۲۰) پیغمبری کسی سکول کی تعلیم کا نتیجہ نہیں۔ یاد رکھو۔۔۔ پیغمبر اللہ تعالیٰ کی صفات کی عظمت کے وارث ہوتے ہیں۔ وہ اخلاق و صفات کی تفسیر ہوتے ہیں۔ وہ امانت و دیانت، اعلیٰ فطرتی صفات اور صداقتوں کی قندیلیں سمیٹے بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ رحمت بنا کر بھیجے جاتے ہیں۔ وہ معلم اخلاق اور کردار ہوتے ہیں۔ وہ کسی شہر یا ملک یا قوم کی میراث نہیں ہوتے۔ وہ انسانی حقوق کا تعین کرتے ہیں۔ وہ پوری انسانیت کے حقوق کا احترام سکھاتے ہیں۔ وہ انسانی حقوق کی حفاظت کے میزان کو قائم کرتے ہیں۔ انکا کردار آفاقی اور کائناتی ہوتا ہے۔ انکے نظریات اور کردار کی خوشبو انسانوں کے دلوں اور انکی روحوں میں اترتی اور ان کو تسخیر کرتی جاتی ہے۔ انکی پیروی کرنے والا معاشرہ ایک متوازن، دلکش، اعتدال و مساوات پر مشتمل حسین فلاحی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ انکی خداوند قدوس کی اطاعت اور انکے عطا کیئے ہوئے ضابطہ حیات کی پیروی، خاکی کو افلاکی بنا کر رکھ دیتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت خود بھی کرتے ہیں اور اپنی امت کو بھی اسی راہ پر گامزن کر دیتے ہیں۔ وہ خیر کے داعی اور مخلوق خدا کیلئے منفعت بخش ہوتے ہیں۔ جو تہذیب و تمدن مذہب کی روشنی میں پروان چڑھتا ہے۔ اسکی منزل اخوت و محبت، اعتدال و مساوات، عفو درگذر، ایثار و نثار، عدل و انصاف اور امانت و دیانت کو قائم کرتی ہے۔ اور مخلوق خدا کی خدمت کو عظمت سمجھتی ہے اور ان کے حقوق کے تحفظ کی ضامن ہوتی ہے۔

(۲۱) اسکے برعکس مغربی جمہوریت، مادہ پرستوں اور اقتدار پرستوں کے نظریات اور کردار کا ایک بھیانک باطل، غاصب نظام حکومت، ضابطہ حیات اور طرز حیات پر مشتمل سیاسی دانشوروں کا مذہب ہے۔ جسکی تخلیق سیاست کے فرعونی قائدین، دانشور اسمبلی ممبران اسمبلیوں میں بیٹھ کر اپنی حکومتوں کو قائم رکھنے، مادی افادیت کے حصول کیلئے جھوٹ اور ظلم کی آمیزش سے استحصالی نظام حکومت تیار کرتے ہیں۔ وہ اس سے انسانی معاشی معاشرتی قتال اور انکے بنیادی حقوق کو پامال کرتے ہیں۔

جس دور میں قلیل سے لوگ اور چند ترقی یافتہ ممالک حق سے زیادہ مال و دولت وسائل پر استحصالی نظام حکومت کے ذریعے قابض ہو جائیں اور دنیا میں عوام الناس فطرتی اور بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہوتے جائیں تو یہ زمانہ ظلم، حق تلفی، افراتفری کا زمانہ ہوتا ہے۔ جب مخلوق خدا کو حقوق کے حصول کیلئے صرف ایک ہی راستہ دعا کا رہ جائے تو یہ دورِ ظلم اور ظالموں کا دور کہلاتا ہے۔ جب بنی نوع انسان کو حقوق کے حاصل کرنے کیلئے جنگ لڑنی پڑ جائے تو یہ دورِ جبر کا دور کہلاتا ہے۔ مغربی جمہوریت کیا ہے۔ جب زمانے میں حق پرست اور حق شکن، دین دار اور بے دین،، اہل بصیرت اور جاہل، صاحب کردار اور بدکردار، نیک اور بد، بے ادب اور با ادب، بے حیا اور با حیا، زانی و شرابی اور پرہیز گار، متقی اور غیر متقی۔ صالح اور گناہ پرست، ظالم اور مظلوم، قاتل اور مقتول، رہبر اور رہزن ایک ہی دام فروخت ہونے لگیں تو اسے اندھیر نگری اور مغربی جمہوریت کا دور کہتے ہیں۔

(۲۲) مغربی جمہوریت ایک ایسا طرز حکومت ہے۔ جو کثرت رائے کے ذریعہ معرض وجود میں آتا ہے۔ جس کے تحت کثرت رائے کے عمل سے ہی ملکی حکومتیں قانون سازی کر کے عوام الناس کے حقوق غصب کرتی ہیں۔ اس طرح بین الاقوامی سطح پر ترقی یافتہ اور طاقتور ممالک کے حکمران کثرت رائے کی تلوار سے چھوٹے ممالک کے عوام کے حقوق چھینتے، غصب اور سلب کرتے۔ ان پر بغیر کسی جواز کے جنگیں مسلط کرتے چلے جاتے ہیں۔ انکا معاشی اور معاشرتی قتال بڑی بے دردی سے کرتے ہیں۔ عالمی عدالت یو، این، او کے ممبران یعنی مغربی جمہوریت کا بین الاقوامی غاصب، ظالم اور عدل کش ٹولہ کثرت رائے سے مذہب کی الہامی کتاب کے روحانی نظریات، اسکے ضابطہ حیات، اسکے تعلیمی نصاب پر فوقیت، برتری اور بالادستی حاصل کر کے اسے خاموش، بے بس اور بیکار بنا دیتا ہے۔ اس طرح مذہب کی افادیت کے دروازے بنی نوع انسان پر پوری دنیا میں بند کر دیئے جاتے ہیں۔ یاد رکھو!۔ مذہب نہ کوئی حاکم وقت بدل سکتا ہے اور نہ ہی رائے عامہ یا کثرت رائے کے عمل سے اس میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ مذہب کسی ترمیم کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ مغربی جمہوریت اور مذہب کبھی ہم سفر نہیں ہو سکتے۔ مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھا ہوا معاشرہ مذہب کی صداقتوں سے عاری اور محروم ہو چکا ہوتا ہے۔ جھوٹے معاشرے میں صداقت کیلئے ووٹ کون دیگا۔ مغربی جمہوریت کثرت رائے، مقدار اور تعداد کی قائل ہوتی ہے مذہبی الہامی نظریات اور معیار کی نہیں۔ یاد رکھو کثرت رائے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کے نظریات، ضابطہ حیات اور تعلیمی نصاب کو بدلنے کا کوئی حق حاصل نہیں اور نہ ہی مسلم امہ کے مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران ایسا کرنے کے مجاز ہے۔ بلکہ رائے عامہ اور کثرت رائے کو مذہب کے تابع رہنا ہوگا۔ تب وہ انکی امت کہلا سکے گی۔ ورنہ وہ ملت کے منافق، کفر کے ایجنٹ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد الرسول اللہ کے گستاخ و بے ادب، انکے نظریات کے باغی، اور انکے مذہب کو کچلنے والے اور انکی ملت کے نظریاتی قاتل کہلائیں گے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۲۳) نمرود ہو یا فرعون، ہامان ہو یا شداد یا انکے نظریات کے پیروکار یہ اپنے آپ کو اپنے کفر کے مذہب کے مومن سمجھتے ہیں۔ اپنی بیشتر غاصب عادات و کردار، غیر عادلانہ طریقہ کار، مادیت کے حصول اور اقتدار پر قابض ہونے کیلئے ہر قسم کے جھوٹ، ظلم اور قتال کو اپنے مذہب کا حق اور فریضہ سمجھتے ہیں۔ اقتدار حاصل کر لینے کے بعد عوام الناس مخلوق خدا اور پیغمبران کی امتوں کو اپنے غاصب نظریات اور بے رحم منشور کی اذیتناک تلوار کی طاقت اور اقتدار کی بالا دستی سے اطاعت کرواتے۔ اور نافرمانوں کو عبرتناک سزائیں دیتے، اذیتوں سے دوچار کرتے اور انکا قتال جاری رکھتے ہیں۔ اس ظالم، غاصب ٹولہ کے قائدین اور حکمران حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ اور محمد الرسول اللہ رحمت العالمین پر نازل ہونے والے صحیفوں زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اور قرآن شریف کے نظریات انکی تعلیمات کو سرکاری سطح پر منسوخ کرتے چلے آرہے ہیں۔ انکی امتوں سے انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات، انکے طرز حیات اور انکے مذہبی تعلیمی نصاب کو سرکاری طور پر مسترد کر کے ان مقدس کتابوں کی افادیت ختم کرتے چلے آرہے ہیں۔ انکی ملتوں کے مذہبی شعور اور روحانی تشخص کو کچلتے چلے جارہے ہیں۔ پیغمبران کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ان پر رشد و ہدایت کے صحیفوں کا نزول بھی جاری رہا۔ رحمتوں اور مہربانیوں کے دروازے بھی انسانیت پر وا ہوتے رہے۔ کائنات کا ارتقائی عمل جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبران علیہ السلام کو بھی اس دور کی ضرورت کے مطابق الہامی ضابطہ حیات، الہامی نظریات، الہامی تعلیمات اور روحانی طاقتیں عطا ہوتی رہیں۔ لیکن باطل قوتیں بھی اپنا تباہ کن گھناؤنا رول ادا کرتی رہیں۔

(۲۴) عیسائیت کا دور ختم ہوتا گیا اور فرعونیت کے اصول و ضوابط عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر نافذ العمل ہوتے گئے۔ امانت و دیانت، اخوت و محبت، اعتدال و مساوات، حسن اخلاق، ادب و خدمت کے پاکیزہ کردار، عدل و انصاف اور الہامی صداقتوں کے چراغ گل ہوتے گئے۔ مغربی جمہوریت کی انسانی سوچ کی بالادستی نے روح القدس کے الہامی ضابطہ حیات اور اسکی تاثیریں ختم کر ڈالیں۔ انسانی زندگی کے اخلاقی صفات کو بروئے کار لانے کا عمل بند کر دیا گیا اور مذہب کی نشوونما، ارتقا اور تکمیل کا راستہ بند اور مفقود ہوتا گیا۔

(۲۵) اللہ تعالیٰ نے نظام ہستی اور انسانیت کے اخلاق کی تکمیل کیلئے اخلاقی وسعتوں اور عظمتوں کے وارث، حسن سلوک، مہمان نوازی، سادگی، شرافت، پاکیزہ کردار، شرم و حیا، اعتدال و مساوات، عفو و درگذر، صبر و توکل، خدمت و ادب اور صداقتوں کے پیکر اور پیامبر اور کائنات کی تمام صفات کی تکمیل کے وارث حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہان رنگ و بو میں بھیجا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

وہ مظہر اخلاق، مفسر اخلاق، مکمل اخلاق، منبع اخلاق اور محافظ اخلاق کی مکمل تفسیر اور تکمیل بن کر اس دنیا میں تشریف لائے ۔ عبادت وتقویٰ، چرند و پرند پر رحم شفقتوں محبتوں کی انتہا، کافروں اور مشرکوں سے حسن سلوک، دشمنوں اور قاتلوں کو فتح مکہ کے بعد کھلی معافی ۔ آپ ﷺ حسنت جمیع خصالہٖ کی سند بن کر اس دنیا میں تشریف لائے ۔ آپ ﷺ تمام انبیا اور مصلحین جو اس دنیا میں تشریف لائے ان کے عمل و کردار اور ان کی صفات کا مظہر اور نور کا مقدس مجسمہ ہیں ۔

(۲۶) حضرت محمد مصطفی ﷺ نے بھٹکی ہوئی مخلوق خدا کو توحید کا بھولا ہوا سبق پھر سکھایا ۔ آپ ﷺ نے اپنے حسن عمل اور پاکیزہ کردار کا سکہ اپنے مخالفین سے منوایا ۔ ان سے صادق اور امین کے القاب حاصل کیے ۔ آپ ﷺ سے قبل اللہ تعالیٰ ہر پیغمبر کو اس دور کی ضرورت کے مطابق انسانیت کیلئے عمدہ اخلاق اور پاکیزہ صفات کا نورانی علم عطا فرماتے رہے ۔ ان پر ازلی ابدی صداقتوں پر مشتمل آسمانی صحیفوں کا نزول ہوتا رہا ۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور شریف، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت شریف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل شریف کا نزول یکے بعد دیگرے عطا ہوا ۔ جن کے ادوار میں مخلوق خدا کے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے اخلاق و کردار میں ایک انوکھا انقلاب برپا ہوتا رہا ۔ صفات کی تکمیل کا عمل جاری رہا ۔ وقت کی نگری میں یہ تمام الہامی کتابیں گم اور نایاب ہوتی گئیں اور انکی امتیں ان روحانی، الہامی کتابوں کے علوم اور فیض سے محروم ہوتی گئیں ۔ شر انسانی عقل پر حکمرانی کرتی رہی ۔ انسانی سوچ انبیا علیہ السلام کے حسن اخلاق کی تمام آفاقی صفات اور روحانی صداقتوں کو روندتی اور انکی تاثیریں ختم کرتی رہیں ۔ نمرود، شداد، ہامان، فرعون جیسی باطل، غاصب اور شر پسند قوتیں مادیت اور اقتدار کے حصول کی جنگیں لڑتی اور معاشرے کو اپنے ظالمانہ قانونی شکنجوں میں جکڑتی اور مقید کرتی رہیں ۔ شر کو خیر پر بالادستی حاصل ہوتی گئی ۔ ان پیغمبران کی امتیں الہامی نظریات اور اسکے تعلیمی نصاب سے محروم، گمراہ اور تباہ ہوتی رہیں ۔ مادیت اور اقتدار کی جنگیں جاری رہیں ۔ ڈکٹیٹروں، آمروں، بادشاہوں، ظالموں اور جابروں کی حکومتیں قائم ہوتی رہیں ۔ انسانی قتال جاری رہا ۔ اخوت و محبت، اعتدال و مساوات، ادب و خدمت اور عدل و انصاف کے بنیادی ضابطے ناپید ہوتے گئے ۔ انسانی حرمت پامال ہوتی گئی ۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ اس کائنات میں بھیجے ۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں اللہ جلِ شانہُ نے نبوت کی تکمیل، حسن اخلاق کی تکمیل، انسانیت کی تکمیل، صفات کی تکمیل، پاکیزہ کردار کی تکمیل اور ازلی ابدی صداقتوں کی تکمیل فرمائی ۔ تمام پیغمبران اور انبیا علیہ السلام اپنے اپنے ادوار میں مخلوق خدا اور انسانیت کی فلاح کی کڑیاں ہیں ۔

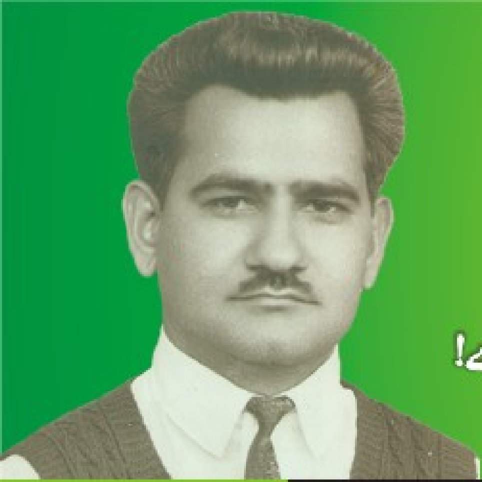

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۱)۔ کیا داؤدی، موسوی، عیسوی اور محمدی ﷺ امتیں توحید پرستی پر ایمان رکھتی ہیں۔

(۲) کیا تمام امتیں اپنے اپنے پیغمبران کو تسلیم کرتی ہیں۔

(۳) کیا ہر امت اپنے پیغمبر پر نازل فرمائی ہوئی الہامی روحانی کتاب کو رشد و ہدایت کا منبع اور فلاح کا راستہ تسلیم کرتی ہے۔

(۴) کیا تمام امتیں وحی اور پیغمبران کے معجزات پر یقین اور ایمان رکھتی ہیں۔

(۵) کیا ہر امت کے افراد اپنے پیغمبر کے بتائے ہوئے ازدواجی اصول وضوابط کی پیروی کرتے ہیں۔

(۶) کیا ہر پیغمبر کی امت انکے بتائے ہوئے نظریات، تعلیمات، حسن خلق اور پاکیزہ کردار کے سائے تلے اپنی تہذیب کو پروان چڑھاتی ہیں۔

(۷) کیا تمام پیغمبران معاشرے کے ارتقائی عمل کے ساتھ صداقتوں کو بھی مقام عروج کی منازل بخشتے نہیں رہے۔

(۸) کیا ہر دور میں پیغمبر وقت، معلم اخلاق، کے فرائض ادا کرتے اور حسن اخلاق اور پاکیزہ کردار کی تکمیل کرتے نہیں رہے۔

(۹) کیا آدم علیہ السلام سے آفرینش نسل کا ازدواجی سلسلہ یوں رائج ہوا کہ جڑواں بھائی بہنوں کی شادی دوسرے جڑواں بھائی بہنوں کے ساتھ ہوتی رہی۔

(۱۰) کیا داؤد علیہ السلام تک رشتوں کی ازدواجی زندگی کے اصولوں کی حدود متعین ہوئی۔

(۱۱) کیا موسیٰ علیہ السلام کی امت یعنی یہودی اپنی نسل کے علاوہ ازدواجی زندگی میں منسلک ہونا ایک گناہ کبیرہ تصور کرتے ہیں۔

(۱۲) کیا عیسیٰ علیہ السلام کی امت مرد وزن صرف ایک شادی کر سکتے ہیں۔ وہ اس کو طلاق نہیں دے سکتے۔ جسکی وجہ سے مغرب میں عیسائیوں نے جمہوریت کی روشنی میں جنسی آزادی پر قانون سازی کر کے مذہب کے ضابطہ حیات کے خلاف بغاوت کی اور اسکو کچل کر رکھ دیا ہے۔

(۱۳) کیا نوجوان جوڑے مذہبی ضابطہ، کے مطابق جنسی فطرتی خواہشات اور آفرینش نسل کی بجائے، فرینڈ شپ کے طریقہ کار سے حرامی بچے پیدا کرتے چلے نہیں آرہے۔ جن کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے اور وہ انکو چائلڈ ہوسز میں پرورش کیلئے جمع کرواتے جارہے ہیں۔ اس طرح جو معاشرہ تیار ہو رہا ہے اس میں خاندان کی عمارت کا مذہبی شعور نا پید اور اس میں آسمانی اور روحانی دولت اخوت و محبت کا فقدان پیدا ہوتا جارہا ہے۔ انسانی سوچ انسانیت کو جو اخلاق مہیا کرتی ہے اس کا معیار پیغمبر کے خدائی معیار سے بہتر نہیں ہوسکتا۔ اخوت و محبت سے محروم معاشرہ اخلاقی پستی کا مظہر اور درندہ صفات بن جاتا ہے کیا ایسا نہیں ہورہا۔ کیا مغربی جمہوریت کے حواریوں اور حکمرانوں نے انکو مذہب کے ضابطہ حیات کے خلاف جنسی آزادی کا قانونی تحفظ فراہم نہیں کر رکھا۔

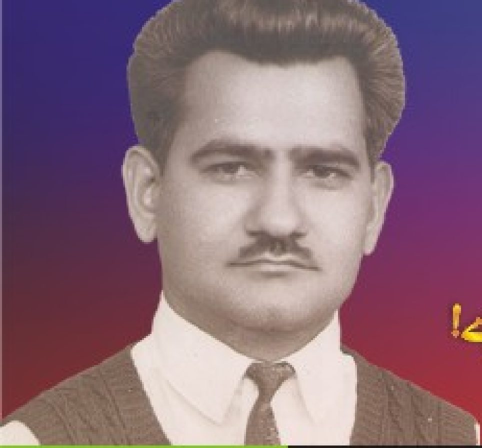

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۱۴) جبکہ اسلام نے مرد کو چار شادیاں ایک وقت میں کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اس شرط پر کہ وہ انکے حقوق، انصاف اور عدل کیساتھ ادا کرنے کی پابندی کرے۔ مرد کو طلاق دینے کا حق بھی ہے اور اسی طرح عورت کو طلاق لینے کا بھی حق دیا گیا ہے۔ عورتوں کی تعداد بڑھ جانے کی شکل میں بھی کوئی عورت شادی یعنی جنسی خواہشات کے قدرتی عمل سے محروم نہیں رہ سکتی اور نہ ہی کوئی بیوہ دوسری شادی سے محروم رہ سکتی ہے۔ معاشرہ ہر لحاظ سے توازن برقرار رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح ہر پیغمبر کے دور میں اخلاق وصفات کی تکمیل کا عمل فطرت کی طرف سے جاری رہا۔ انسانیت کی تکمیل، انسانیت کے اخلاق کی تکمیل، انسانیت کے کردار کی تکمیل، انسانیت کے اسوہ حسنہ کی تکمیل کا عمل بتدریج بڑھتا رہا۔ نبوت کا عمل بھی اپنی منازل طے کرتا رہا۔

(۱۵) پیغمبران کی امتوں کو چند مادہ پرست غاصب شرپسندوں نے انکے نظریات اور ضابطہ حیات کے علم اور کردار سے محروم کر کے انکو عقیدوں، مسلکوں اور فرقہ پرستی کی جنگ میں جھونک دیا گیا۔ ہر پیغمبر کی امت اپنے اپنے مذہبی پیشواؤں کے شعور کے معیار کے مطابق مختلف مسلکوں، عقیدوں اور فرقوں میں منقسم ہوتی جاتی رہی۔ عیسائیت رومن کیتھولک اور پروٹیسٹینٹ عقیدوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اس طرح مسلم امہ شیعہ، سنی مسلکوں میں بٹ چکی ہے۔ انسانی سوچ الہامی مذہبی کتابوں کے ضابطہ حیات، انکے نظریات انکی تعلیمات، انکے تعلیمی نصاب کو اپنے اپنے فرقوں میں بدلتی جا رہی ہیں۔ تمام مذاہب کی امتیں مذہب پرستی سے نکل کر فرقہ پرستی کی آگ میں بھسم ہوتی جا رہی ہیں۔ نفاق اور نفرت کو جنم دیتی آ رہی ہیں۔ پیغمبران کے اخلاقی راہ عمل کو ترک کر کے اخلاقی رفعت کی مسافتیں طے کرنے والے اور معاشرے میں مذہبی سوچ کے نظریات کی بالادستی قائم کرنے والے، ملت کے کردار کو سوارنے والے، پیغمبران کے نظریات کو پھیلانے والے، مذاہب کے نور کی قندیلیں روشن کرنے والے، پیغمبران کی امتوں کو راہ ہدایت بتانے والے پیشوائے مذاہب عقیدوں، مسلکوں اور فرقوں کے شیطانی فتنہ کا شکار ہوتے گئے۔ مذاہب پرست امتیں ان شیطان فطرت مذہبی پیشواؤں کی جہالت کی وجہ سے فرقوں کی جنگ میں مبتلا ہوتی گئیں۔ مذہب پرستوں کو اس نفرت اور نفاق کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ وحدت ملت کا تصور ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ مذاہب کے منکر اور منافق فرعونی حکمران ٹولہ اس ملی انتشار کی وجہ سے انکو آپس میں الجھائے رکھتے ہیں۔

(۱۶) بین الاقوامی سطح پر مذاہب پرست امتیں ایک دوسرے مذہب کی امتوں سے دست و گریباں ہیں۔ نظریات کے پیروکار ایک دوسرے نظریات سے پنجہ آزما ہیں۔ ان حالات میں انسانیت کی اصلاح احوال کیسے ممکن ہے۔ انکو نجات اور فلاح کے راستہ پر گامزن کیسے کیا جا سکتا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

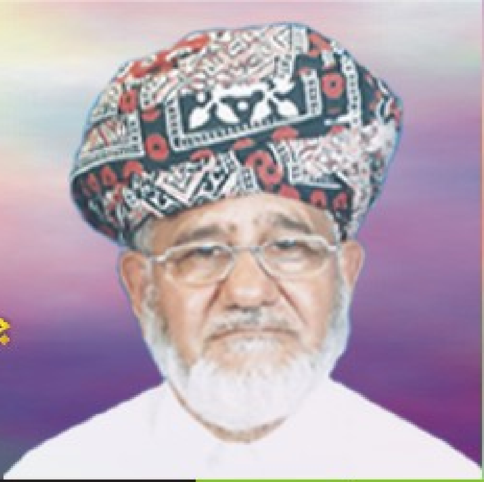

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

یہ بات سمجھنا بہت ضروری اور اہم ہے۔مذاہب،نظریات،عقیدوں،فرقوں سے نفرت انسانوں سے نفرت ہوتی ہے اور مخلوق سے نفرت خالق کی محبت سے محروم کر دیتی ہے۔ یہ مذاہب، یہ عقیدے، یہ نظریات خداوند قدوس کے رنگا رنگ کے پھولوں کے حسین و جمیل گلدستے ہیں۔انکو خالق کی نگاہ سے دیکھنا،پیغمبران کی امتوں کو عزت و احترام دینا، ان سے محبت سے پیش آنا ایک اتم درجہ کی عبادت ہے۔اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔مذاہب سے نفرت ،نظریات سے نفرت انسانوں سے نفرت کے مترادف ہے۔اور یہ عمل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

(۱۷) آؤ! ایسے عظیم انسانوں کو ڈھونڈ نکالیں جو اختلاف عقیدہ و اختلاف مذاہب اور اختلاف نظریات کو برداشت کرنے کی توفیق کے وارث ہوں۔ان پیغمبران کے در پر بڑے ادب و احترام اور عاجزی سے دستک دیں۔ان سے با ادب ہو کر درخواست گذاریں۔ان سے ملتجی ہوں۔ان کے سامنے ندامت سے سر جھکا کر عرض پیش کریں۔کہ ہماری کوتاہیوں اور غفلتوں کو درگذر فرمائیں۔ہمیں اپنا قرب عطا فرماویں۔ہمیں قلب سلیم عطا فرماویں۔ہمیں ہر زخم کی مرہم اور بنی نوع انسان سے ادب و پیار، خدمت و احترام اور اخوت و محبت سے پیش آنے کی توفیق عطا فرماویں۔ہمیں مخلوقِ خدا کے لئے شفقتوں کے خزانے عطا فرماویں۔ہمیں اس کائنات کیلئے محبتوں اور رحمتوں کا پیامی ہونے کا شرف عطا فرماویں۔ہمیں حرمت انسانیت اور ادب انسانیت کے عمل کی توفیق عطا فرماویں۔یا اللہ ہمیں سادہ اور صداقت والی زندگی عطا فرما۔یا اللہ ہمیں مذاہب کے نور کی روشنیاں پھیلانے کی توفیق عطا فرما۔یا اللہ ہر پیغمبر کے امتی کو انکی تعلیمات اور نظریات پر چلنے اور انکی شفاعت عطا فرما۔ہمیں نفرت،نفاق کی بد اعمالی کے اعمال کی عبرت سے بچنے کیلئے دعا کی توفیق بھی عطا فرما۔ یا اللہ ہمیں ساری خدائی کو کنبہ خدا سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ ہمیں ساری خدائی میں اعتدال و مساوات قائم کرنے کی توفیق عطا فرما۔یا اللہ ہمیں دنیا کے کونے کونے میں مخلوق خدا کے حقوق نبھانے کے عمل کی عبادت کا وارث بنا۔یا اللہ ہمیں شرف انسانی سے آشنا فرما۔یا اللہ ہمیں مخلوق خدا کے لئے بے ضرر اور منفعت بخش ہونے کا کردار عطا فرما، ہماری سوچ اور عمل کو آفاقیت بخش۔یا اللہ دنیا کے کسی کونے میں اگر کوئی کتا بھی بھوکا ہو تو اس کے حقوق کو ادا کرنے کی توفیق بھی دے اور بیداری عمل بھی عطا فرما۔ یا اللہ ہم مانتے پیغمبران خدا اور انکی الہامی کتابوں کے نظریات اور تعلیمات کو ہیں اور حکومتی سطح پر اطاعت ہم مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ نظریات،تعلیمات کی کرتے ہیں۔یا اللہ ہمیں اس نظریاتی تضاد کے جہنم سے نجات عطا فرما۔امین۔

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۱۸) تمام پیغمبران کی امتوں کی عبادت انکے الہامی روحانی صحیفوں یعنی زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اور قرآن شریف کی وساطت یا وسیلہ سے انکو احکام عبادات، حسن اخلاق، حسن کردار، حسن صفات اور حسین صداقتوں کی آشنائی اور آگاہی عطا فرمائی۔ عبادت وہ نظام عمل ہے۔ جس سے انسان انسانوں کی خیر و بھلائی بھی کر سکے اور قربتِ خداوندی بھی حاصل کر سکے۔ اسکی اعلیٰ ترین، مکمل ترین شکل ہر دور کے پیغمبر کی ذاتِ گرامی ہے۔ اخلاقِ پیغمبر اور کردارِ پیغمبر ہی ہر امت کیلئے چشمہ رشد و ہدایت ہے اور شریعت پیغمبر ہی ذریعہ قرب خداوندی ہے۔ ہر دور میں انسانی تہذیب منزل بامنزل پروان چڑھتی رہی۔ ارتقا کا فطرتی عمل جاری رہا، وقت کی ضرورت کے مطابق پیغمبر بھی اسطرح حسن اخلاق اور پاکیزہ کردار کی تکمیل فرماتے رہے۔ امانت و دیانت۔ عدل و انصاف، اخوت و محبت، ادب و احترام، اخلاق و اوصاف، حسن سلوک، عمدہ صفات اور صداقتوں کے چراغ روشن فرماتے رہے۔ یا اللہ ہمیں انکے بتائے ہوئے رستے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

(۱۹) اچھائی اور برائی کی پہچان اور آگاہی پیغمبران کی تعلیمات سے ہوتی رہی۔ انکی الہامی کتاب پر ایمان لانے اور انکے بتائے ہوئے نظام حیات کی اطاعت کرنے والوں کو انکی امت کہتے ہیں۔ پیغمبران کے ضابطہ حیات، انکے اخلاقیات اور نظریات کے خلاف انکی امتوں سے مغربی جمہوریت کے متضاد، باطل اور غاصب اسمبلی ممبران کے سیاسی دانشوروں کے تیار کردہ نظریات اور اخلاقیات کی پیروی اور اطاعت کروانے والے ملتوں کے سیاسی حکمرانوں کو پیغمبران کے نظریات، اخلاقیات اور تعلیمات کے قاتل اور منافق کہتے ہیں۔ تمام پیغمبران اپنی امتوں سے سراپا سوال بنے کھڑے ہیں اور بڑی حیرت سے پوچھ رہے ہیں۔ یہ تو بتاؤ! کہ جب مغربی جمہوریت کے فرعونی اور یزیدی ضابطہ حیات، نظریات اور اخلاقیات کی بالادستی ملکوں اور ملتوں پر مسلط کردی جائے۔ تو یہ انکی امتیں اور ملتیں تابع فرمانِ الٰہی کیسے ہوسکتی ہیں۔

(۲۰) مغربی جمہوریت کے نظریات، ضابطہ حیات اور اخلاقیات کے نظام اور سسٹم کے مطابق عوام کو صرف قیادتوں اور حکومتوں کے سامنے جوابدہ ہونا پڑتا ہے۔ مذہب کا ضابطہ حیات اور اخلاقیات کا نظام اور سسٹم انسان کو جوابدہ بناتا ہے۔ اس ذاتِ اقدس کے سامنے جس نے زندگی عطا کی اور زندگی کے نظام کو بھی پیغمبران کے ذریعہ انسانیت کو آگاہی بخشی اور روشناس فرمایا۔ اخلاقیات میں سے پیغمبران کی شریعت کو نکال دیا جائے تو مجرم وہ ہوگا جو قانون کی گرفت میں آجائے۔ جو قانون کی زد سے بچ جائے، وہ مجرم ہی نہیں کہلائے گا۔ لیکن پیغمبران کے اخلاقیات کے مطابق انسان گناہ چاہے تنہائی میں یا کسی حالت میں بھی کرے گنہگار، گنہگار ہی رہے گا، چاہے وہ عوام میں درویش اور فقیر ہی بن کر کیوں نہ بیٹھا ہو۔

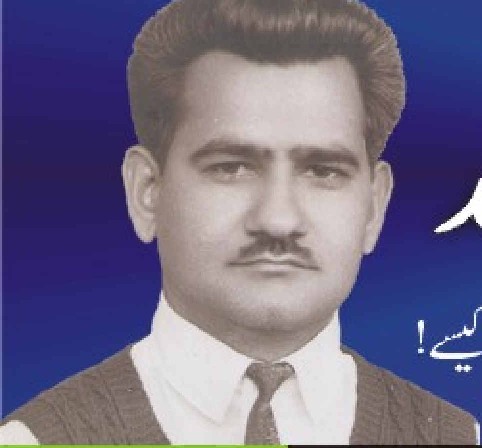

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جرم حکمرانوں اور حکومت کے حکم کی خلاف ورزی کا نام ہے اور گناہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف عمل کا نام ہے۔ گناہ اور جرم کے نظریات کا تضاد، دراصل پیغمبران خدا کے ادیان اور اسکے منکر، منافق فرعون اور یزید کے نظریات اور طرز حیات کا واضح تضاد ہے۔ تمام پیغمبران کی امتوں کو ان حقائق سے آگاہ کرنا صاحب بصیرت مذاہب پرست پیشواؤں کا فرض بنتا ہے۔ تاکہ وہ مغربی جمہوریت کی اس اندھیر نگری میں پیغمبران کی تعلیمات کی قندیلیں روشن کرسکیں۔ اور پیغمبران کی امتوں کو انکے نظریات اور تعلیمات کے نصاب کی قیادت نصیب ہوسکے۔ اس طرح جو تہذیب تیار ہوگی وہ خود بخود مہذب اور مذہب پرست ہو گی۔ یا اللہ منافقت کی زندگی سے نجات عطا فرما۔ آمین

(۲۱) گناہ اور جرم کے ضابطہ حیات کا فرق، گناہ اور جرم کے اخلاقیات کا فرق، گناہ اور جرم کے نظریات کا فرق، گناہ اور جرم کے مجلس شوریٰ کی سلیکشن اور مغربی جمہوریت کے الیکشن کے نظام اور سسٹم کا فرق، مذہب کے اور مغربی جمہوریت کے اخلاقیات کا فرق، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے اور مغربی جمہوریت کے سیاسی نظام حکومت کا فرق۔ یہ تمام فرق اور تمام تضاد ایک پیغمبر کے الہامی علم اور سیاسی دانشوروں، مفکروں کی سوچ کا فرق ہے۔ مذہب کے اخلاقیات ہر انسان کیلئے، ہر امتی کیلئے، ہر دور کیلئے، ہر زمانے کیلئے مختص ہوچکے ہیں۔ مذہب میں قیادت کا تصور دنیائے سیاست سے الگ تھلگ اور واضح ہے۔ یا اللہ ہمیں مغربی جمہوریت اور اسکے سیاسی، مذہبی سیاسی ٹولہ سے نجات عطا فرما۔ امین

(۲۲) مذہب صرف پیغمبر کی قیادت میں زندگی بسر کرنے کا نام ہے۔ قیادت کی اطاعت اگر مذہب کے خلاف اور متضاد ہو تو نہ وہ اس مذہب کا پیروکار اور نہ ہی امتی ہوسکتا۔ وہ مذہب کے نظریات کا منکر، منافق اور قاتل ہوسکتا ہے۔ وہ مذہب کا پیروکار نہیں ہوسکتا۔ اطاعت پیغمبر انسان کو حسن خلق اور حسن کردار کی دولت سے مالامال کرتی ہے۔ اور دنیا کو امن کا گہوارہ بنادیتی ہے۔ ایک پیغمبر اور ایک مفکر، ایک دانشور کے نظریات کا فرق انسانی نظریات کی منزلیں جدا کر جاتا ہے۔ جہاں مغربی جمہوریت اور اسکے نظریات کی بالادستی تمام پیغمبران کی امتوں پر، دنیا کے تمام ممالک پر سرکاری سطح پر نافذ العمل ہوچکی ہو۔ یاد رکھو!۔ مذہب میں کسی بھی متضاد نظریات کی غیر مذہبی قیادت اور نظام کی اطاعت مذہب کے علاوہ ہو تو مذہب کے نظریات، اسکی تعلیمات، اسکے ضابطہ حیات، اسکے حسن اخلاق، حسن کردار اور ہر قسم کی مذہبی نشونما کی تکمیل نہ صرف رک جاتی ہے۔ بلکہ ختم ہو جاتی ہے۔ ایسی حکومتیں اور ایسی قیادتیں پیغمبران کی گستاخ اور باغی اور مذاہب کے زوال کا سبب بنتی جاتی ہیں۔ مذہب کی عمدہ صفات اور فطرتی صداقتیں اگر معاشرے سے الگ کردی جائیں تو بنی نوع انسان ایک جنگلی درندہ بن کررہ جاتا ہے۔ یہ فریضہ صرف جمہوریت کے قائدین ہی ادا کرسکتے ہیں۔ خدا ان سے انکی قیادت سے اور انکی جمہوریت سے نجات عطا فرمائے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۲۳) دنیا بھر کے مذہبی رہنماؤں، پادری صاحبان اور روحانی پیشواؤں، علما کرام اور مشائخ کرام سے ملتجی ہوں۔ کہ وہ درج ذیل سوالات پر غور کریں۔ اپنے اپنے پیغمبران کے نظریات، تعلیمات اور انکے بتائے ہوئے اخلاقیات اور انکے الہامی صحیفوں کی روشنی میں پرکھیں اور انکی امتوں کی رہنمائی فرماویں۔

(۱) کیا مغربی جمہوریت کسی پیغمبر کی تعلیمات، نظریات اور دستور حیات کا حصہ ہے۔

(۲) کیا مغربی جمہوریت کا مادہ پرست مذہب زر پرستوں، مادہ پرستوں اور اقتدار پرستوں پر مشتمل ایک پیغمبر کش، مذہب کش، انسانیت کش نمرودی، فرعونی اور یزیدی نظام کا طریقہ کار نہیں ہے۔

(۳) کیا مغربی جمہوریت کا طرز حکومت انسانوں پر حکمرانی کرنے کیلئے بذریعہ الیکشن عوام سے مادہ پرست اہل وسائل، اہل دولت اہل ثروت اپنی اسی فوقیت کی بنا پر الیکشن میں کھڑے ہو کر عوام سے ووٹ لیکر حکومتیں قائم نہیں کرتے۔ اقتدار کی طاقت حاصل کرنے کے بعد پیغمبران کی امتوں کو انکی تعلیمات اور نظریات کے خلاف مغربی جمہوریت کی تعلیمات اور نظریات کے عذاب کے جام پلاتے نہیں آرہے۔

(۴) کیا پیغمبران انسانی دلوں کو حسن اخلاق اور حسن کردار، اعلیٰ صفات اور عمدہ صداقتیں سے مسخر نہیں کرتے رہے۔ کسی پیغمبر کو بھی پیغمبر تسلیم کروانے کیلئے کبھی ووٹ کی ضرورت پڑی۔ کیا یہ پیغمبران کی امتوں کے فرزندان سے ووٹ اور اقتدار حاصل کر کے انکے الہامی نظریات، روحانی تعلیمات اور تہذیب کو ختم اور ناپید کرتے چلے نہیں آرہے۔

(۵) کیا پیغمبران خدا، انکے نظریات اور انکی تعلیمات انکے اخوت و محبت کے درس انسانیت کے دلوں میں محبت اور خدمت کے چراغ جلاتے نہیں آرہے۔ کیا انکو انسانی دلوں میں محبت کے چراغ جلانے کیلئے کسی الیکشن پر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ مغربی جمہوریت اور اسکے الیکشنوں کا مذہب کش نظام پیغمبران کی امتوں اور پوری انسانیت کے ساتھ ایک تباہ کن نظریاتی دھوکہ اور دین پر نظریاتی ڈاکہ نہیں ہے۔ کیا ان مذہبی رہزنوں نے تمام پیغمبران کی امتوں کو ایک باطل غاصب مغربی جمہوریت کے نظریاتی عذاب میں مبتلا نہیں کر رکھا۔ کیا یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تہذیب کو روندتے اور نیست و نابود کرتے چلے نہیں آرہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۶) کیا ایک لاکھ گدھا مل کر ایک گھوڑا بن سکتا ہے۔ کیا تمام جاہل مل کر ایک عالم کے برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا تمام عالم مل کر ایک اہل بصیرت کے برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا تمام اہل بصیرت ملکر ایک پیغمبر کے برابر ہو سکتے ہیں۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ پیغمبران کے نائب مصاحب اور انکی امتوں کی بجائے مغربی جمہوریت کے حکومتی ایوانوں میں مغربی جمہوریت کے سیاسی بے لگام گدھے ہنکناتے پھریں۔

(۷) کیا نمرود اور ابراھیم علیہ السلام، کیا فرعون اور موسیٰ علیہ السلام اور کیا یزید اور حضرت امام حسینؓ عالی مقام کے حسن اخلاق اور حسن کردار ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔

(۸) کیا نمرود، فرعون اور یزید کے پیروکار اور داؤد علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد الرسول للہ کے ماننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔

(۹) کیا نمرودی، فرعونی اور یزیدی نظریات پر مشتمل مغربی جمہوریت کے پجاری زر پرست، مادہ پرست اور اقتدار پرست پیغمبران کی بے سرو سامانی کی زندگی کے وارث اور ان کے امتی ہو سکتے ہیں۔

(۱۰) کیا تمام مذاہب کے تمام مذہبی پیشوا، کیا عیسائیت کے تمام معزز پادری صاحبان، کیا اسلام کے تمام قابل قدر عالم دین، کیا اسلام کے تمام معظم و مکرم مشائخ کرام اور دنیا کے تمام مذاہب کے روحانی پیشوا جو مغربی جمہوریت کے نظریات اور نظام حکومت کی سرکاری طور پر اپنی امتوں اور ملکوں پر غیر مذہبی نظریات، تعلیمات اور نظام کی بالادستی قائم کرنے والے سیاستدانوں سے ملکر حکومتیں رائج کرنے میں حصہ لیں۔ مغربی جمہوریت کے نظام حکومت میں شامل بھی ہوں۔ ان مذہبی قائدین سے پوچھ تو لو۔! انہیں کس نام سے پکاریں۔ مذہب پرست یہودی، عیسائی، مسلمان یا مذہب کے منکر، کافر، منافق۔ فیصلہ خود اپنی عقل سلیم سے کریں اور پیغمبران کی امتوں کو بتا دیں کہ انکو کس نام سے پکارا جائے۔

(۱۱)۔ مغربی جمہوریت کی اسمبلیوں کے سیاسی دانشوروں اور سیاسی مذہبی قائدین کے حکومتی ٹولہ کے تیار کردہ مغربی جمہوریت کے مذہب کش نظریات کی روشنی میں مذہب کے نظریات، تعلیمات اور ضابطہ حیات کے خلاف قانون سازی کرنے والے کون ہیں۔

(۱۲) مغربی جمہوریت کے نظریات پر مشتمل تعلیمی نصاب کا تعین کرنے والے اور مذہبی الہامی تعلیمات اور اخلاقیات کے نصاب کو سرکاری سطح پر منسوخ کرنے والوں کو کس نام سے پکارا جائے۔ ان سیاسی اور مذہبی حکمرانوں سے پوچھ تو لو۔ یہ کون ہیں۔

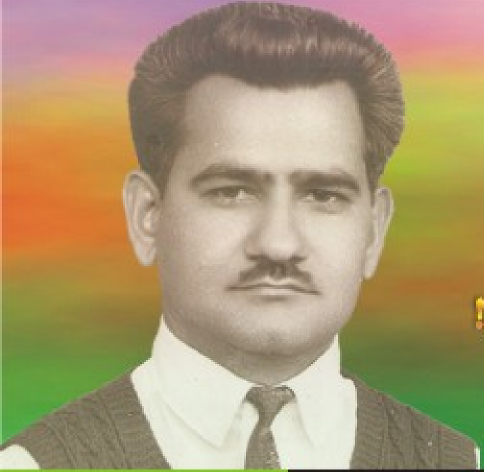

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۱۳)۔مذہبی ضابطہ حیات کو دنیا بھر کے مذہبی ممالک میں معطل اور ختم کر کے مغربی جمہوریت کا باطل غاصب ضابطہ حیات مذہب پرست امتوں پر نافذ العمل کرتے جائیں۔تو کیا اس طریقہ کار سے مذہبی ضابطہ حیات کی بقا ممکن ہے۔ ایسا کرنے والوں کو کون سا نام دیا جائے۔ مذہب پرست یا مذہب کش! ۔شیشہ اعمال میں اپنی اپنی شکل تو دیکھ لیں۔

(۱۴)۔مغربی جمہوریت کے نظریات کا تعلیمی نصاب بین الاقوامی سطح پر دنیا بھر کے سکولوں کالجوں، اکیڈمیوں اور یونیورسٹیوں میں سرکاری طور پر رائج کر دیا جائے اور تمام الہامی، روحانی مذہبی نظریات اور اخلاقیات کے تعلیمی نصاب کی افادیت کو آنیوالی نسلوں تک کیسے پہنچایا اور روشناس کروایا جا سکتا ہے۔

(۱۵)۔پیغمبران اور مذاہب کے نظریات پر مشتمل اخلاق و کردار کا معیار الہامی، روحانی اور انسانیت کیلئے منفعت بخش ہوتا ہے اور مغربی جمہوریت پر مشتمل انسانی سوچ کے اخلاق و کردار کا معیار مہلک ہی نہیں بلکہ عبرتناک حد تک انسانیت کی تباہی کا باعث ہوتا ہے، مغربی جمہوریت چند مادہ پرستوں کی آماجگاہ ہے۔ یہ بات عوام الناس کو کیسے سمجھائی جائے۔

(۱۶) پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات کی راہ مخلوق خدا کی خدمت اور محبت کی راہ ہے۔ انسانیت کے ادب و احترام کی راہ ہے۔انسانیت کے ساتھ شفقتوں اور مہربانیوں کی راہ ہے۔دل یاد الٰہی میں مصروف اور عمل مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف۔ مذہب کی درسگاہ کے نمائندہ نیک سیرت، خدمت خلق کے جذبوں کو بیدار کرنے والے، اعلیٰ اخلاق اور حسین کردار کے معزز مذہبی پیشواؤں، معزز پادریوں، معزز علما کرام کو جو مذہبی نظریات کی تعلیمات کو مغربی جمہوریت کے اندھیروں میں اپنے اپنے پیغمبران کے رشد وہدایت کے چراغ روشن کیے بیٹھے ہیں۔ اور ایسے مشائخ کرام کو جو دلوں میں روحانیت کو جلا بخشتے ہیں اور ان تمام فقیروں کو جو دین کے نور کی قندیلیں روشن کیے بیٹھے ہیں ان سب کو سلام عاجزانہ قبول ہو۔یا اللہ انکی توفیق میں اضافہ فرما۔امین

(۱۷) دوسری طرف مغربی جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کی راہ، خود غرضی، نفس پرستی، شہوت پرستی، زر پرستی، مادہ پرستی، زن پرستی اور اقتدار پرستی کے فرعونیت اور یزیدیت کے وحشی کردار تیار کرتی ہے۔انفرادی اور اجتماعی زندگی میں مغربی جمہوریت کے مفکر اور مدبر مذہب کے ضابطہ حیات، اسکے نظریات، اسکی تعلیمات سے تیار شدہ تہذیب وتمدن کا قتال کرتے آ رہے ہیں۔مغربی جمہوریت کے کفر کے مذہب کے مومنوں نے تمام پیغمبران کی امتوں سے پاکیزہ کردار، حسن اخلاق، حسن عمل اور مذاہب کا الہامی اور روحانی فیض کا خزانہ لوٹ لیا ہے۔ ان مذہب کے منافقوں کی اصلاح کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۱۸) دنیا کے تمام مذاہب کو مغربی جمہوریت اور کثرتِ رائے کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ جس سے انکی الہامی، روحانی تعلیمات کی افادیت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ اور مذاہب کی انفرادی اور اجتماعی صفات اور صداقتوں کی پذیرائی اور تقدس معبد، کلیسا اور مسجد تک محدود اور مسدود کر دیا گیا ہے۔ اسکی جگہ کثرت رائے پر مشتمل مغربی جمہوریت کے پیغمبران کو ملکی، ملی اقتدار دے کر انکو اور انکے تیار کردہ قوانین وضوابط کو سرکاری سطح پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ اس طریقہ کار سے کیسے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

۱۹ اکثرتِ رائے پر مشتمل جمہوریت کے حکمرانوں اور حکومتوں کے باطل غاصب نظام اور انکے احکام کی اطاعت نے مذاہب کے نظام اور احکام کو نگل لیا ہے۔ جمہوریت کی حکومتی سطح پر بالا دستی اور اسکے نظام حکومت کی اطاعت اور تقلید تمام پیغمبران کی امتوں کی بے بسی اور مجبوری بن چکا ہے۔ جس نے تمام انبیا کی امتوں کو کفر، شرک، منافقت، معصوم و بے گناہ انسانیت کا بیجا قتال، نفرتوں اور نفاق کی آگ اور لامذہبی کے لامتناہی عذاب میں انسانیت کو دھکیل رکھا ہے۔ تمام پیغمبران کی امتیں مذہب کے حکم اور حکومتی احکام کے تضاد کا شکار ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ ان کو کیسے نجات دلائی جا سکتی ہے۔

(۲۰) جمہوریت کا کسی پیغمبر کی پیغمبری پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نمائندے ہیں۔ انکو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ الہامی اور روحانی، ظاہری اور باطنی علوم عطا فرماتے ہیں۔ وہ حسن اخلاق، حسن کردار، حسین صفات اور لاجواب صداقتوں کے پیامی اور شاہکار ہوتے ہیں۔ وہ نورِ حق کے روشن مینار ہوتے ہیں۔ انکے نظریات اور تعلیمات ازلی اور ابدی ہیں۔

(۲۱) پیغمبران کی تعلیمات اور کردار انسانی دلوں میں اترتا اور دلوں کو تسخیر کرتا ہے۔ وہ دنیا کی بے ثباتی کی درسگاہ اور بے سروسامانی کی زندگی کے وارث ہوتے ہیں۔ وہ محبت کے سفیر اور انسانیت کی فلاح کے ضامن ہوتے ہیں۔ اور اسکے برعکس مغربی جمہوریت کے کثرت رائے سے چنے ہوئے نمائندگان کے کردار اور تعلیمات دلوں سے اترتی، فساد کا سبب بنتی اور انسانیت کے معاشی اور معاشرتی قتال کا موجب بنتی ہیں۔ مغربی جمہوریت کے کثرت رائے کے چنے ہوئے آسمبلی ممبران کے سیاسی پیغمبران کا حکومتی ٹولہ اور انکا نظام حکومت اور کردار، مادی قوت، مادی وسائل کے حصول کی جنگوں اور اقتدار کو حاصل کرنے کا نام ہے۔ مغربی جمہوریت کا قلیل سا ٹولہ دنیا بھر کے ممالک میں انسانیت پر ایک عذاب کی بدترین شکل بن کر مسلط ہو چکا ہے۔ وہ دولت کے انبار، مادی وسائل عالمی سطح پر بنی نوع انسان کے حقوق چھین کر قبضہ کرتے رہتے ہیں۔ وہ تعیش کی زندگی گذارنے کے وسائل، مال و دولت اور تمام ذرائع مذہب کے اعتدال و مساوات کے نظام حیات کو روند کر مخلوق خدا سے چھینتے اور اکٹھے کرتے رہتے ہیں۔ انسانیت کا معاشی اور معاشرتی قتال کرتے اور ظالم ظلم کے عمل کو بروئے کار لاتے اور دنیا کے معزز اور ترقی یافتہ کہلاتے ہیں۔ وہ مادی وسائل اور اقتدار کی جیتی ہوئی جنگ زندگی کے انجام کے ساتھ ہی ہار جاتے ہیں۔ اے بدبختو! زندگی کے چند ایام گذارنے کی خاطر ایسا کیوں کرتے ہو۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

(۲۲) مغربی جمہوریت کے پجاریو۔۔۔عذاب اس وقت کا نام ہے جب انسان خالق کے قوانین کو ترک کرتا ہے۔ بلکہ جمہوریت کی کثرت رائے کی بداعمالیوں کا خوفناک نتیجہ اسکے سامنے آن کھڑا ہوتا ہے اس وقت کو عذاب کا وقت کہتے ہیں۔ جب انسان مذہب اور اپنے مذہبی عقیدوں سے سرکشی کرتا ہے۔ اسکا ہاتھ معصوم بیگناہ بے بس عوام الناس پر اٹھتا ہے، مجبور اور مظلوم کی آہ فریاد بن کر انصاف کے لئے بارگاہ الٰہی میں پکارتی ہے۔ فطرت خاموشی سے دیکھتی رہتی ہے۔ جب فطرت کا عمل شروع ہوتا ہے تو یہ دنیا عبرت کا منظر اور قیامت کا سماں بن جاتی ہے۔ اس عبرتناک وقت سے بچ جاؤ۔ یہ گھڑی سر پر آن کھڑی ہوئی ہے۔

(۲۳) مغربی جمہوریت خود غرضی اور نفس پرستی کی یونیورسٹی ہے۔ مذہب خدمت خلق اور ادب جہاں میں گم رہنے کی درسگاہ ہے۔ جب انسانوں کے دل انسانوں کی محبت سے فارغ ہو جائیں، جب انسانیت کا احترام ختم ہو جائے، جب طاقت اور صرف طاقت کو ہی مسائل کا حل مان لیا جائے، جب غاصب کمزور کا حق چھین لے، جب ظالم اقتدار پر قابض ہو جائے جب انسان دوستی دشمنی میں بدلتی جائے، جب ظالم، غاصب نام نہاد مسیحاؤں کا حکمران ٹولہ معصوم و بے گناہ انسانوں کا معاشی اور معاشرتی قتال جاری کر رکھے۔ خدا خوفی کے مسافر بے بس ہو جائیں۔ جب یہ لوگ بدمستیوں میں ملوث ہو جائیں۔ جب یہ عیش وعشرت اور رنگ رلیوں میں گم ہو جائیں۔ جب ایسے تمام اعمال، ایسے تمام کام، ایسے تمام طور طریقے، ایسے تمام مال ومتاع ہمارے لیئے عذاب لکھ رہے ہوں۔ تو اس دور کو مغربی جمہوریت کا دور اور مذاہب سے دوری کا عذاب کہتے ہیں۔ جب دنیا میں خیر پر شر کی برتری اور حکومت قائم ہو جائے۔ تو فطرت کی طرف سے احتساب اور عذاب کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ جو دہشت گردی اور خانہ جنگی کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔

(۲۴) جب پیغمبران کی امتوں پر نمرود، فرعون اور یزید کے ضابطہ حیات پر مشتمل مغربی جمہوریت کی حکمرانی قائم ہو جائے۔ تو بنی نوع انسان جہنم کا ایندھن اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس عمل کو روکنے کی ذمہ داری کس کی ہے۔ اہل بصیرت مذہبی پیشوا جواب دیں۔

(۲۵) مغربی جمہوریت کی بداعمالیاں ایٹم بموں، نائٹروجن بموں، ہائیڈروجن بموں، ڈیزی کٹر بموں اور تباہ کن بموں اور مخلوق خدا کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے والے ایٹمی میزائلوں اور ایٹمی پلانٹوں کی زد میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراؤ کے لئے منتظر کھڑے ہیں۔ نار جہنم بھڑکنے والی ہے۔ ہے کوئی اس جہان کا نجات دہندہ۔ ہے کوئی انسانیت کا پرستار جوان پیغمبران کے باغیوں اور وقت کے دجالوں کو راہ راست دکھا سکے اور اس حسین وجمیل، دلکش کائنات کو راکھ کا ڈھیر بننے سے نجات دلا اور بچا سکے۔

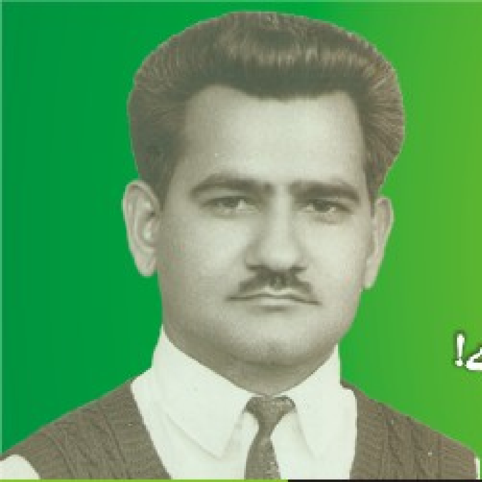

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۶ مغربی جمہوریت کیسا نظام حکومت اور ضابطہ حیات ہے کہ جس وقت انسان پر اور پیغمبران کی امتوں پر مغربی جمہوریت کے مادہ پرست نظریات کے پروردہ ترقی یافتہ ممالک، تہذیب یافتہ ممالک، طاقتور ممالک اور بین الاقوامی طاقت کے وارث ممالک اور ان ممالک پر کثرت رائے سے چنا ہوا، عوام کا پسندیدہ صاحب اقتدار قائدین کا جمہوری ٹولہ، معصوم و بے گناہ کمزور ممالک کے عوام پر بغیر کسی قصور، بغیر کسی جرم اور بغیر کسی جواز کے ان پر اور انکے ملکوں پر جنگیں مسلط کر دے۔ انکو تباہ کن بموں، تباہ کن میزائلوں سے نیست و نابود کرنا، انکے اعضا فضا میں بکھیرنا، معصوم و مجبور بچوں کو قتل کرنا، بیگناہ مستورات، نوجوانوں اور بوڑھوں کا بغیر جواز قتال کرنا، معصوم و بے گناہ افراد کو زخموں سے چور اور معذور بنانا، انکی بستیوں کو تباہ کرنا، انکے خوراک کے گودام اور ذخائر، پانی کے ذخائر کو ختم کرنا، انکے وسائل کو تباہ کرنا، انکو خوراک اور ادویات سے محروم کرنا، انسانیت پر ظلم و جبر اور رنج و غم اور مخلوق خدا کو سسک سسک اور تڑپ تڑپ کر زیست گذارنے پر مجبور کرنا۔ ذرا یہ تو بتاؤ! اس دنیا کو دارالمحن میں بدلنے والی کن کی امتیں ہیں۔ یہ مغربی جمہوریت کی دنیا کیسی جھوٹی اور ظالم ہے۔ کہ جمہوریت کا ظالم ٹولہ کمزور ممالک پر حملے بھی کرتے جائیں۔ انسانی زندگیوں کو کچلتے بھی جائیں۔ ستم بالائے ستم پھر انکو دہشت گرد بھی کہتے جائیں۔ یو این او کے سیکٹری جنرل صاحب۔ یہ تو بتاؤ۔ ان واقعات کے بعد بھی تم تمام جمہوریت پسند، کسی بھی پیغمبر یا عیسیٰ علیہ السلام کے امتی کہلا سکتے ہو۔ نمرود، فرعون اور یزید کی جمہوریت کے نظریات کے تمام دجال حکمران پیغمبران کی امتوں کو جواب دیں۔ کہ وہ یوم حساب کے روز اپنے پیغمبران کے سامنے کون سے مذہبی اعمال لیکر پیش ہونگے۔

۲۷ پیغمبران کے امتیوں کے نام موسیٰ خان، عیسیٰ خان اور محمد خان رکھ لینے اور انکی تعلیم و تربیت پیغمبران کی الہامی کتابوں کے خلاف مغربی جمہوریت کے باطل نظریات اور غاصب ضابطہ حیات کے سلیبس کے مطابق سرکاری طور پر انکے قائم کردہ ابلیسی طبقاتی تعلیمی اداروں سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے تربیت حاصل کر لینے کے بعد وہ نمرود، فرعون اور یزید یا پیغمبران کے مذاہب کی اہل بصیرت روحانی افواج کی سپاہ تیار ہوگی۔ یہ مغربی جمہوریت کا فتنہ مذاہب اور مخلوق خدا کے لئے ایک المیہ بن کر رونما ہو چکا ہے۔ مغربی جمہوریت کے نظریات کا عذاب بے قصور اور بے بس مخلوق خدا پر اس مادیت اور اقتدار کے رہزنوں نے مسلط کر رکھا ہے۔ یہ ایک ایسا المیہ ہے جو امتوں کو پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات سے محروم کئے جا رہا ہے۔ کیا اسے روکا نہیں جا سکتا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۸۔ جب تمام مذاہب کی امتیں پیغمبران کے نظریات اور انکی تعلیمات، انکے حسن خلق، انکے حسن کردار، انکے حسن عمل اور انکے حسن صداقت پر مشتمل الہامی، روحانی تعلیمی نصاب اور اسکا نورانی سلیبس انکے لئے بدل دیا جائے اور انکو تربیت دینے والی درسگاہیں ختم کردی جائیں۔ اور مخلوق خدا کو کثرت رائے کے مغربی جمہوریت کے مذہب کے باطل نظریات، اسکی تعلیمات، اسکے تعلیمی اداروں کے حوالے کردیا جائے تو اس وقت خدا اور اسکے انبیاء علیہ السلام، انکے نظریات اور تعلیمات کے خلاف بغاوت کا عمل جاری ہوجاتا ہے اور وہیں سے عذاب الٰہی کا سفر بھی جاری ہوجاتا ہے۔ کیا ہم خدا سے معافی اور اپنے پیغمبران کے روبرو ندامت سے سر جھکا سکتے ہیں۔ یا اللہ ہمیں پیغمبران کی الہامی کتابوں کی تعلیمات کی اطاعت اور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ امین

۲۹۔ مغربی جمہوریت کے رہبر، مذاہب کے رہزن، دنیا کے امن کو چاٹے جارہے ہیں۔ پیغمبران خدا کی معصوم امتوں کو ان ظالم، غاصب سیاست دانوں نے انکو مجبور اور بے بس بنا کر رکھ دیا ہے۔ ان حقائق سے پردہ اٹھانا وقت کے فقیر کی ذمہ داری ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ پوری انسانیت کا مجرم اور گنہگار ہے۔ اس سے فکر کی عبادت چھین لی جاتی ہے۔ اگر وہ ایسا کرجاتا ہے تو اسکے عمل کا فیض اسکی زندگی کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ یا اللہ تو اپنی توفیقوں میں اضافہ فرما اور اپنی رحمت میں لپیٹ اور سمیٹ لے اور بنی نوع انسان کیلئے منفعت بخش بنا۔ یا اللہ۔ تو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ یا اللہ۔ تو اپنی ظاہری باطنی طاقتوں سے نواز اور انہیں بروئے کار لانے کی توفیق بھی عطا کر امین۔

۳۰۔ مذاہب کے روحانی، الہامی، آسمانی صحیفوں کو یہ نمرودی فرعونی اور یزیدی مغربی جمہوریت کے جراثیم کینسر کی طرح چمٹ چکے ہیں۔ وہ مادیت کے حصول کی جنگ جیت چکے ہیں۔ وہ اقتدار کی جنگ بھی جیت چکے ہیں۔ وہ دنیا کی سپر پاور بھی بن چکے ہیں۔ وہ دنیا بھر کے ممالک میں سرفرازی حاصل کر چکے ہیں۔ وہ دنیا بھر میں جمہوریت کی کثرت رائے کی جمہوری حکومتیں قائم کرچکے ہیں۔ وہ مذاہب پرستوں سے انکے طیب اخلاق، انکے حسن کردار، انکے رفعت خیال، ان کے پاکیزہ اطوار، انکے دینی فرائض، انکے مذہبی عقائد، انکے مذہبی نظریات، انکی تعلیمات، انکے مذہبی طریقہ کار، انکی تہذیب، انکا تمدن، انکے حیا کے ضابطے، انکے ازدواجی زندگی کے ضابطے غرضیکہ وہ مذاہب کی تہذیبوں کو سرکاری طور پر مسخ، منسوخ اور ختم کرکے مغربی جمہوریت کے کلچر میں کنورٹ کئے جارہے ہیں۔ کیا انکو ایسا کرنے کی مزید اجازت ہونی چاہئے۔

بابا جی عنایت اللہ

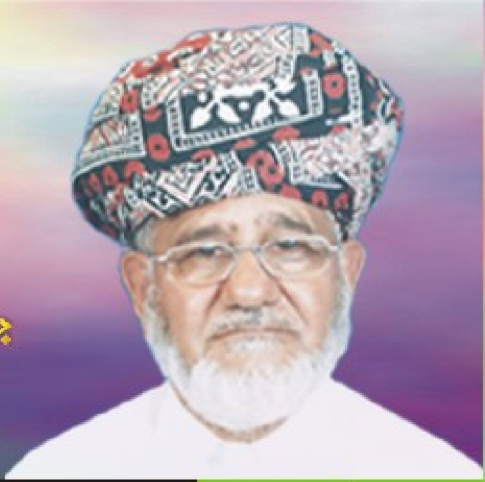

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۱۔ مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے دہشت گرد اپنی حکومتی دہشت گردی سے انگنت دہشت گرد پیدا کر چکے ہیں۔ وہ دہشت گردوں کو تمام دنیا میں پھیلانے کا عمل جاری کر چکے ہیں۔ دہشت گردوں کے خودکش حملے جاری ہو چکے ہیں۔ انسانی قتال عروج کی منازل طے کرتا جا رہا ہے۔ ادھر یہ ظالم، بے رحم بین الاقوامی حکومتی طاقتیں دہشت گردوں کا نام لیکر بستیاں، شہر اور ملک تباہ کیئے جا رہے ہیں۔ تباہ حال، مظلوم، بے بس، معصوم، بے گناہ عوام اور اقوام ان دہشت گرد، درندوں اور وحشیوں کے تباہی پھیلانے والے ایٹمی پلانٹوں کو تباہ کرنے کے زیرِ زمین خودکش حملوں کے پروگرام اور ہتھیار تیار کرنے کیلئے کوشاں ہو چکے ہیں۔ ایٹمی جنگ کے بگل بجائے جا رہے ہیں۔ انکی عقلی فرعونی سوچ دنیا کی تباہی کا آخری عذاب تیار کرتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو! طاقتیں مجبور اور حکومتیں بے بس ہوتی جا رہی ہیں۔ مذہب پرست عوام الناس حیرت میں گم ہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ انکو معاشیات کے جادو اور ترقی کے سحر نے مصروف اور اس قدر محو کر رکھا ہے کہ انکے پاس اس ناگہانی آفات کے متعلق سوچنے اور روکنے کا وقت اور شعور ہی نہیں چھوڑا۔ یہ مغربی جمہوریت کا کیسا عبرت ناک نمرودی، فرعونی اور یزیدی ترقی یافتہ دور ہے جو ایک بہت بڑے المیہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ یا اللہ۔ تو اپنے پیغمبران کے صدقے، انکی معصوم، بیگناہ اور بے بس امتوں پر رحم فرما۔ ان کو اس عذاب عظیم سے نجات دلانے کا کوئی سبب بنا۔ امین۔

۳۲۔ جب مغربی جمہوریت کے پروردہ ترقی یافتہ ممالک، تہذیب یافتہ ممالک، تعلیم یافتہ ممالک، طاقتور ممالک کے سیاسی دانشور اور قائدین، جمہوریت کے سکالر، حکمران دنیا کے کمزور، غریب ممالک اور غیر ترقی یافتہ ممالک کے عوام پر بغیر کسی قصور، بغیر کسی جرم اور بغیر کسی جواز کے، بے بنیاد اور گمراہ کن الزامات کی بنا پر جنگ مسلط کر دیں۔ انکے وسائل لوٹنے کے بہانے تراشتے پھریں۔ جدید تباہ کن اسلحہ سے معصوم، بے گناہ اور بے بس مخلوق خدا کا قتال شروع کر دیں۔ انسانوں کے اعضا فضا میں بکھیرنے کا عمل جاری کر دیں۔ بے ضرر بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں اور مستورات کو زخموں اور اذیتوں میں مبتلا کر دیں، ڈیزی کٹر بموں سے بستے شہروں کو نیست و نابود اور خاکستر کر دیں، نائٹروجن بموں سے انسانی بستیوں کو راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دیں۔ چند ناپسندیدہ اشخاص کو مجرم اور دہشت گرد گردان کر ملک میں بسنے والی ہر قسم کی مخلوق خدا کا حشر نشر، تباہ و برباد کر دیں۔

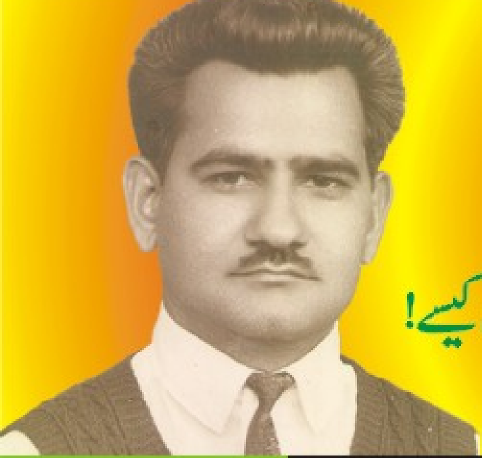

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

وہ معصوم و بیگناہ مخلوق خدا اپنی زندگی کو بچانے کیلئے فریاد تک نہ کر سکے۔اس وقت کو عذاب کا وقت کہتے ہیں۔جب کنبہ خدا کا احترام ختم ہو جائے۔جب انسان دوستی ،انسان دشمنی میں بدل جائے۔جب نمرود،شداد،فرعون،ہامان کے ایجنٹ تمام مذاہب کی امتوں اور خاص کر حضرت عیسیٰ روح القدس کی امت میں داخل ہوکر انسانی قتال شروع کر دیں۔امت کا تشخص ایک درندہ،سفاک ، غاصب اور قاتل کا بھیانک روپ اختیار کر جائے۔مظلوموں اور بے بسوں کے پاس آنسو اور آہیں ہوں اور یہ لوگ بے حس اور بے رحم اپنی بدمستیوں میں کنبہ خدا کو نیست و نابود کرنے میں محو ہوں۔کیا عیسیٰ علیہ السلام کے اہل بصیرت مذہبی پیشوا،ان منافقوں اور عالمی دہشت گردوں کا ہاتھ روک نہیں سکتے۔کیا وہ اس فناہ کے دیس سے آشنا نہیں۔وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ یا اللہ تو قادر مطلق ہے تو ان کو راہ راست دکھا۔تو انکو اخوت و محبت کا بھولا ہوا سبق پھر سے یاد کروا۔تو انکو کنبہ خدا کی خدمت کے جذبہ کو پھر سے بیداری عطا فرما۔اے اللہ انکو باطل قوتوں سے نجات عطا فرما۔انکو خیر کا داعی بنا۔امین

۳۳۔تمام پیغمبران کی امتوں اور بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیاری امت کو یہ بات یاد دلانا اشد ضروری ہو چکا ہے کہ اس امت کو انکے مذہب کے الہامی ،روحانی نظریات ،ضابطہ حیات ،تعلیمات،حسن خلق ،حسن کردار سے ایک بار پھر آشنا کروایا جانا اور انکے معجزات کی یاد کو پھر سے تازہ کرنا نہائیت ضروری ہو چکا ہے۔تاکہ اس عظیم امت کے فرزندان کو مغربی جمہوریت کے فرعونوں کے نظریات ،تعلیمات کی سرکاری بالادستی اور انکے کردار سے نجات دلائی جا سکے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کے نظریات،تعلیمات اور انکے حسن اخلاق ،حسن کردار کی شمع جلانا اور انسانیت دوستی کا بھولا سبق یاد دلانا اور انکو راہ راست دکھانا ،ان کیلئے اور مخلوق خدا کیلئے بہتر ہوگا۔دنیا کے مسائل عقل صرف عقل اور طاقت صرف طاقت کے استعمال سے حل نہیں ہو سکتے۔عقل اور طاقت مذہب کے تحت ہو تو فلاح اسکا نصیب ہے۔اگر طاقت اور عقل مغربی جمہوریت کے مذہب کے مادہ پرستوں کے تابع فرمان ہو۔تو اس وقت عذاب کا سفر جاری ہو جاتا ہے۔یا اللہ تمام پیغمبران کی امتوں کو راہ ہدایت کا مسافر بنا۔تاکہ یہ دنیا امن کا گہوارا بن سکے۔امین۔

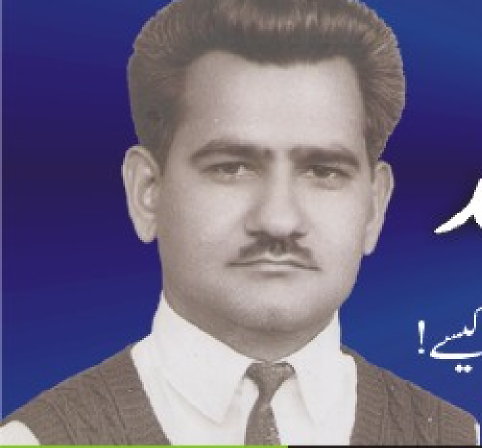

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۴۔جب انسان اپنے گھر میں، اپنے شہر میں، اپنی عبادت گاہوں میں، اپنے ملک میں خودکش حملوں سے خوف زدہ ہو۔اور پوری دنیا میں انسانی زندگی غیر محفوظ ہوچکی ہو۔دہشت گردوں اور ایٹم بموں کے وسوسوں کے خوف سے انسانی روح لرزتی اور تڑپتی رہے۔ترقی یافتہ اسلحہ سے لیس ممالک، ہزاروں ایٹمی بموں اور سینکڑوں ایٹمی پلانٹوں کے وارث ممالک ہروقت خودکش حملہ آوروں کی زد میں ہوں۔اور دنیا کو نیست و نابود کرنے والے اسلحہ سے لیس ممالک کی نیندیں حرام ہوچکی ہوں۔انکی یہ ترقی اور انکے یہ مہلک تباہ کن ایٹم بم، انکے پھیلے ہوئے ایٹمی پلانٹ، انکے اپنے ممالک اور دنیائے ہستی کو مٹانے کیلئے فطرت کے حکم کے منتظر کھڑے ہوں۔ایک عبرتناک عذاب کا وقت چیخیں مارتا اور اذانیں دیتا اپنا سفر بڑی تیزی سے طے کرتا ہوا چلا آرہا ہو۔بات کو غور سے سن لو۔ اب بھی وقت ہے، غور کرلو، فکر سے کام لو اور سوچ لو۔کیا آپ مغربی جمہوریت کے علوم سے استفادہ جاری رکھنا یا پیغمبران کی صداقتوں کے سفر کو جاری کرنا چاہتے ہیں۔یہ فطرت کی آواز ہے جو تمہارے دلوں پر دستک دے رہی ہے۔فیصلہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔خیر یا شر!

۳۵۔یہ بڑی طاقتیں، یہ عالمی طاقتیں، یہ جمہوری طاقتیں اپنا کھیل اور اپنا رول مکمل کرچکی ہیں۔یہ دنیا میں دہشت گردی کے نام پر دہشت گردی کے ظلم وقتال کا فساد پھیلا چکی ہیں۔یہ مذہب کی دوری کی سزا میں مبتلا ہوچکی ہیں۔عقل کو مات اور طاقت کو ندامت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔اہل بصیرت مذہبی پیشواؤں کا یہ طیب فرض بنتا ہے کہ وہ اس آڑے وقت میں انسانیت کی رہنمائی فرماویں۔

۳۶۔یا اللہ اس رات کی تنہائی میں، ان لمحات کی تنہائی میں، اس فکر کی تنہائی میں، اس جلتے ہوئے خیال کے صحرا کی تنہائی میں، اس آہ و سوزی کی تنہائی میں حرف دعا تو یاد نہیں۔بس اتنا یاد ہے کہ خیال کی دنیا میں تمام پیغمبران اور حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک گنہگار کی حیثیت سے نادم کھڑا تھا۔یا اللہ تو تمام معصوم و بے گناہ امتوں اور انسانی نسلوں کو اور تمام مخلوق خدا کو پیغمبران کی الہامی تعلیمات، انکے روحانی ضابطہ حیات کی آغوش عطا فرما۔ان الفاظ کی بے بس اور خاموش روح کی پکار کو سن لے۔اے مولیٰ تو خبیر و بصیر ہے۔تو رحم فرما، تو کرم کر، تو اس مشکل گھڑی میں اپنا خاص فضل و کرم عطا فرما۔آمین۔

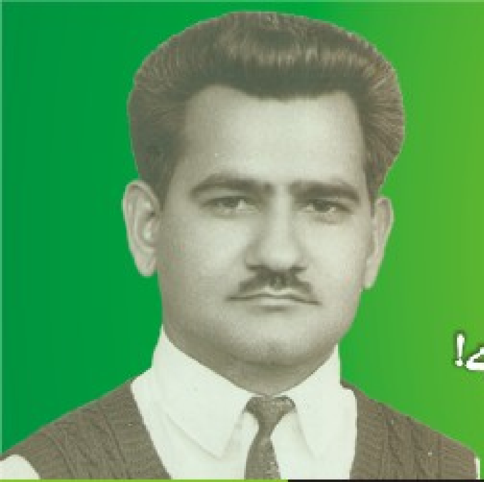

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

بنی نوع انسان اور مخلوق خدا کی نجات کا راستہ پیغمبران کا راستہ ہے

(۱) انسان فطرت کی ایک شاہکار تخلیق ہے۔ افضل المخلوقات ہے۔ احسن تقویم بھی ہے۔ عقل وشعور کا مالک بھی اور ذہین وفطین بھی ہے اور قلب سلیم کا وارث بھی ہے۔ اسکے پاس غم کے آنسو بھی ہیں اور خوشی کے قہقے بھی۔ انسان کی روح کے ساز سے کبھی آنسوؤں کا سوز اور کبھی قہقوں کے نغمات کی دھنیں تیار ہوتی رہتی ہیں۔ انسان مجبور بھی ہے اور کسی حد تک صاحب اختیار بھی۔ ازلی بھی ہے اور ابدی بھی۔ انسان اس دارالفناہ میں آتا ہے اور چلا بھی جاتا ہے۔ کبھی اس کے سر پر تاجوری کا تاج ہوتا ہے اور کبھی اسکے سر پر شور نوحہ گری بھی ہوتا ہے۔ اس فناہ کے دیس میں انسان بھول جاتا ہے کہ اس نے ساٹھ، سو سال کی زندگی کو اس جہان میں گذارنے کے بعد کسی نامعلوم منزل کی طرف چلے جانا ہے۔ جانے سے پہلے اس کو فیصلہ کر لینا چاہئے۔ کہ وہ کونسی حالت میں واپس جانا چاہتا ہے۔ خیر کا داعی یا شر کا داعی بن کر۔ بنی نوع انسان کو اس حقیقت کا شعور ابتدائی تعلیم سے جاری کرنا ضروری ہوتا ہے جو نہیں ہو رہا۔ خوف خدا اور دنیا کی بے ثباتی کی شعوری بیداری سے اس کی آنکھ کھل سکتی ہے جس سے وہ مخلوق خدا کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش بنایا جا سکتا ہے۔ یہ کرامت صرف پیغمبران کے نظریات اور مذاہب کی تعلیمات میں مضمر ہے۔

۲۔ انسان اس دنیا میں آتا ہے تو اسکے پیدا ہونے سے پہلے ایک سماج، ایک ماحول، ایک تہذیب، ایک تمدن اور ایک معاشرہ موجود ہوتا ہے۔ وہ دنیا میں آتے ہی اس دائرہ میں مقید ہو کر رہ جاتا ہے۔ انسان اسی نظام حیات اور ضابطہ حیات میں منزلوں کے راستوں کا چناؤ کرتا ہے۔ اپنے دنیاوی مقاصد کو اپنی منزل تصور کرتا ہے۔ اور زندگی بھر ان مقاصد کے شادابی عمل میں محو رہتا ہے۔ زندگی دینے والا زندگی طلب کر لیتا ہے۔ انسان خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ واپس چلا جاتا ہے۔ اسکے تمام وسائل، اسکا جمع شدہ تمام مال ومتاع، اسکے تمام ہمسفر، اسکے تمام رشتہ دار، اسکے تمام عزیز واکارب، اسکے بال بچے، اسکے دوست اور اسکی عمر بھر کی کمائی لٹ جاتی ہے۔ اسکی تمام فتوحات شکست میں بدل جاتی ہیں۔ اور وہ تن تنہا اپنی آخری منزل کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ سرکاری درجات، سیاسی درجات، بادشاہی جیسے درجات بے مقصد اور بے معنی الفاظ کی حثیت اختیار کر جاتے ہیں۔ ہم اپنے ساتھی کو جدا کر بیٹھتے ہیں۔ یہ جدائی کی گھڑی، یہ وقت انسان کو دنیا کی بے ثباتی کے حقائق سے آگاہ کرتا ہے۔ کہ یہ زندگی کسی اور کی ہے۔ اور ہم کسی اور کے پروگرام کے حصہ ہیں۔ یہ سوچ، یہ فکر انسان کو غور کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ انکا جدا ہونے والا ساتھی اس جہان رنگ وبو کی رونقوں کا ایک دلربا روپ اور منظر ہی تو تھا۔ نیکی اور خیر کا سہانا خواب ہی تو تھا۔ دلوں کی لطافتوں کا ایک مضراب ہی تو تھا۔ روح کو معطر کرنے والی ایک خوشبو ہی تو تھا۔

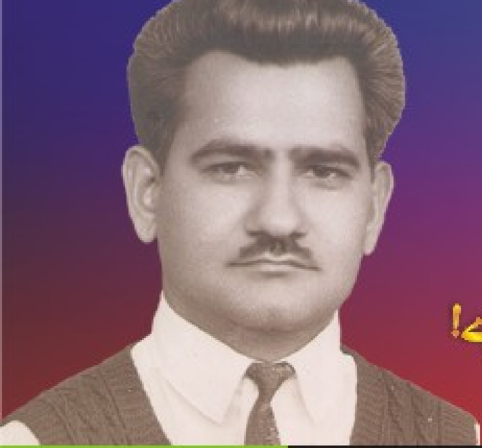

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۔ کچھ لوگ زندگی کے حقائق کے اس تصور کے کرشمہ سے عوام الناس سے مختلف اور متضاد عمل سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ دنیا سو رہی ہوتی ہے اور وہ جاگ رہے ہوتے ہیں۔ وہ بے خبر زندگی میں باخبر ہو جاتے ہیں۔ حکمران اپنے جشنوں میں اور عوام الناس اپنی ضروریات کے حصول میں مصروف ہو جاتے ہیں اور یہ انکے انجام کی تلخیوں پر آنسو بہا رہے ہوتے ہیں۔ وہ پوری انسانیت کی خدمت اور ادب بجالانے میں ہمہ تن محو ہوتے ہیں۔ وہ ظالم کا ہاتھ روکنے میں غفلت نہیں کرتے اور مظلوم کو ظالم کی اذیتوں سے نجات دلانے میں بھی کوتاہی سے کام نہیں لیتے۔ وہ انکی خیر کی دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں۔ یا اللہ! تو بنی نوع انسان کو پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات اور ضابطہ حیات اور انکے کردار سے نواز، تاکہ دنیا امن کا گہوارہ بن سکے۔ یا اللہ۔ تو اس فناہ کے دیس کے قافلے کے ہدی خواں کی آرزو کو قبولیت کا شرف بخش۔ امین

۴۔ غفلت کی زندگی سے انسانی عقل سنگدل بن جاتی ہے۔ وہ انسانی دکھوں کے درد اور رنج والم کے عرفان سے محروم ہو جاتی ہے۔ مغربی جمہوریت کے پروردہ سیاستدانوں اور حکمرانوں کے دانشوروں کا علم اور عمل سچائی اور صداقتوں کا رہزن بنتا چلا جا رہا ہے۔ وہ حکومتی بالادستی حاصل کرنے کے بعد پیغمبران کی خدائی آواز، الہامی نظریات، اخلاقیات، تعلیمات کو مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے حکومتی ٹولہ کے تخلیق کردہ نظریات، اخلاقیات، تعلیمات کی سرکاری بالادستی کی وجہ سے عالم گیر سطح پر اسیر بنا چکے ہیں۔ وہ اپنی حاکمیت کو قائم رکھنے کیلئے سیاسی دانشوروں، سکالروں کا تیار کردہ جمہوریت کا طرز حکومت دنیا بھر کے ممالک پر نافذ العمل کئے بیٹھے ہیں۔ مادیت اور اقتدار پرستی کی آگ انبیا علیہ السلام کی تعلیمات اور ضابطہ حیات کو خاکستر کئے جا رہی ہے۔ جمہوریت کی سرکاری بالادستی ملکوں اور پیغمبران کی امتوں کو، انکے نظریات اور انکے ضابطہ حیات سے محروم کئے جا رہی ہے۔ مذہب کی تعمیری قوتوں کو مذہبی الہامی، روحانی نظریات انکے ضابطہ حیات اور انکی تعلیمات اور انکے تہذیب وتمدن کو فروغ دینے سے منقطع کئے جا رہی ہے۔ دراصل جمہوریت کا طرز حکومت بڑی بے دردی سے مذاہب کی تعلیمات انکے فلاحی ضابطوں، انکی صداقتوں، انکے حسن اخلاق، انکے حسن کردار، انکے حسن اعمال کے نقش مٹاتی جا رہی ہے۔ سیاستدان اور حکمران جمہوریت کی بالادستی اسکی تعلیمات، اسکے نظریات، اسکے ضابطہ حیات کی ملکی سطح پر قانونی برتری اور پابندی سے پیغمبران کی امتوں کے افراد کو نمرود، فرعون اور یزید کے تہذیب وتمدن میں کنورٹ کئے جا رہے ہیں۔ انسان مذہب اور جمہوریت کے دانشوروں کے تیار کردہ جمہوریت کے مذہب، کے تضاد کا شکار اور جمہوریت کے سرکاری قائدین کے نظام اور سسٹم کی زندگی کا مسافر بن چکا ہے۔ تمام پیغمبران کی تمام امتیں اس فتنہ میں مبتلا ہو چکی ہیں۔ پوری انسانیت اس المیہ کا شکار ہو چکی ہے۔ سلسلہء پیغمبراں کو ماننے والے صاحب بصیرت انسانوں سے ملتجی ہوں کہ وہ مذہب کی روشن ومنور صداقتوں کا راستہ اپنانئے میں عوام الناس کی رہنمائی فرماویں۔

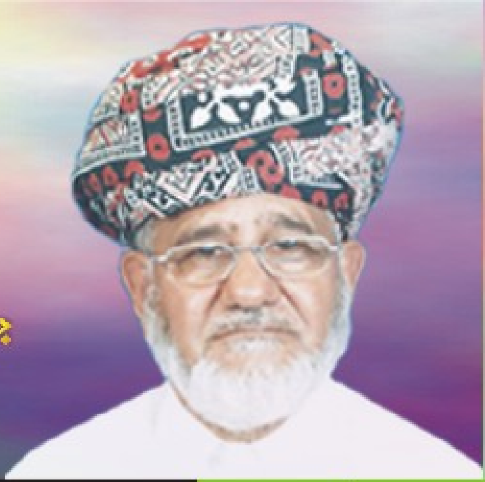

۵۔مغربی جمہوریت کے مادہ پرست حکومتی ٹولہ کے نظام حکومت ، انکے نظریات ، ااخلاقیات ، تعلیمات ، انکے سیاسی دانشوروں کے تخلیق کردہ ضابطہ حیات ، انکے تعلیمی نصاب اورانکے تعلیمی اداروں کی سرکاری بالادستی ، انکا تیارکردہ معاشرہ ، انکا معاشی نظام ، انکا معاشرتی نظام ، انکا تیارکردہ تہذیب وتمدن ، مغربی جمہوریت کا طرز حکومت ، انکے سیاستدان ، انکے حکمران ، انکے قوانین وضوابط تیار کرنے والے سیاسی ادارے ، انکے تیارکردہ اخلاقیات ، انکے عدل وانصاف کے اصول ، انکے ازدواجی زندگی کے ضابطے ، انکے جنسی آزادی کے قوانین ، انکے مخلوق خدا پر جنگیں مسلط کرنے کے طریقے اور آداب ، انکا بیگناہ مخلوق خدا کے معاشی اور معاشرتی قتال کا انسانیت سوز طریقہ کار کی تمام اذیتوں کا حل تلاش کرنے کیلئے ، اس المیہ کے قائدین سے نجات حاصل کرنے کیلئے ، اس فتنہ کو ختم کرنے کیلئے مخلوق خدا اور انسانیت کو مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے حکومتی ٹولہ کی گمراہی اور انکی تباہی سے بچانے اور اس سانحہ سے نکالنے کیلئے تمام مذاہب کے نظام ، انکے نظریات ، انکے اخلاقیات ، انکی تعلیمات ، پیغمبران کے الہامی ، روحانی اور نورانی ضابطہ حیات ، انکے تعلیمی نصاب ، انکی تعلیمی درسگاہوں کا نظام ، انکا تیارکردہ معاشرہ ، انکا معاشی نظام ، انکا معاشرتی نظام ، ان کا ثقافتی نظام ، انکا تیارکردہ تہذیب وتمدن ، انکا طرز حکمرانی ، انکے مذہبی پیشوا ، انکے حکمران ، انکے الہامی ، روحانی قوانین وضوابط ، انکے دینی ادارے ، انکے تیارکردہ اخلاقیات ، انکے عدل وانصاف کے اصول ، انکے ازدواجی زندگی کے ضابطے ، انکے رشتوں کے تقدس اور انکی حرمت ، انکے جنسی پابندی کے اصول ، انکے مخلوق خدا کو جنگوں سے محفوظ کرنے کے آداب ، انکا بے گناہ مخلوق خدا کا قتال ، اذیتوں اور دکھوں سے نجات دلانے اور تحفظ فراہم کرنے کے الہامی طریقہ کار ، کا موازنہ کرنے اور پرکھنے ، گناہ اور جرم کے ضابطوں کو سمجھنے اور گناہ اور جرم کے اخلاقیات کو سمجھنے کیلئے ، اچھائی اور برائی ، نیکی اور بدی خیر اور شر کی پہچان اور انسانیت کی تباہی کا تدارک اور فلاح کی روشنیوں کو پھیلانے کے لئے بین الاقوامی سطح پر مغربی جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے تیارکردہ اخلاقیات اور مذہب کے اخلاقیات اور الہیات کے وارث صاحب بصیرت پیشواؤں کو دعوت فکر کیلئے یہ مسودہ پیش کیا جارہا ہے ۔ کہ وہ انسانیت کی رہنمائی فرماویں ۔ کہ کونسا نظام حیات ، اسکا عمل بہتر اور قابل ستائش ہے ۔ جس سے انسانوں کو جنگوں ، جنگی اذیتوں ، زخموں ، دکھوں ، بھوک ، انسانی قتال اور انسانی تباہی سے بچایا جاسکے ۔ مذاہب پرست امتوں کو انکے پیغمبران کے بتائے ہوئے الہامی اور روحانی اخلاقیات کے راستوں پر گامزن کیا جاسکے ۔ تاکہ پیغمبران کی الہامی کتب ، انکی الہامی تعلیمات ، انکی رہنمائی کا فریضہ ادا کرسکیں ۔ انکے دلوں کو اخوت ومحبت ، عزت واحترام ، شفقت وادب ، اعتدال ومساوات ، عدل وانصاف اور خدمتِ خلق کے نور سے منور کرسکیں ۔ دنیا میں امن وسکون کی قندیلیں روشن ہوسکیں ۔

اے پیغمبران کی امتوں کے فرزندان۔ آؤ! ۔پوری انسانیت کو اخلاقیات انبیا علیہ السلام اور سیاست کے قائدین اور ان کے دانشوروں کے اخلاقیات کے فرق اور انکے تضادات سے انسانیت کو آگاہ کریں۔ اسکے علاوہ پیغمبران کی تمام امتوں اور پوری انسانیت کو تابع فرمان الہی کے روشن پہلوؤں، انکی آفادیت سے روشناس کروائیں۔

۶۔پیغمبران کی تعلیمات ہمیں انسان سے محبت اور خدمت کا راستہ دکھاتی ہے۔ہم نیکی بدی انسان کے ساتھ کرتے ہیں۔ ہمارا گناہ ثواب انسانوں کے ساتھ مشروط ہے۔انسانوں کے چہرے ہی حسن تکمیل اور احسن تکمیل ہیں۔اگر دنیا میں ہمارے سوا کوئی انسان نہ رہے تو جزا سزا کا تصور باقی نہیں بچتا۔انسانوں کی تخلیق سے ہی دنیا کی رونقیں موجود اور بحال ہیں۔پیغمبران کے ذریعہ ہی انسانی سنگتیں بنتی اور انکی امتیں تیار ہوتی ہیں۔ہم پیغمبران کے بتائے ہوئے راستے پر زندگی کا سفر جاری رکھتے ہیں۔اللہ تعالٰی کے خوف کا شعور پیغمبران کے ذریعہ ہمیں عطا ہوا۔خوف الٰہی ہی ہمیں گناہوں اور ظلم سے بچاتا ہے۔خوف الٰہی ہی ہمیں انسانوں کے ساتھ نیکی کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔جب انسان کسی پیغمبر کو اپنا ہادی یا رہنما مان لیتا ہے۔تو انسان اسکے بتائے ہوئے راستے کے مطابق سفر کرتا ہے۔اللہ تعالٰی کے احکام کی عملی اور حتمی شکل اس پیغمبر کی تعلیمات، اسکے اخلاق حسنہ اور اسکے کردار حسنہ اور اسکی حیات طیبہ کی صفات میں منور اور روشن ہوتی ہے۔

۷۔کسی پیغمبر کی امت کے منافق انکے نظریات کو انکی تعلیمات کو اور انکے ضابطہ حیات کو توڑتے اور مسخ کرتے ہیں۔وہ انکے امتی نہیں کہلا سکتے۔یہودیت ،عیسائیت، مسلم امہ کے اقتدار پرست قائدین، سیاستدانوں، حکمرانوں اور بادشاہوں نے اپنے ممالک میں پیغمبران کی امتوں کو اقتدار کی نوک پر مغربی جمہوریت کے ضابطہ حیات میں بری طرح مقید کر رکھا ہے۔انہوں نے کمال دھوکہ بازی سے مذاہب کی بالادستی اور سرفرازی کو پسِ پشت ڈال کر، انکے نظریات، انکی تعلیمات اور انکے ضابطہ حیات کو منسوخ، معطل اور ختم کر کے، انکو معبد، کلیسا اور مسجد کی آہنی سلاخوں میں بند اور مقید کر دیا۔اسکے بدلے مغربی جمہوریت کے سیاسی قائدین اور انکے اسمبلیوں کے دانشوروں کے نظریات، انکی تعلیمات اور انکے ضابطہ حیات کی بالادستی حکومتی سطح پر نافذ العمل کر کے مذاہب کی روحانی، الہامی تعلیمات، انکے نظریات، انکے اخلاقیات، انکے حسن اعمال، انکے حسن کردار اور انکی اعلٰی صفات کو کچلنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔دنیا بھر کے مذاہب پرست اقوام اور ممالک کے سیاستدان، انکے سیاسی دانشور، انکے مادہ پرست رہبر، انکے اقتدار کی سیاسی جنگیں لڑنے والے قائدین اور حکمرانوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ کن کے ایجنٹ ہیں۔

کن کے نمائندے ہیں۔ کن کی تعلیمات، کن کے نظریات اور کن کے ضابطہ حیات کے پیروکار ہیں۔ انکوان حقائق پر ایک نظر دیکھ لینا چاہئے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ انہوں نے تمام عالم مذاہب کو منافقت اور کفر کے تضاد کے بدترین مغربی جمہوریت کے ضابطہ حیات میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کیا انکوان حقائق کی روشنی میں اپنی منزل کا رخ درست سمت کی طرف موڑنا چاہئے یا نہیں۔ اگر اب بھی وہ پیغمبران کے ضابطہ حیات کی طرف رخ نہیں موڑتے۔ انکی تعلیمات اور نظریات کو ملکی اور حکومتی سطح پر رائج نہیں کرتے۔ تو انکی امتوں اور انکے عالموں، انکے روحانی پیشواؤں اور انکے صاحب بصیرت حواریوں اور برہانی شعور کے وارثوں کو اس باطل غاصب جمہوریت کے ضابطہ حیات اور اسکے نظام کے خلاف احتجاج کرنا اور اسکو ختم کرنا ہوگا۔ مذہبی انقلاب میں انسانیت اور مذاہب پرست امتوں اور آنیوالی نسلوں کی فلاح مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام پیغمبران کی امتوں کو راہ ہدائیت سے نوازیں۔ امین۔

۸۔ انبیا علیہ السلام کے نظریات، انکی تعلیمات اور انکے کردار کی کرنیں کسی ایک فرد، کسی ایک نسل، کسی ایک قوم، کسی ایک ملک، کسی ایک براعظم کیلئے مختص نہیں ہیں۔ وہ بین الاقوامی اور آفاقی ہیں۔ انکی اخوت و محبت کی تعلیم آفاقی، انکی ادب و احترام کی تعلیم آفاقی، انکی اعتدال و مساوات کی تعلیم آفاقی، انکی امانت و دیانت کی تعلیم آفاقی، انکی صبر و تحمل کی تعلیم آفاقی، انکی ایثار و نثار کی تعلیم آفاقی، انکی سادہ اور بے سروسامانی کی زندگی گذارنے کی تعلیم آفاقی، انکی عفوو درگذر کی تعلیم آفاقی، انکی مخلوق خدا کیلئے بے ضرر ہونے اور منفعت بخش ہونے کی تعلیم آفاقی، انکی مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کی تعلیم آفاقی اور انکی عدل و انصاف کی تعلیم آفاقی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران سلامتی اور خیر کا پیغام لیکر اس جہان رنگ و بو کو سنوارنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس دارالفناہ میں یکے بعد دیگرے بھیجے۔ ان تمام الہامی، روحانی تعلیمی صداقتوں کا مقصد اور محور ایک ہی تو ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم شاہکار اور ایک انمول تخلیق ہے۔ جسکی آسودگی، فلاح، راحت، خیر اور اسکے امن و سلامتی اور رہنمائی کیلئے یہ تمام پیغمبران اور تمام روحانی، الہامی صحیفے نازل فرمائے گئے۔ جن سے نوع انسانی کی رہبری اور رہنمائی کا طریقہ حیات، ضابطہ حیات اور سلیقہ حیات پوری طرح سمجھا دیا گیا ہے۔ تاکہ انسانی نسلیں زندگی گذارنے کے آداب، دنیا کی بے ثباتی سے آگاہی اور خدمت خلق سے آشنائی حاصل کرسکیں۔ انسان دنیا کے کسی کونے میں بھی ہو اسکی بیماری، تنگ دستی، تکلیف، مشکلات اور اسکی فطرتی ضروریات خوراک، لباس، ادویات وغیرہ کو مہیا کرنیکا شعور بیدار کیا۔ انسانی حقوق اور فرائض کا سلیقہ عطا کیا۔ انسانی زندگی کو تحفظ فراہم کرنے کی اولی عبادت کا راستہ دکھایا۔

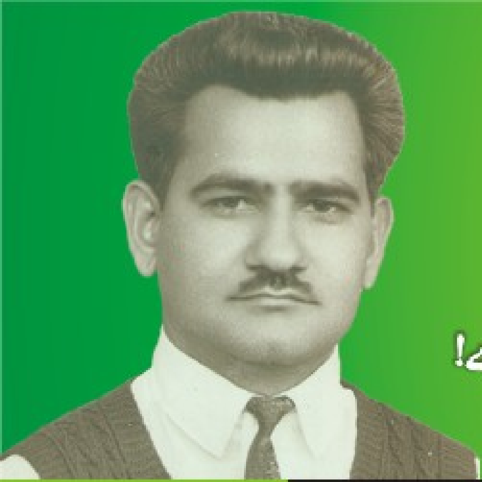

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

لیکن آج انبیاء علیہ السلام کی امتیں یہودی، عیسائی اور مسلمان اپنے اپنے سیاستدانوں اور حکمرانوں کی زیر قیادت مذہبی اقدار کے خلاف ایک اہم درجہ کی بغاوت اور مذہبی تہذیب کو مل کر روندنے کے عمل سے دوچار ہو چکی ہیں۔ تمام انبیاء علیہ السلام کی امتیں انکے نظریات اور تعلیمات کو معبد، کلیسا اور مسجد میں پابند سلاسل کر چکی ہیں۔ انکا سرکاری مذہب مغربی جمہوریت رائج پذیر ہو چکا ہے۔ انکی اسمبلیوں کے ممبران انکے پیغمبران کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ دنیا کی تمام دولت، تمام وسائل، تمام مخفی، ظاہری خزانے انکی ملکیت بن چکے ہیں۔ توریت شریف انجیل شریف قرآن شریف کے نظریات اور تعلیمی نصاب کی بجائے مغربی جمہوریت کے نظریات اور انکی روشنی میں مغربی جمہوریت کے پیغمبران کے تیار کردہ قوانین، اصول وضوابط پر مشتمل تعلیمی نصاب کی تعلیم وتربیت ان تمام امتوں کے فرزندان پر سرکاری طور پر نافذ العمل ہو چکی ہے۔ جس نے انکا مذہبی تشخص مسخ کرنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔ اس طرح تمام امتوں کو بے بس، مجبور اور نظریاتی تضاد کے عذاب کا شکار بنایا جا رہا ہے۔

ا۔ اب سوچنا یہ ہے! کیا ہم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔ کیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ ایک ہی نسل اور ایک ہی پیغمبر کی اولاد ہیں۔ کیا ہم تمام امتوں کے فرزندان انبیاء علیہ السلام یا مغربی جمہوریت کے سیاسی قائدین کے امتی ہیں۔

۲۔ کیا ہم پیغمبران کے نظریات اور ان کی الہامی کتابوں کے تعلیمی نصاب پر ایمان رکھتے ہیں یا مغربی جمہوریت کے مذہب کش اسمبلیوں کے ممبران کے تیار کردہ باطل، غاصب تعلیمی نصاب کے پیروکار ہیں۔

۳۔ کیا تمام امتوں کے فرزندان کو حکمرانوں نے مغربی جمہوریت کے باطل مذہب کے ممبران کے نظریات اور نظام کا سرکاری طور پر پابند بنا نہیں رکھا۔ مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کی پیروی کے بعد ہم یہودی، عیسائی اور مسلمان کہلا سکتے ہیں یا پیغمبران اور مذاہب کے منکر، منافق اور باغی۔

۴۔ کیا ہم تمام پیغمبران کی امتوں کے فرزندان کو مغربی جمہوریت کے بے دین دانشوروں اور دین کش سیاستدانوں نے بڑے دھوکے کیساتھ بے بس، مجبور اور سرکاری بالادستی کی بنا پر مغربی جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کے سرکاری پنجرے میں پابند کر کے تمام پیغمبران کا منکر اور منافق بنا نہیں رکھا۔

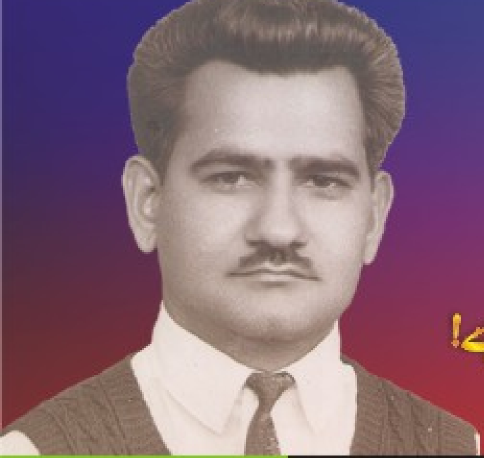

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۔ کیا مغربی جمہوریت کے ملکی سطح کے مادی قوت، انفرادی طاقت کے مادہ پرست اسمبلیوں کے کم وبیش چھ سات ہزار سرمایادار، جاگیردار ممبران کے الیکشن میں کوئی امین، دیانتدار، نیک، صالح، پرہیزگار، متقی، خدمت گذار، مصلح، انسانیت دوست غریب، تنگ دست سادہ وسلیس، قلیل ضروریات حیات کے مالک اور مذہب پرست حصہ لے سکتے ہیں یا ملکی خزانہ اور ملکی وسائل پر قابض اعلیٰ طبقہ کے قلیل سی تعداد کے بااثر مادہ پرست، افرادی قوت کے غاصب سیاستدان یعنی معاشی اور معاشرتی قاتل ہی اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ کیا یہی جاگیردار، سرمایادار ٹولہ اپنی پسند کی حکومتیں لانے کیلئے کروڑوں کے اخراجات برداشت نہیں کرتے۔ کیا انکی ملک پر اجارہ داری مسلط نہیں ہے۔ کیا ان معاشی معاشرتی حکومتی دہشت گردوں کے علاوہ اہل وطن کروڑوں عوام الناس حکومتی ایوانوں، شاہی محلوں، ملکی خزانہ اور وسائل سے محروم نہیں! کیا وہ غربت، تنگ دستی کی زندگی بسر کر نہیں رہے۔

۶۔ کیا امریکہ جیسے ملک میں وسائل اور ملکی دولت پر قابض سرمایادار انشورنس، تیل اور دوسری تجارتی کمپنیوں کے مالکان نے اپنے تحفظ اور اپنی اپنی منفعت اور پسند کے مذہب کش سیاستدانوں اور قائدین کی کامیابی پر اربوں ڈالر کے اخراجات برداشت نہیں کیئے۔ کیا تمام دنیا میں یہی سسٹم رائج نہیں۔ یاد رکھو حکومتی پشت پناہی کرنے والے بے لگام سرمایادار حکمرانوں کے ساتھ مل کر عوام الناس سے گدھوں کی سی محنت، مشقت اور خرکاروں کی طرح قانون کی چابک سے انکے معاشی اور معاشرتی حقوق اعتدال ومساوات کے فطرتی اصولوں کے منافی زبردستی چھینتے اور تذلیل کرتے جا رہے ہیں۔ یہ تو ٹیکسوں کے ذریعہ ہنرمندوں، مزدوروں، محنت کشوں، غریب کسانوں کے خون کا آخری قطرہ بھی نکالنے سے گریز نہیں کرتے۔ وہ تو عوام الناس کی بنیادی ضروریات چھین کر ان کو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رکھنے کے عادی مجرم بن چکے ہیں۔ دراصل مغربی جمہوریت ظالم، بے رحم مادہ پرست غاصب، قاتل درندہ صفات عامروں کی گھناؤنی پناہ گاہ ہے۔ جسکے سائے تلے وہ حصول مادیت اور حصول اقتدار کا کھیل کھیلتے ہیں اور مذہبی اقدار کو کچلنے کا عمل جاری رکھتے ہیں۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے حکومتی ایوانوں اور تجارتی اداروں پر یہ ظالم قابض ہونے کے بعد اب اسی نظام اور سسٹم کے ذریعہ دنیا کے تمام وسائل اور دولت کو اپنے کنٹرول میں لیکر وہ تمام دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ دنیا بھر کے عوام کی غربت، تنگدستی، بھوک، خستہ حالی کی عبرتناک اموات کی اذیتوں کے مجرم ہیں۔ مادہ پرست اور اقتدار پرست نہ یہودی ہوتے ہیں۔ نہ عیسائی اور نہ ہی وہ مسلمان۔ وہ تو مذہب کے نظریات اور تعلیمات کے دشمن اور نمرود، فرعون، شداد، ہامان اور یزید کے نظریات کے پرستار ہوتے ہیں۔

۷۔ کیا مادہ پرست اور اقتدار پرست نمرود، فرعون اور یزید کے پیروکار حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امتوں میں ایک منافق، غاصب اور مذہبی نظریات کے قاتلوں کے روپ میں داخل نہیں ہو چکے۔

۸۔ کیا پیغمبران اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے مصلح ہوتے ہیں یا ووٹ کے ذریعہ مغربی جمہوریت کے الیکشن جیت کر اس مقام پر متعین ہوتے ہیں۔

۹۔ کیا اللہ تعالیٰ کے نظام کو قائم رکھنے کیلئے پیغمبران کی امتوں میں سے سلیم فطرت، نیک، صالح، پرہیزگار، متقی، امین، صادق، دیانتدار، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور منصف اوصاف پر مشتمل پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات کی روشنی میں ایسے افراد کا چناؤ لازم ہے۔ یا نمرود، فرعون اور یزید کے مادہ پرست اور اقتدار پرست مغربی جمہوریت کے پیروکاروں کے تخلیق کردہ نظریات، کردار اور تعلیمات کی روشنی میں باطل، غاصب اور معاشی قتال کرنے والے افراد کو جو دولت اور وسائل کی فرعونی طاقت سے ووٹ حاصل کر کے الیکشن جیتیں ان کو نظام حکومت پیش کرنا بہتر ہے۔

۱۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر مشتمل امریکہ جیسے عظیم ملک میں مادہ پرستوں کا ایک قلیل سا دہشت گرد ٹولہ، یہودیوں اور عیسائیوں کے روپ میں ملکی حکومت، ملکی عوام اسکی معاشیات، ملکی خزانہ، وسائل اور اقتدار پر قابض ہو نہیں چکا۔ کیا یہ چاروں اہل کتاب پیغمبران کی امتوں کے لئے ایک بہت بڑا المیہ نہیں ہے۔

۲۔ کیا اس عالم گیر دہشت گرد حکومتی ٹولہ کو یہودی یا عیسائی یا مسلمان کہنا حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ یا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ علیہ السلام کی امتوں کی توہین نہیں۔

۳۔ کیا انہوں نے امریکہ جیسے عظیم ملک کے تمام کارخانے، ملیں، فیکٹریاں، مختلف کاروباری کمپنیاں اور ہر قسم کی تجارت پر قبضہ کر نہیں رکھا۔

۴۔ کیا ان گنتی کے چند افراد نے امریکی عوام کو معاشی اور معاشرتی طور پر یرغمال بنا نہیں رکھا۔ کیا وہ انکی معیشت اور سیاست پر قبضہ نہیں کر چکے۔

۵۔ کیا وہ امریکہ کے ذریعہ تمام دنیا کی سیاست، تجارت اور معیشت پر قابض ہوتے نہیں جا رہے۔

۶۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام کی امت اپنے ہی ملک میں اس مادی برتری کی بنا پر انکی ملازم بن نہیں چکی۔ کیا مالک اور نوکر، آقا اور غلام، برہمن اور شودر کے طبقے قائم نہیں ہو چکے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۷۔ کیا امریکہ کی تمام دولت، وسائل، خزانہ، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے اور تمام تجارتی ادارے انکی ملکیت بن نہیں چکے۔

۸۔ کیا امریکی عوام انکے تمام اداروں میں لیبر محنت کش اور ملازم نہیں بن چکے۔

۹۔ کیا وہ محنت کشوں سے ان اداروں میں گدھوں کی طرح سخت محنت اور مشقت سے کام نہیں لیتے۔

۱۰۔ کیا وہ خرکاروں کی طرح اپنی انتظامیہ کی تلوار سے اپنی مرضی کے مطابق معمولی سی اجرت کی چھڑی کے ذریعہ ہانکتے نہیں آرہے۔

۱۱۔ کیا وہ ٹیکسوں کے ذریعہ انکی رات دن کی محنت، مشقت اور خون پسینے کی کمائی چھین کر اپنی تجوریاں بھرتے نہیں آرہے۔

۱۲۔ کیا نمرود، فرعون، شداد، ہامان اور یزید کے پیروکار حصول مادیت اور حصول اقتدار کی جنگ امریکہ کے عوام سے جیت نہیں چکے۔

۱۳۔ کیا وہ مغربی جمہوریت کے نظریات، کردار اور تعلیمات کو رائج الوقت کرکے ایک لاکھ بیس ہزار پیغمبران کے نظریات، کردار اور تعلیمات کو ایک دجال کی طرح نگل نہیں چکے۔

۱۴۔ کیا وہ یہودیوں، عیسائیوں اور سرمایہ داروں کے روپ میں نمرود، فرعون اور یزید کے کردار کی بدترین شکل اختیار نہیں کر چکے۔

۱۵۔ کیا یہ مادہ پرست اور اقتدار پرست یہودیت کے روپ میں عیسائیت کی مغربی اور امریکی قیادت کو گمراہ کرنے مغربی جمہوریت کے ذریعہ تمام دنیا کے ممالک انکی عوام کو زیر کرنے اور انکی دولت، وسائل پر قبضہ کرنے، بنی نوع انسان کو جنگوں کا ایندھن بنانے، امریکی عوام اور انکی افواج کا قتال کروانے، انکی شہرت کو رسوائے زمانہ کروانے، انکے خلاف نفرت کی آگ جلانے، مذاہب پرستوں کو مسلکوں اور فرقوں میں الجھانے، ملتوں کی وحدت کو پارا پارا کرنے، مذاہب کی امتوں کو ایک دوسرے کے خلاف نفاق اور نفرت کی آگ میں جھونکنے، مذاہب کے نظریات، ضابطہ حیات، اخلاقی اقدار اعلیٰ صفات اور پرتاثیر صداقتوں کو جمہوریت کی بالادستی کی طاقت سے کچلنا، مذاہب پرستوں کا ایک دوسرے کے خلاف جنگیں مسلط کرنا، تمام پیغمبران انکے نظریات، کردار اور تشخص کو مسخ کرکے دوسرے عالمی نظریات کیمونسٹوں، شو شیلسٹوں، ہندوؤں، بدھوں، آتش پرستوں کے پیروکاروں کے سامنے پیش کرنا، کیا یہ ایک لاکھ چابیس ہزار پیغمبران کے سلامتی کے الہامی نظریات، تعلیمات اور ان کے مذاہب کے خلاف ایک دل سوز، عبرتناک سازش نہیں ہے۔

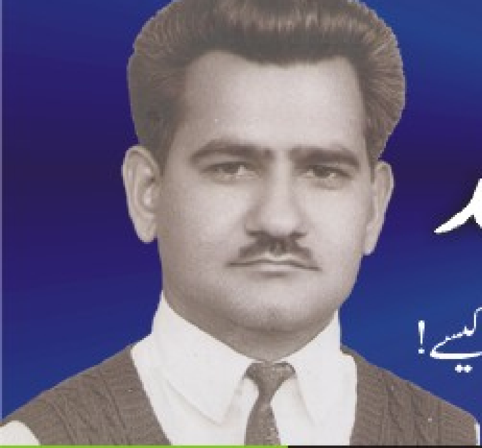

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۶۔ کیا وہ مغربی جمہوریت کے ذریعہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے نظریات، تعلیمات، ازدواجی زندگی سے اجتماعی زندگی تک، چادر اور چاردیواری سے لیکر مخلوط معاشرے تک، اعتدال و مساوات کو فروغ دینے کی بجائے وسائل اور دولت پر قابض ہونے تک، اخوت و محبت کے عمل کو بجالانے کی بجائے اسکو کچلنے تک، انسانیت کا عزت واحترام کرنے کی بجائے اس کو روندنے تک، خالق کی مخلوق کو کنبہ خدا سمجھنے کی بجائے انکو نیست و نابود کرنے تک، بنی نوع انسان کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کی بجائے انکا قتال کرنے تک، دنیا میں عدل وانصاف رائج کرنے کی بجائے اسکو ناپید کرنے تک۔ کیا یہ مغربی جمہوریت کی حکومتی بالادستی کے ذریعہ مذہبی نظریات، اخلاقیات، تعلیمات، ضابطہ حیات پر مشتمل مذہبی تہذیب کو ختم اور نیست و نابود نہیں کر چکے۔

۱۔ کیا جرمن، روس اور دوسرے ممالک نے ان معاشی اور معاشرتی دجالوں کو جو یہودیت کے روپ میں انکے ممالک میں داخل ہوئے۔

۲۔ کیا انہوں نے انکو انکے نمرودی، فرعونی اور یزیدی کردار کی بنا پر ملک بدر نہیں کیا تھا۔

۳۔ کیا عیسائی امت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کی خوبیوں، انکی سیرت، انکے اخلاقیات، انکی صفات، انکے کردار، انکی صداقتوں اور انکی عظمتوں سے آشنا نہیں۔

۴۔ کیا ان کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی محبوب امت کے حسین وجمیل اخلاق و کردار کی پہچان نہیں۔

۵۔ خدارا تمام امتیں مل کر اس فتنہ کو ختم کریں اور اپنے اپنے مذاہب کے سلامتی کے نظام کی پیروی کریں۔ تاکہ دنیا امن کا گہوارا بن سکے۔ آمین

۶۔ کیا جمہوریت کے پرستار سرمایہ دار اور حکمران یہ بات واضح کر سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے جمہوریت کا نظام اور سسٹم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے سلامتی کے نظریات، کردار اور تعلیمات کے متضاد اور الہامی نظام کو کچلنے کیلئے معرض وجود میں نہیں لایا ہے۔

۷۔ کیا جمہوریت کے نظریات، اسکے مذہب کش قوانین اور اعتدال و مساوات کچلنے والے ضوابط کی سرکاری طور پر پیروی کرنے کے بعد کسی بھی امت کا فرزند اپنے پیغمبر کا امتی کہلا سکتا ہے۔

۸۔ کیا مغربی جمہوریت کے نظریات، تعلیمات اور ان پر مشتمل ضابطہ حیات کی تمام ممالک میں حکومتی بالادستی اور تمام ممالک میں تمام انبیاء علیہ السلام کے نظریات، تعلیمات اور ضابطہ حیات کی حکومتی سطح پر محرومی ایک دجال کی طرح چاروں اہل کتاب پیغمبران کے تہذیب وتمدن کو نگلتے نہیں جا رہے۔

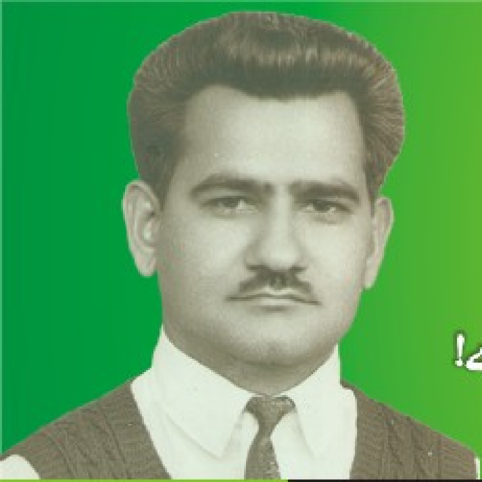

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

٩۔ کیا دنیا کے تمام مذاہب کے حکمران اور جمہوریت کے اسمبلیوں کے ممبران ان حقائق کی روشنی میں ان واقعات کی تردید یا تصدیق فرماویں گے۔

١٠۔ کیا دنیا کی سب سے بڑی عدالت یو این او کے سیکٹری جنرل کوفی عنان اور ان کے صاحب فکر تمام ارکان، دنیا کے سپر پاور کے صدر مسٹر بش صاحب اور تہذیب حاضر کے شاہکار ملک برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر ٹونی بلئیر صاحب اس بارے میں تمام اہل مذاہب کی امتوں کے فرزندان کو اپنی رائے اور اپنی ضمیر کے فیصلہ سے مستفیض فرماویں گے۔

١١۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات اور تعلیمات کے پیروکار ہیں یا نمرود، فرعون، شداد، ہامان کے نظریات اور تعلیمات پر مشتمل جمہوریت کے باطل نظام اور سسٹم کے۔

١٢۔ خدارا اپنی ضمیر کے پاکیزہ، طیب اور منزہ فیصلہ سے تمام امتوں کے فرزندان کو آگاہ فرماویں کیونکہ نظریات کے تضاد کی شکار امتیں ایک مذہبی، الہامی اور روحانی کینسر میں سسکتی، تڑپتی، نفرت، نفاق اور دہشت گردی کے شعلوں میں بھسم نہ ہوتی جائیں

١٣۔ کیا اس تضاد کا منطقی نتیجہ مذہب کشی، نظریات کشی، پیغمبر کشی اور امت کشی نہیں ہوگا۔

١۴۔ کیا اس نظریاتی عالمی دہشت گردی کے نظام کی پیروی کا حتمی نتیجہ اس جہان رنگ وبو کو ایٹمی شعلوں سے خاکستر کرنا نہیں ہوگا۔

١۵۔ تمام مذاہب پرست اہل بصیرت ہستیوں کیلئے کو بنی نوع انسان اور تمام مخلوق خدا کو نیست و نابود ہونے اور اس جہان رنگ وبو اور اس حسین وجمیل کائنات کو بچانے کا وقت ہے۔

١٦۔ یا اللہ جب باطن مذہب کی صداقتوں اور دل رب جلیل کے ذکر میں محو ہو اور ظاہر مغربی جمہوریت کے بے دین، باطل اور غاصب سیاستدانوں اور قائدین کے تخلیق کردہ نظام، احکام اور قوانین وضوابط کے روح سوز عمل سے دوچار ہو۔ تو انسانی ضمیر کے چہرے پر نفرت کے زخم کیوں نہ ناسور بنتے جائیں۔ اے اللہ! تو تمام طاقتوں اور قدرتوں کا مالک اور وارث ہے۔ تیری بارگاہ میں وقت کا فقیر تمام امتوں اور پوری انسانیت کے لئے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے بیٹھا ہے۔ خداوند قدوس تمام امتوں کو انبیاء پرستی، مذہب پرستی، توحید پرستی، سچائی، سلامتی اور ادب جہاں کی منزل کی مسافرت کا مسافر بنا دے۔ یا اللہ ہمیں راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرما دے۔ یا اللہ اس دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنا دے۔ امین۔

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پیغمبران رشد و ہدایت کا چشمہ ہیں

ا۔ احکام خداوندی پیغمبران کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے جاتے رہے ہیں۔پیغمبران نے ہی انسان کو آ گاہی بخشی کہ اس جہانِ رنگ و بو کی تمام تخلیق کا ایک ہی خالق ہے اور تمام مخلوقات میں سے سب سے افضل تخلیق، سب سے اعلیٰ تخلیق، سب سے نفیس تخلیق، سب سے عمدہ تخلیق اور سب سے اشرف تخلیق انسان ہے۔اس کائنات میں انسان کا مقام احسن تقویم کے عمل سے واسطہ ہے۔انسان جتنا اللہ کے قریب ہوگا، اتنا ہی انسانوں کے قریب ہوگا۔انسانوں پر رحم کھانے والے اللہ کی رحمت کے وارث ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے پیغمبران کے ذریعے اپنا اور اپنی مخلوقات اور اشرف تخلیق، احسن تخلیق انسان کا تعارف کروایا۔اللہ تعالیٰ نے پیغمبران پر جو صحیفے نازل فرمائے یعنی زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اور قرآن شریف ان تمام الہامی کتابوں میں انسانوں کے تذکرے اور انکے انجام اور اختتام کے تذکروں کے بارے میں آ گاہی اور رہنمائی فرماتے رہے۔پیغمبران ان صحیفوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ارشادات انسانوں تک پہنچاتے رہے۔نیکی اور بدی، خیر اور شر، گناہ اور ثواب کے راستے بتاتے رہے۔انسانیت کو آگاہ کرتے رہے کہ اللہ کی خوشی انسانوں کی خدمت میں مضمر ہے۔انسانوں پر ظلم نہ کرو، انکی خدمت کرو، انکے دکھوں اور مصیبتوں کا مداوا کرو۔انکی بیماریوں کا علاج کرو، انکو دوا اور شفا عطا کرو۔حاجتمندوں کی حاجت روائی کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور ننگوں کو لباس پہناؤ۔کسی کو جھڑکی نہ دو، کسی کا دل نہ دکھاؤ، انسانوں کے حقوق کا تحفظ کرو۔انہیں پامال نہ کرو اور انسانوں کو خوش رکھنے کیلئے اخلاق حمیدہ کو بروئے کار لاؤ۔انسانوں میں جتنا کوئی انسان محبوب اور مقبول ہوگا اتنا ہی وہ انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب و مقبول ہوگا۔

۲۔انسانوں سے نفرت، ظلم، حق تلفی، دھوکہ، فریب، معصوم و بے گناہ بچوں، بوڑھوں، اماں حوا کی دختران اور انسانوں کا بیجا قتال کرنے والا نہ پیغمبران کا امتی کہلا سکتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی قربت اسکا نصیب بن سکتی ہے۔

۳۔نیکی اللہ کی قربت کا وسیلہ اور بدی اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب بنتی ہے۔

۴۔ وہ مال، وہ دولت، وہ وسائل اور وہ خزانہ جو انسانوں کا معاشی قتال کر کے اکٹھا کیا ہو جو مال ظلم اور جبر کے ذریعہ چھینا گیا ہو۔جو ملی دولت قانونی جرائم سے اکٹھی کی گئی ہو اور جو وسائل، اقتدار کی نوک پر زبردستی لوٹے گئے ہوں۔اس ملکی ملی دولت کا استعمال، اسکے وسائل، اسکا خزانہ، چند سیاستدان، حکمران اور انکی اعلیٰ سرکاری مشینری کے وارثان کی ملکیت، انکی تعیش کی زندگی گذارنے کا سبب بن چکی ہو۔جہاں اعتدال و مساوات کو کچل دیا گیا ہو

۵۔جہاں اقتدار کی نوک پر ملکی دولت، وسائل اور خزانہ لوٹا جا رہا ہو۔ ایسی حرام کی کمائی سے غریب کی مدد و معاونت کی نیکی ایک بدترین بدی کو جنم دیتی ہے۔

اس دولت سے مساجد تعمیر کروانا اور درس و تدریس جاری کروانا اور حج کرنا اور کروانا رفاعی کام سرانجام دینا۔یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے خلاف انکی بداعمالیوں اور بھیانک ظلم کے منہ بولتے جرائم ہیں۔ مذہب کی نگری میں یہ اعمال ایک بہت بڑا ظلم اور گناہ عظیم ہے۔

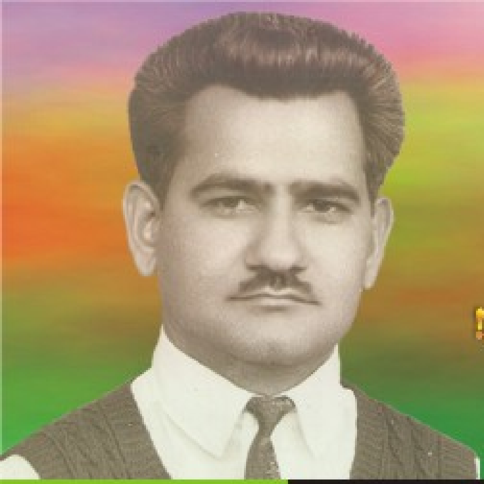

بابا جی عنایت اللہ

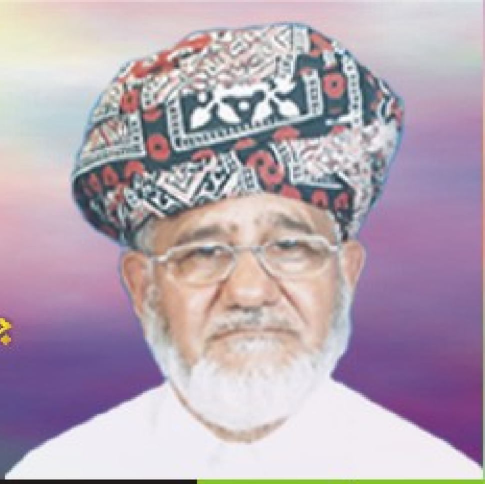

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پیغمبران رشد و ہدایت کا چشمہ ہیں

۶۔ جو دور، جو نظام اللہ تعالیٰ کے آئین، نظریات، منشور، اسکے بتائے ہوئے ضابطہ اخلاق، ضابطہ اعتدال و مساوات، ضابطہ حیات، ضابطہ تعلیم اور ضابطہ نصاب سے باہر ہوگا وہ دور ظلم و بربریت اور بدی کا دور ہوگا۔

۷۔ انسانیت کی عزت واحترام خداوند قدوس کے احکام کی روشنی کی بجا آوری میں ہے، انکی بغاوت میں نہیں۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کیلئے انسانی دل اور اسکے ذکر کیلئے انسانی زبان درکار ہے

۹۔ انسانی فلاح احکام خداوندی کی بالادستی اور پیروی میں مضمر ہے۔

۱۰۔ اللہ کی کتب انسانوں کے ذکر، انسانوں کے آغاز اور انجام سے آگاہی بخشتی ہیں۔ اللہ کی خوشی انسانوں کے ادب، انکے احترام، انکی عزت نفس، انکی خدمت، میں مضمر ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی اعلیٰ، عمدہ صلاحیتیں بخشیں، جس سے وہ اپنے خالق، اپنے مالک، اس کائنات اور اس فانی جہان رنگ وبو میں غور اور فکر کرے

۱۲۔ اس عارضی ٹھکانے میں اپنے خالق کو پہچانے اور اسکی مخلوق کو راہِ راست دکھائے اور فلاح کے متلاشی انسانوں کو انعام یافتہ انسانوں کا راستہ دکھائے۔

۱۳۔ حق کی نورانی روشنی سے باطل کدہ اور ظلمت کدہ کو روشن کرے۔

۱۴۔ انسانوں سے منہ موڑ کر خدا کی تلاش ممکن ہی نہیں اور نہ ہی ایسا متلاشی کامیاب ہوسکتا ہے اور فلاح پا سکتا ہے۔

۱۵۔ انسانیت کی عزت اور نیک سلوک ہی نیکی ہے۔ خدا کے احکام کی بجا آوری کا زمانہ ہی انسان کی سرفرازی کا زمانہ ہوتا ہے۔

۱۶۔ اللہ سے پیار کرنے والے انسانوں سے بیزار اور انکی خدمت سے غافل نہیں ہوے اور انسانوں سے بیزار اور انکو تکلیف دینے والے اللہ کے قریب نہیں ہو سکتے۔

۱۷۔ انسانوں کا بیجا قتال اور انسانیت کا معاشی قتال کرنے والے قربت خداوندی کے وارث نہیں ہو سکتے۔

۱۸۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی، اسکے اور اسکے نظام کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔ یا اللہ! انسانیت کو اس ظلم سے آگاہی اور اس سے نجات کا شعور عطا فرما۔ تاکہ انسانیت سکھ کا سانس لے سکے۔ تیری قربت حاصل کر سکے۔ تیرے احکام کی بجا آوری کر سکے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۹۔یا اللہ۔ہمیں ایٹم بموں، ایٹمی پلانٹوں، ایٹمی میزائلوں اور اسلحہ سازی کے مہلک ہتھیاروں اور خودکش حملہ آوروں کی بھڑکانے والی دوزخ کی آگ سے نجات کا کوئی وسیلہ عطا فرما۔

۲۰۔انسانی زندگی کا قافلہ اس جہان فانی میں پنپتا، پھلتا، پھولتا اور پھیلتا چلا آ رہا ہے۔یہ انسانی قافلہ مختلف مراحل، مختلف ادوار، مختلف واقعات اور مختلف اوقات سے گذرتا ہوا ایک لامتناہی سفر اور ایک نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں اور تسلسل کے ساتھ گامزن ہے۔انسانی زندگی کی آفرینش کا عمل جنسی فطرتی قوت میں مضمر ہے۔جنسی قوت انسانی تخلیق کا سبب ہے۔مرد وزن کے جنسی ملاپ سے تخلیق کا عمل جاری ہوتا ہے۔اسی لطیف اور پرلطف جنسی جذبے سے اس کائنات کی شاہکار تخلیق یعنی انسان پیدا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کو جاری رکھنے کیلئے ازدواجی زندگی کا ایک پرکشش ضابطہ حیات پیغمبران کے ذریعے انسانیت کو عطا کیا۔جس سے میاں بیوی، ماں باپ، بہن بھائی، بیٹا بیٹی، دادی دادا کے رشتوں کا ارتقائی عمل جاری رہا۔ایک کنبہ ایک خاندان کی بنیاد رکھنے کا ازدواجی طریقہ کار پیغمبران خدا نے انسانیت کو متعارف کروایا۔ان آسمانی خونی رشتوں کا ادب ومحبت اور تقدس کا شعور بھی عطا فرمایا۔پیغمبران نے انسانوں کو بتایا کہ زندگی اور موت دینے کی قدرت اسی صانع عظیم کو ہے جو تمام جہانوں کا مالک اور خالق ہے۔انسان کو زندگی اور موت دینے کی قدرت رکھتا ہے۔اسی مالک کل نے مقصد حیات اور عرصۂ حیات کا حکم دے رکھا ہے۔

۲۱۔پیغمبران معصوم ہر خطا سے مبرا اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی نشانی ہوتے ہیں۔پیغمبران صاحبِ صفات ہوتے ہیں۔کسی پیغمبر کو ماننے والوں میں انکی صفات کا پرتو ہوتا ہے۔پیغمبر انسانوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی منزل کا مسافر بنا دیتے ہیں۔ہر ماننے والے کے دل میں قرب الٰہی کی تمنا اور خواہش موجزن کر دیتے ہیں۔پیغمبر کی صفت ہوتی ہے کہ وہ باغی معاشرے اور اخلاقی طور پر گمراہ اور تباہ معاشرے کو اللہ کے فضل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شعور عطا کرتے اور اسکے حصول کا مژدہ سناتے ہیں۔بدنصیبوں کو خوش نصیبی کا پیغام دیتے ہیں۔گناہوں کو نیکیوں میں بدلنے کا راستہ دکھاتے ہیں۔عزت وفضیلت کی خلعت حاصل کرنے کی عقدہ کشائی فرماتے ہیں۔انکی تعلیمات انسانوں کو فلاح کے راستے پر گامزن کر دیتی ہے۔انکے نظریات پر مشتمل ضابطہ حیات انسانوں کی روحانی دنیا کو آباد کرتا ہے۔بنی نوع انسان کیلئے اس دنیا کو خیر کا مسکن بنا دیتے ہیں۔جب تک انکے دلوں میں ایمان کا چراغ روشن رہتا ہے۔اس وقت تک پیغمبران کی تعلیمات اور انکے کردار کی صفات کی روشنیاں اس دنیا کے خلمت کدہ کو منور کرتی رہتی ہیں۔ان سے دنیا میں امن کے نسخے مرتب ہوتے رہتے ہیں۔دنیا امن وسکون کی آماجگاہ بنی رہتی ہے۔

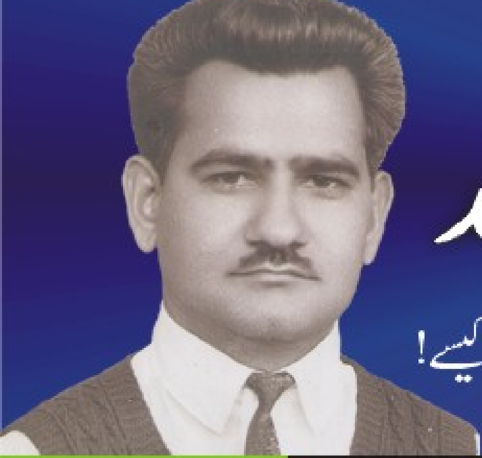

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جب انکے ماننے والے، انکے پیروکار انکا بتایا ہوا سیدھا راستہ بھول جاتے ہیں۔ انکی روحانی اور الہامی تعلیمات ، انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات کو ترک کر دیتے ہیں۔ انکے عمل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ دنیا میں وہ امتیں پیغمبران سے منسوب تو رہتی ہیں۔ لیکن وہ انکی منکر اور منافق بن کر دنیا میں بدامنی اور تباہی کا راستہ اختیار کر لیتی ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام کے دم سے انسانوں میں جو اخلاق اور صفات کی تکمیل میں نکھار پیدا ہوا، انکو عزت و مرتبہ نصیب ہوا، انکو پہچان ملی، انکو عالی مرتبہ ملا، انکو تہذیب و تمدن میں انفرادی اور اجتماعی عروج ملا۔ سچائی اور صداقت کا تقدس قائم ہوا۔ انکی امتوں کے منکر اور منافق سیاستدانوں کے دانشوروں اور اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ جمہوریت کے نظریات، اسکی تعلیمات، اسکے کردار اور اسکے ضابطہ حیات کی سرکاری سطح پر ملکوں میں بالادستی قائم کر کے، پیغمبران کے نظریات، انکی تعلیمات، انکے کردار کی اور انکے ضابطہ حیات کی شمعیں گل کرتے اور انکو حرف غلط کی طرح مٹاتے چلے آرہے ہیں۔ وہ انسانوں کو مادیت کے حصول اور اقتدار کی ہوس کی جنگ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا راستہ ترک کر دیتے ہیں۔ یہ پیغمبران کی امتوں میں جمہوریت کے سیاسی رہبر کے روپ میں ایک بدترین رہزن بن کر ابھرتے ہیں۔ اور پیغمبران کی تیار کردہ تہذیب و تمدن کو راکھ کا ڈھیر بنا دیتے ہیں۔ یا اللہ تو انسانوں کو ان کی گرفت سے نجات دلا۔ انکو جمہوریت ، آمریت اور بادشاہت کے فتنہ کی تباہی سے بچا۔ انکو پیغمبران کے کردار اور عمل کے ضابطہ کی سرکاری بالا دستی عطا فرما۔ امین۔

۲۲۔ پیغمبران کو ہر دور کے مطابق بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہتری کیلئے پیغام صداقت اور اخلاق حمیدہ کو سنوارنے کے فرائض ملتے رہے۔ انکے رنگ مخصوص اور جزوی تھے۔ مثلاً ازدواجی زندگی کے اصول اور ضابطے، حرام اور حلال رشتوں کی تمیز اور اہل کتاب پیغمبران کے ازدواجی رشتوں کی نشاندہی۔ انکی شریعتوں میں کمی بیشی ہوتی رہی۔ ہر پیغمبر کے دور میں انسانوں کے دلوں میں انفرادی اور اجتماعی اخلاقی صفات میں انقلاب پیدا ہوتا رہا۔ انکے ذریعہ صفات کے معجزات پھیلتے رہے۔ ان پر آسمانی، روحانی اور الہامی صحیفوں کا یکے بعد دیگرے نزول ہوتا رہا۔ انسانیت کے ارتقا اور نبوت کے ارتقا کا عمل فاطر کی طرف سے جاری رہا۔ حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ انبیا علیہ السلام کی کڑی کے آخری نبی الزماں ﷺ دنیا میں تشریف لائے۔ انکی وساطت سے اخلاق، صفات اور صداقتوں کو تکمیل نصیب ہوئی، انہی کے ساتھ نبوت بھی پایہء تکمیل تک پہنچی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ، حضرت عیسیٰ روح اللہ اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کو رسول اللہ اور رحمت اللعالمین کے مقدس القاب اور ناموں سے پکارا گیا۔

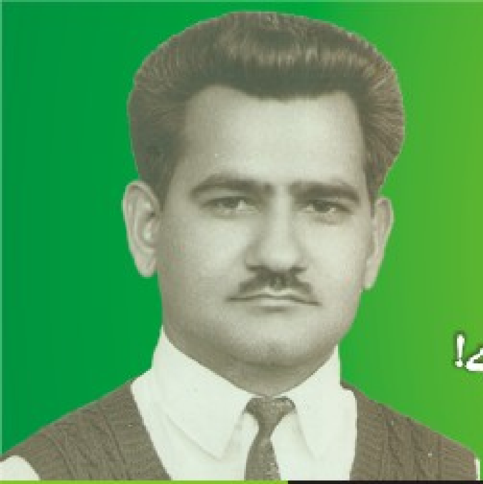

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پیغمبران رشد و ہدایت کا چشمہ ہیں

۲۳۔ پیغمبران کی رسالت کے جزوی رنگ بتدریج ترقی کی انتہائی منازل کی طرف گامزن رہے۔انسانی معاشرے کی تشکیل اور نشوونما بھی ہوتی رہی اور اخلاق وصداقت کی تکمیل بھی جاری رہی۔خیر اور شر بھی اپنی منازل طے کرتی رہیں نمرود آیا تو اسکے روبرو حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی تشریف لائے ،فرعون آیا تو انکے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آئے ،حضرت عیسیٰ علیہ الاسلام کو بھی سردار چڑھانے کا عمل جاری رہا۔اور یزید آیا تو انکے روبرو حضرت امام حسین علیہ السلام بھی تشریف لائے ۔وہ خیر کے داعی، حسن اخلاق، حسن کردار، حسن صفات اور صداقتوں کے حسن کی تاثیر اور انکے سفیر ہیں۔وہ حاصل کی بجائے ایثار کے علمبردار ہیں۔وہ محبت واخوت کی عبادت سے سرشار ہیں۔وہ اصلیت سے آشنا اور قربت الٰہی کی خلعت سے سرفراز ہیں۔ان انبیا علیہ السلام کا بتایا ہوا راستہ کہ انسان کا قرب ہی اللہ تعالیٰ کی قربت کا وسیلہ ہے۔جو انسان سے قریب ہونے سے انکاری رہا اسکا حشر کیا ہوا۔اسے اہل مذاہب خوب جانتے ہیں۔وہ شیطان الرجیم بن کر رہ گیا۔اللہ تعالیٰ ہمیں نمرود، فرعون، یزید اور شیطان الرجیم کے قائدین اور انکے پیروکاروں کی شر سے محفوظ فرمائیں۔امین۔

۲۴۔اللہ کا راستہ تنہائی میں دستیاب اور دریافت ہوتا ہے۔بندے اور خدا کا تعلق تنہائی میں بحال ہوتا ہے۔عبادت کی گرہ کھلتی جاتی ہے۔قربت خداوندی کے بعد مقرب کی زندگی انسانوں کے ہجوم میں سے گذرتی ہے۔انسانوں کی خدمت، ادب ، احترام اور انکی محبت میں گذرتی ہے۔یہی راستہ عبادت کی ارتقا کا راستہ ہے۔تنہائی کی عبادت انسانوں کی خدمت کی معراج کی عبادت سے واصل کراتی ہے۔اگر بنی نوع انسان کے لئے عبادت صرف یادحق ہی سے پایہء تکمیل تک رسائی حاصل کرسکتی۔تو نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کبھی غار حرا سے باہر نہ آتی۔انسان جتنا اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے۔اتنا ہی وہ مخلوق کے قریب ہوتا ہے۔آج دنیا میں اقتدار اور حکومتیں مذاہب کی تعلیمات کے خلاف ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔جو نہ تو اس راستہ سے گذر کر آئے ہیں اور نہ ہی اس راستہ کے مسافر ہیں۔جنہوں نے اس دنیا کو ظلمت کدہ میں بدل رکھا ہے۔وہ حکمران کتنے بدنصیب ہیں جو مذہب کی اعلیٰ اقدار کو کچل کر جدید جمہوریت اور بادشاہت کے مذہب کی گمراہی کا عمل جاری کیئے ہوئے ہیں۔اگر انسان کسی انفرادی مقصد کے حصول کیلئے مخلوق خدا کی خدمت مخلوق خدا کا ادب مخلوق خدا کی عزت واحترام اور مخلوق خدا سے محبت کرتا ہے تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کی قربت کا سبب نہیں بنتا۔اگر یہ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کیلئے کرتا ہے تو یہ تمام اعمال انسان کو قربت خداوندی کی منزل سے ہمکنار کردیتے ہیں۔

پیغمبران رشد و ہدایت کا چشمہ ہیں

۲۵۔ہم مذہب کے نام پر ایک دوسرے سے نفرت کر رہے ہیں۔ایک دوسرے سے الگ ہو رہے ہیں ۔ایک دوسرے کے عقیدے کے خلاف دست و گریباں ہو رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو برداشت نہیں کر رہے ہیں ۔ایک دوسرے کے خلاف جنگیں کر رہے ہیں۔نفرت کی آگ پھیلا رہے ہیں۔بنی نوع انسان اور تمام مخلوقات اور اس جہان رنگ و بو کی تباہی کا آخری سامان اکٹھا کر رہے ہیں۔پیغمبران کے راستے کے علاوہ یہ تمام جمہوری اور بادشاہی راستے نمرود فرعون اور یزید کے راستے ہیں جن پر دنیا کے یہ سیاسی دانشور اور انکے حکمران پوری انسانیت کو اس باطل راستہ پر گامزن کیئے بیٹھے ہیں۔۔یہ تمام مادہ پرستی اور حصول اقتدار کے نظریات خدا کے خلاف جنگ کے راستے ہیں۔اللہ تعالیٰ اور اسکے پیغمبران کی بات غور سے سن لو اور فکر سے کام لو۔ہم جن انسانوں کو برداشت نہیں کرتے وہ کس کی تخلیق ہیں ۔انکو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے نافرمانوں اور نہ ماننے والوں کو بھی تخلیق فرمایا۔پیغمبران کی تعلیمات ، انکے نظریات ، انکے اخلاق حمیدہ ، انکی صفات تمام انسانیت کی میراث ہیں۔ان پر کسی ملت اور کسی ملک اور کسی قوم اور کسی فرد کی اجارہ داری نہیں ہے ۔تمام مذاہب کی امتیں اور پوری انسانیت ان سے استفادہ کرسکتی ہیں۔کافر کو، منکر کو اور نہ ماننے والے کو اللہ کی خوشنودی کیلئے دعوت حق دی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرنے کی دعوت بھی دو اور انہیں جینے کا حق بھی دو۔ایمان نہ لانے والوں کو پیار بھی دو اور انکے ادب و محبت اور انکے حقوق کا تحفظ بھی کرو۔پیغمبران کی تعلیمات کی روشنی کو دنیا میں پھیلانے کا حکم ہے۔انسانوں کو راہ راست دکھانے کا حکم ہے۔مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا حکم ہے۔ان پر شفقت کرنے کا حکم ہے۔انکو بیماری میں دوا دینے اور شفا تک خدمت کرنے کا حکم ہے۔انکے زخموں پر مرہم پٹی کرنے کا حکم ہے۔بھوکوں کی بھوک مٹانے کا حکم ہے۔انکو راحت اور سکون مہیا کرنے کا حکم ہے۔

۲۶۔فرعون کی طرح گھر گھر بچے قتل کروانا۔دہشتگردوں کے نام پر معصوم و بیگناہ انسانیت کا قتال اور بستیوں کی بستیاں تباہ کرنے کا عمل۔اسلحہ کی برتری پر انسانوں کو خاکستر اور نیست و نابود کرنے کا عمل، رات کے اندھیروں میں ملکوں پر بلا جواز ڈیزی کٹر بموں، نیپام بموں، نائٹروجن بموں کی بارشیں اور تباہی پھیلانے کا عمل۔کمزور اور غیر ترقی یافتہ اقوام کو میزائلوں سے تباہ کرنے کا عمل۔دلوں پر حکومتیں کرنے کے اعمال سے اجتناب کرنے کا عمل۔کمزور اور غیر ترقی یافتہ اقوام کو اپنے مال و جان کی تحفظ کی خاطر خود کش حملوں پر مجبور کرنے کا عمل۔یہ سب نمرود، فرعون اور یزید کی تعلیمات اور انکے نظریات کی کامیابیوں کے عمل ہیں۔یہ سب حضرت موسیٰ علیہ الاسلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امتوں کے منکروں اور منافقوں کے سیاہ کردار ہیں۔جو ان طیب اور مقدس پیغمبران کی ہستیوں کے نظریات اور ضابطہ حیات کو، انکی تعلیمات اور انکی تہذیب کو کچلنے کیلئے بین الاقوامی سطح پر انکے خلاف مذہب کے منافقوں اور منکروں کی ایک عالمگیر سازش ہے۔جو انکی امتوں کو اقوام عالم میں ختم کرنے، انکو رسوا اور نادم کرنے کا رول ادا کر رہے ہیں۔اس فتنہ کو روکنا ہر پیغمبر کی امت کا فرض بنتا ہے۔کہ وہ حقائق کی روشنی میں جمہوریت ، آمریت اور بادشاہت کے فرعونوں اور یزیدوں کے نظریات اور نظام کو بدلیں۔ادیان عالم کی قندیلیں اس باطل نان کریچن جمہوریت، باطل آمریت، غاصب بادشاہیت کے ظلمت کدہ میں روشن کریں۔یا اللہ تمام امتوں کو کلمہ حق پڑھنے کی توفیق بخش۔آمین

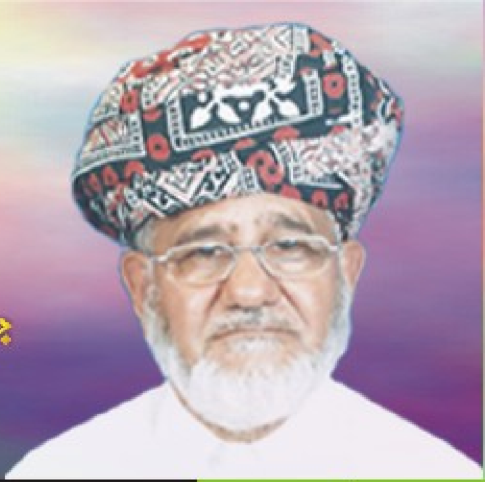

پیغمبران رشد و ہدایت کا چشمہ ہیں

۲۷۔ انبیاء علیہ السلام کا ادب، ان سے محبت، انکی تعلیمات کی پیروی کرنا انکی امتوں کیلئے باعث حصول نجات ہے۔

۱۔ انبیا کی قربت انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات، انکے اخلاقیات، انکے حسن عمل، انکے حسن کردار، انکی اعلیٰ، عمدہ صفات کی پیروی میں مضمر ہے۔

۲۔ پیغمبران کا وجود انسانیت کیلئے باعث نجات بھی ہے اور باعث بخشش بھی۔

۳۔ وہ اپنے اپنے ادوار میں ظالموں، غاصبوں اور گمراہوں کو الہامی تعلیمات دے کر راہ ہدایت سے آشنا فرماتے رہے۔

۴۔ پیغمبران کی صفات کا حصول قربت خداوندی کا ذریعہ۔

۵۔ انکے نظریات، ایک پر لطف اور پر سوز ہدی خواں کی آواز۔

۶۔ انکا حسن اخلاق، دلوں کا سکون۔

۷۔ انکا حسن کردار، انسانوں کیلئے اخوت و محبت کا پیغام۔

۸۔ انکا ضابطہ حیات، زمانوں کا رخ بدلنے والا کرشمہ۔

۹۔ وہ مایوسیوں میں امید کے چراغ جلاتے، وہ فانی کو حیات جاوداں عطا کرتے۔

۱۰۔ وہ انسانوں کی تکلیفوں کو دیکھ کر پریشان اور آزردہ ہوتے۔

۱۱۔ وہ غریبی میں بادشاہی اور بادشاہی میں فقیری عطا کرتے۔

۱۲۔ وہ توحید کا درس دیتے، وہ فانی جہاں کی عقدہ کشائی فرماتے۔

۱۳۔ وہ اعتماد کی منزلیں طے کرواتے، وہ امیدوں کے چراغ جلاتے۔

۱۴۔ وہ دنیا کی راہیں آسان فرماتے، وہ بارگاہ الٰہی میں جھکے ہوئے سر کو سرفرازی سے ہمکنار ہونے کی آگاہی فرماتے۔

۱۵۔ انکے نوازے ہوئے لوگ اس جہان رنگ و بو میں ماہتاب و آفتاب ہوتے۔

۱۶۔ انکی فکر انکی نگاہ کا کرشمہ، وہ ہر دور میں اپنے ماننے والوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

۱۷۔فصاحت اور بلاغت انکی عطا کی ہوئی کرم کی رفعتیں اور فضل کے اعجاز ہوتے ہیں

۱۸۔وہ لوگ ہی ڈوبتی نیا کو پار لگانے کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔

۱۹۔وہ مخلوق خدا کو بھولے ہوئے اور ترک کیے ہوئے راستہ کی آگاہی فرماتے اور اس پر گامزن کرنے کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔

۲۰۔وہ زمانے کی سوچ کو بدلتے ہیں۔

۲۱۔وہ ایک آہنی دیوار کی طرح باطل اور غاصب نظریات کے سامنے ڈٹ جاتے ہیں

۲۲۔وہ خیر کے مسافر اور خیر کے داعی ہوتے ہیں۔

۲۳۔وہ آنیوالے زمانے کا رخ بدلنے کے فرائض ادا کرتے ہیں۔

۲۴۔وہ انسانی فلاح کا قافلہ پھر سے تیار کرتے ہیں۔

۲۵۔وہ پیغمبران کے نقش قدم پر چلنے کا پھر سے سبق دہراتے اور دنیا کو پرامن گذرگاہ بنانے کا عمل پھر جاری کر دیتے ہیں۔

۲۶۔یا اللہ بنی نوع انسان کو دین و دنیا کی فلاح اور آسودگی عطا فرما۔امین۔

۲۷۔وہ انبیا علیہ السلام کے نظریات اور کردار کے وارث ہوتے ہیں۔

۲۸۔امت محمدی ﷺ کے افراد اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو مانتے اور توحید کو تسلیم کرتے ہیں۔وہ سلسلہ انبیاء علیہ السلام پر یقین رکھتے ہیں۔انکی نماز ان سب انبیاء علیہ السلام کو ماننے،انکی الہامی کتب کو تسلیم کرنے اور ان پر درود وصلوٰت بھیجنے سے قائم ہوتی ہے۔ہر نبی نے پہلے نبی کی امت کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور انکو فلاح کا راستہ دکھایا۔مذہب پرست تہذیبیں ابھرتی اور ختم ہوتی رہیں۔زمانے کے ساتھ ساتھ تہذیب وتمدن کا ارتقائی عمل جاری رہا۔اسی طرح انبیاء علیہ السلام یکے بعد دیگرے اس دنیا میں تشریف لاتے رہے۔اسی طرح انکی تعلیمات اور شریعت کا نظام بھی ارتقائی عمل سے گذرتا رہا۔حضرت آدم علیہ السلام سے سلسلہ انبیا علیہ السلام کا آغاز ہوا۔حضرت نوح علیہ السلام،حضرت ابراہیم علیہ السلام،حضرت اسحٰق علیہ السلام،اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔انکے بعد حضرت داؤد علیہ السلام،حضرت موسیٰ علیہ اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ علیہ وسلم ایسے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے جو صاحب کتاب ہیں۔وقت کے ساتھ ساتھ اخلاق وصفات میں برتری پیدا ہوتی رہی۔صداقتوں کی شمعیں روشن سے روشن ہوتی رہیں۔جزوی رنگ تکمیل کی منازل طے کرتا رہا۔انفرادی اور اجتماعی اخلاق و کردار میں انقلاب پیدا ہوتا رہا۔اخلاق واوصاف بہتر سے بہتر ہوتے رہے۔

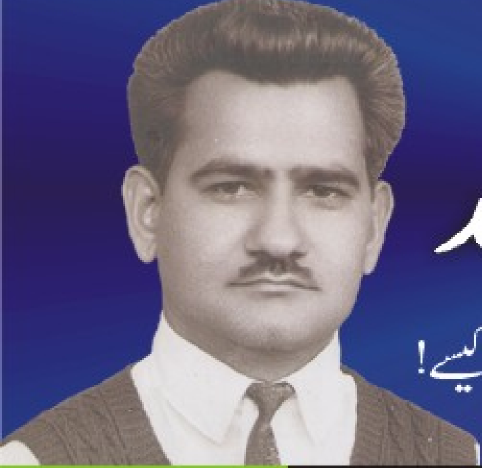

پیغمبران رشد و ہدایت کا چشمہ ہیں

۲۹۔ پیغمبران کے اخلاق کا معیار خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ انکی سیرت کی تاثیریں انسانی دلوں میں اترتی اور انکو تسخیر کرتی جاتی ہیں۔ مصلحین عالم میں پیغمبران کے حسن اخلاق، حسن کردار، حسن صفات کا مقام اس لئے ممتاز ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی انسان کی سوچ کا حصہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ تمام صفاتی صداقتیں اللہ تعالیٰ نے پیغمبران کو ودیعت کی ہوتی ہیں۔ موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور آخری نبی الزماں کو اللہ تعالیٰ نے رحمت العالمین ﷺ کے لقب سے پکارا۔ تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ تمام پیغمبران کی امتوں کو ان حقائق پر غور کرنا ہوگا۔ اس فطرت کے ارتقائی عمل اور اسکے فطرتی نظام کو سمجھنا ہو گا۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں راہ ہدایت بخشیں۔ آمین۔

۳۰۔ تمام مصلحین عالم کے ماننے والوں کو اور تمام پیغمبران کی امتوں کو اور پوری انسانیت کو رحمت العالمین ﷺ نے دعوت فکر دی اور دین کی تبلیغ کا عمل جاری کیا۔

۱۔ آپکی ﷺ سیرت صفات کی مظہر، صداقتوں کی محافظ، حسن اخلاق کی تفسیر، حسن کردار کی تکمیل، حسن اخلاق کا منبع۔

۲۔ آپکی ﷺ شخصیت سے تمام صفات کی تکمیل ہوئی، صفات کو عروج ملا، صفات کو اعلیٰ و افضل مقام ملا، صفات کو تقدس ملا، صفات کو پہچان ملی۔

۳۔ آپ ﷺ ہی سے اس جہان فانی میں صداقتوں کا نور منور ہوا۔

۴۔ آپ ﷺ کی شخصیت میں رسالت کی تکمیل ہوئی۔

۵۔ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب تمام آسمانی صحیفوں سے ماورا اور حرف آخر ہے۔

۶۔ آپ ﷺ کو اس کائنات میں معلم اخلاق بنا کر بھیجا گیا۔

۷۔ آپ ﷺ ہمیشہ غریبوں، مسکینوں محتاجوں اور بے کسوں سے عملی ہمدردی، حلیم مزاجی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے۔

۸۔ آپ ﷺ نے دنیا میں اعتدال و مساوات کا اعلیٰ ترین اور عمدہ ترین نظام پیش کیا۔

۹۔ آپ ﷺ انسانوں کیساتھ شفقت کرتے، منکروں اور مشرکوں سے ادب سے پیش آتے اور غلاموں پر شفقتوں کی بارشیں کرتے۔

۱۰۔ آپ ﷺ کی غلامی کا کمال یہ ہے کہ آج بھی آپ ﷺ کی غلامی سرفرازی کی علامت کا وسیلہ ہے۔

۱۱۔ خلق عظیم آپ ﷺ کی صفت اور آپ ﷺ کی صفت خلق عظیم ہے۔

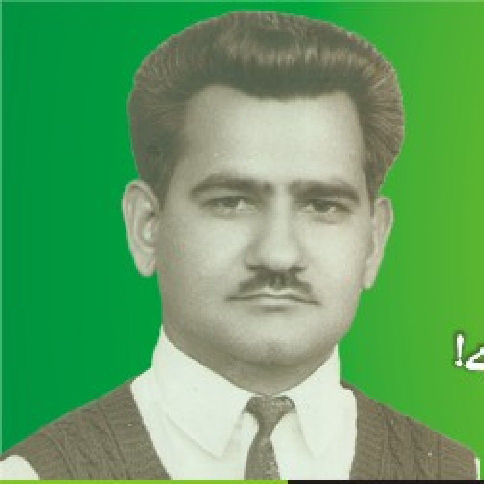

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۲۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمتِ مجسم بنا کر بھیجا۔

۱۳۔ رحم اخلاق کی بہترین صفت ہے اور حیا اسلام کا عمدہ ترین خلق ہے۔

۱۴۔ یہ رحمت العالمین ﷺ کے اوصاف حمیدہ ہیں۔

۱۵۔ دنیا کے تمام مفکرینِ اخلاق نے جتنے بھی اخلاقی ضابطے، اخلاقی قوانین، اخلاقی اصول تیار کیے ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی ان صفات کی مظہر ہے۔

۱۶۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت ہے۔

۳۱۔ آج کے مادہ پرست دور میں جب انسان ہوس پرستی، زر پرستی اور اقتدار پرستی میں گم ہو چکا ہے۔ آج کے انسان کو یہ بات سمجھنے اور باور کرنے میں مشکل پیش آئے، کہ وہ انسان جو انبیا علیہ السلام کا امام ہو، قبیلے کا سردار ہو، جس کا نام لوگوں کے دلوں کو جلا بخشتا ہو، جس کا نام لوگوں کے ایمان کا حصہ ہو، جس کا علم لوگوں کے دلوں پر جاری ہو، جس کے اشاروں پر آج بھی لوگ جان نثار کرنے کو سعادت سمجھتے ہوں، جسکے اخلاق لوگوں کیلئے عبادت بن چکے ہوں۔ جسکی صفات لوگوں کی رہنمائی کا درس بن چکی ہوں، جس کے پاس رحمت کا بحر بیکراں موجود ہو، جسکے پاس عروج کی انتہا ہو، اس انسان کے جسم پر پیوند دار لباس ہو، جسکے جوتے پر پیوند اپنے دست مبارک سے لگائے گئے ہوں۔ جس انسان کی ضروریات قلیل سے قلیل ہوں۔ جس کو دولت معراج عطا ہو۔ جو انسان امانت، دیانت، شرافت، صداقت اور ایفائے عہد کا پیکر ہو۔ جسکی زندگی ایسی سادہ اور پر کشش ہو۔ جسکے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسوہ ء حسنہ کا خطاب موجود ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ ایسے معلم اخلاق ہیں کہ اخلاق کی تکمیل آپ ﷺ کے دم سے ہے۔ آپ ﷺ پر نبوت کی تکمیل ہوئی۔ انسان کو انسانیت کی معراج کی آگاہی بخشی۔ تمام انبیا علیہ السلام پر، انکی آل پر، انکی امتوں پر اور حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر، انکی امت پر، انکی آل پر درود و سلام قبول ہو۔ یا اللہ تمام انبیا علیہ السلام کی امتوں کے منافقین اور منکرین کو راہ راست دکھا۔ امین۔

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

مذہب کی صداقتوں اور جمہوریت کی صداقتوں کا تضاد

آؤ مل کر اس دور کے دنیا بھر کے جمہوریت پسندِ سیاسی دانشوروں، مفکروں، صاحب اقتدار حکمرانوں، آمروں، بادشاہوں اور انکی سرکاری مشینری کے ارکان، انکے جمہوری اور بادشاہی ادارے، انکے تعلیمی ادارے، انکے تعلیمی نصاب، انکے نظریات اور انکے رائج الوقت علوم کی روشنی میں تیار کردہ معاشرہ، اس معاشرہ کے اخلاقیات، اسکی صفات، اسکی صداقتوں کا موازنہ اور تقابلی جائزہ انبیا علیہ السلام کے حسن خلق، حسن کردار، حسن صفات اور انکی صداقتوں پر مشتمل نظریات، انکا تعلیمی نصاب، انکے تعلیمی اداروں سے تیار کردہ معاشرہ اور تہذیب وتمدن کا جائزہ تو لیں۔ مخلوق خدا کو اینٹوں کا ایندھن بنانے اور اس حسین وجمیل کائنات کو خاکستر ہونے سے بچانے کیلئے ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انتظام کریں۔ جمہوریت اور بادشاہت کے قائدین، دانشوروں، سکالروں، حکمرانوں اور ادیان عالم کے اہل بصیرت مفکروں کو دعوت خیال، دعوت فکر دیں۔ تاکہ وہ پیغمبران کی امتوں کے الہامی نظریات، الہامی عقائد، الہامی ضابطوں اور جمہوریت اور بادشاہیت کے نظریات، انکے قوانین اور انکے ضابطوں کے تضاد سے پوری انسانیت کو آگاہ کریں اور یہ فیصلہ کریں۔ کہ

۱۔ پیغمبران کی آل اور انکی امتیں انکے نظریات، انکے اخلاقیات، انکی تعلیمات، انکے کردار کی پیروی نہ کریں تو کیا ایسے افراد یا انسان پیغمبران کی آل یا انکی امتیں کہلا سکتی ہیں۔

۲۔ کیا وہ فرد یا افراد یا امتیں پیغمبران کے مذاہب کے الہامی صحیفوں کی وارث بن سکتی ہیں۔

۳۔ کیا ہمارے مذہبی نظریات، ہماری مذہبی تعلیمات، ہمارے مذہبی اخلاقیات پر مشتمل پیغمبران کے کردار ہمارے لئے قابل تقلید ہیں یا جمہوریت، بادشاہت کے قائدین، سیاسی دانشوروں اور حکمرانوں کے نظریات اور انکے قانونی ضابطے، انکی طرز حیات اور انکے بھیانک کردار کی پیروی ہمارے لئے لازم ہے۔

۴۔ کیا تمام انبیا کی امتوں کیلئے انکی سیرت طیبہ کی اطاعت فرض ہے یا جمہوریت کے سیاسی دانشوروں اور بادشاہی نظام کے باطل، گمراہ، جاہل اور بے دین قائدین کے تخلیق کردہ غاصب جمہوریت اور باطل بادشاہت کے ضابطہ حیات کی۔

۵۔ کیا پیغمبر کی زندگی کا علم دانائی ہے اور پیغمبر کے ضابطہ حیات اور نظریات کے خلاف زندگی گذارنے کا نام دانائی ہے۔

۶۔ کیا پیغمبر کی زندگی کا کردار، انکا اخلاق، انکی الہامی اور روحانی صفات کی پیروی اور اطاعت دانائی نہیں۔

۷۔ کیا پیغمبران کے صرف نام یاد رکھنے اور انکا امتی کہلانے کا نام دانائی ہے۔

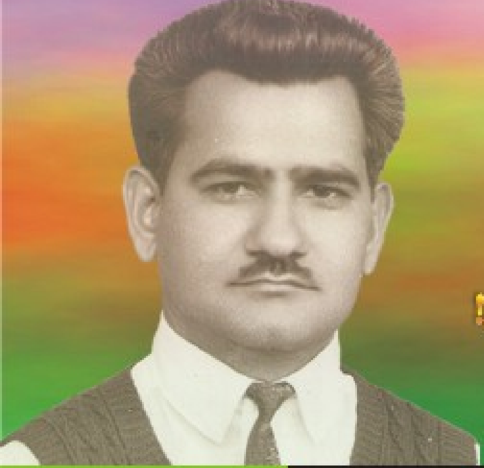

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۸۔کیا پیغمبران کی مقدس کتابوں کو معبد،کلیسا اور مسجد میں پڑھنے کا نام دانائی اور عبادت ہے۔

۹۔کیا اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی مقدس کتابوں کو پڑھنے، انکا ورد کرنے کا نام دانائی اور عبادت ہے۔یا انکے احکام، انکی تعلیمات کی پیروی، انکی تعمیل، انکی بجا آوری، دانائی اور عبادت ہے۔

۱۰۔کیا جس ملک کا خود ساختہ، اسمبلی ممبران کا تخلیق کردہ مذہب جمہوریت، آمریت اور بادشاہت ہو۔اسکے مادہ پرستی اور اقتدار پرستی کے ضابطے ملتوں پر مسلط ہوں یا انکے نظریات اور تعلیمات ملکوں قوموں اور ملتوں پر نافذ کر رکھے ہوں۔ کیا انکی تعلیمات، انکے احکامات کی پیروی دانائی اور عبادت کہلا سکتی ہے۔

۱۱۔کیا یہ خود ساختہ جمہوریت اور باشاہت کے مذہب کو پیغمبران کے مذاہب پر، انکی امتوں پر، انکے پیروکاروں پر مسلط کرنے والے، پیغمبران کے باغی، انکے مذاہب کے باغی، انکے مذاہب کے منکر، اور انکے مذاہب کے منافق نہیں ہیں۔

۱۲۔کیا پیغمبران کی امتیں انکے نظریات انکے دستور، انکے ضابطہ حیات، انکی تعلیم وتربیت، انکے حسن خلق، انکے حسن کردار، انکی سیرت، انکی صفات اور انکی صداقتوں سے محروم نہیں ہوتی آ رہیں۔

۱۳۔کیا بین الاقوامی سطح پر پیغمبران کی امتوں کو انکی الہامی، روحانی اور آسمانی تعلیمات اور انکے فیض سے محروم کر کے ان چند نان کرسچن جمہوریت پسند سیاسی دانشوروں، بادشاہت کے سکالروں نے جمہوریت اور بادشاہت کے خود ساختہ نظریات، انکے دستور، انکے ضابطہ حیات اور انکی نمرودی، فرعونی اور یزیدی صفات کی سرکاری بالادستی دنیا میں قائم نہیں کر رکھی۔

۱۴۔کیا پیغمبران کی امتیں انکے نظریات اور ضابطہ حیات کے خلاف جمہوریت اور بادشاہت کے رائج الوقت نظریات کے نظام اور سسٹم کے تضاد کا شکار نہیں ہوتی جا رہیں

۱۵۔کیا ہمارے سیاسی دانشوروں اور جمہوریت کے پرستاروں اور بادشاہت کے آمروں نے مذہب کی دوری کی سزا میں تمام پیغمبران کی امتوں کو بری طرح مبتلا نہیں کر رکھا۔اس طرح انسانی زندگی کو کرب وبلا اور عبرتناک اذیتوں سے دوچار کرنے والے کون ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۶۔ کیا جمہوریت کے پجاریوں اور باشاہت کے آمروں نے دنیا میں ترقی اور طاقت اور وسائل کی بنا پر ظلم و تشدد، قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ اور کمزور اور غیر ترقی یافتہ ممالک اور اقوام اور معصوم اور بیگناہ مخلوقات کا معاشی اور معاشرتی قتال جاری نہیں کیے بیٹھے۔ کیا پیغمبران یا ادیان عالم اس طرح کے بھیانک عمل کی اجازت دیتے ہیں۔

۱۷۔ کیا مغربی جمہوریت کے لیڈران اور بادشاہت کے آمروں کی اطاعت کا راستہ پیغمبران اور ادیان عالم کے ماننے والوں کے خلاف سازش، بغاوت اور سرکشی نہیں ہے

۱۸۔ کیا اللہ تعالیٰ سے ہمہ وقت دعا مانگنی اور کوشش کرنا ضروری نہیں کہ ادیان عالم کے پیروکاروں کو راہ راست پر چلنے اور انکے نظریات اور انکی عبادت کا قبلہ درست فرما۔ انکو جمہوریت کے دانشوروں اور بادشاہت کے آمروں کے عذاب سے نجات دلا۔ امین۔

۱۹۔ کیا ہم یہ دعا مانگ سکتے ہیں کہ اے ہمارے خداوند قدوس ہمیں ہمارے مذاہب کے نظریات، ضابطہ حیات اور اسکی تعلیمات پر چلنے اور تمام مذہبی ممالک اور دنیا میں انکی تعلیمات اور نظریات کی بالادستی قائم کرنے کی توفیق عطا فرما۔

۲۰۔ کیا پیغمبران اور انکی امتوں کے بہترین اوصاف، عمدہ اخلاق اور لاجواب صفات کی نشونما کرنے اور انسانیت کا فلاح کا راستہ روکنے کے خلاف باطل جمہوریت اور غاصب بادشاہت کا نظام مذاہب کے خلاف عالمگیر سازش نہیں۔

۲۱۔ کیا مخلوق خدا کی خدمت اور اس کا عزت و احترام، اخوت و محبت اور عدل و انصاف پیغمبران کے رشد و ہدایت کے روشن چراغ اور منور راستے نہیں ہیں۔ معبد، کلیسا اور مساجد ایسے مذہبی تشخص پیدا کرتے نہیں رہے۔

۲۲۔ کیا جمہوریت میں کافر، منکر، منافق، جاہل اور بے دین کا ووٹ ایک اہل بصیرت، دیندار انسان کے ووٹ کے برابر نہیں مانا جاتا۔ کیا بادشاہت کے آمروں کی باشاہت انکی خاندانی وراثت نہیں۔

۲۳۔ کیا جمہوریت کے مذہب کے سیاسی دانشوروں نے جھوٹے ووٹ اور سچے ووٹ کا وزن اخلاق کے ترازو میں برابر کر کے اللہ کے غضب کو پکارا نہیں۔ جمہوریت کا یہی عدل کش ضابطہ اخلاق جمہوریت کا نوحہ خواں ہے۔ جو انسانوں کی تباہی کا باعث بنتا چلا آرہا۔ کیا بادشاہت پیغمبران کے ضابطہ حیات کے خلاف کھلی بغاوت اور جنگ نہیں۔

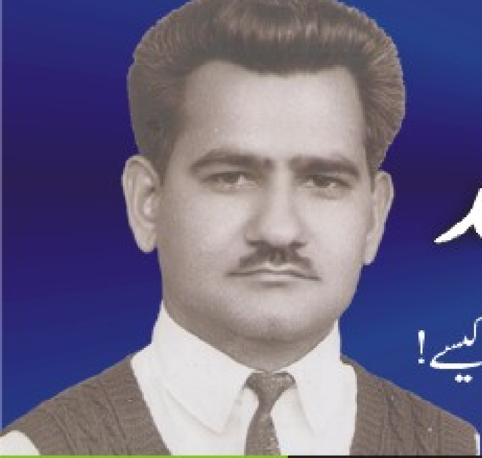

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۴۔ کیا جمہوریت کے نادانوں نے الیکشنوں کا پیمانہ مقدار اور تعداد کی برتری کو قائم کر کے، معیارِ عظمت اور معیارِ اخلاق کو منسوخ نہیں کر رکھا۔ ان رہزن سیاسی قائدین نے جوہر شناسی اور مردم شناسی کا شعورِ انسانی قافلے سے چھین نہیں لیا۔ کیا بادشاہت کے آمروں نے ملتِ اسلامیہ کے فرزندان پر دین کے خلاف حکومتیں قائم کر نہیں رکھیں۔

۲۵۔ جمہوریت اور بادشاہت کے راستوں سے ایوانِ اقتدار میں آنے والوں کو دینی حکومت قائم کرنے سے کیا غرض۔ وہ کیوں اپنا اقتدار اور اپنی حکومتیں کچلنے اور ختم کرنے کا خطرناک عمل از خود کریں۔ یہ ملتوں کے فرزندان کا حق بنتا ہے کہ وہ مذہب کے الہامی نظامِ حیات کو بحال کروائیں۔

۲۶۔ جمہوریت اور بادشاہت کتنی بے دردی سے مذاہب کے نظریات، انکا ضابطہ حیات، انکا حسنِ اخلاق، انکی اعلیٰ صفات، انکے عمدہ کردار، انکے فلاحی ضابطوں اور انکی صداقتوں کے نقش مٹاتی چلی جا رہی ہیں۔

۲۷۔ کیا جمہوریت اور بادشاہت کے باطل اور غاصب قائدین نے مذاہب کی تعمیری قوتوں کو مذہبی تہذیب و تمدن کو فروغ دینے سے سرکاری سطح پر منقطع نہیں کر رکھا۔

۲۸۔ کیا جمہوریت اور بادشاہت کے ضابطہ حیات کی تیار کردہ قائدین کی عقل و دانش سنگدل اور بے رحم نہیں بن چکی۔ جو انسانی رنج و الم، انکے زخموں، انکے دکھوں، انکے دردوں کے عرفان سے محروم ہو چکی ہے۔ ملتوں کو انکے پیغمبران سے دور لے جا رہی ہے۔

۲۹۔ کیا جمہوریت اور بادشاہت کے قائدین نے انسانی ضمیر کی مذہبی، الہامی، روحانی آواز کو عالمگیر سطح پر خاموش، بے بس اور اسیر نہیں بنا رکھا۔

۳۰۔ کیا جمہوریت اور بادشاہت کے قائدین نے انسانی بھلائی کے مذہبی اعجاز، آلامِ انسانی میں بدل کر رکھ نہیں دیئے۔

۳۱۔ کیا جمہوریت اور بادشاہت کے فاجر، فاسق ضابطہ حیات، انکے شاہکاروں اور انکے قائدین کو انکی اوج گاہوں سے اتارنا اور انکی بالادستی ختم کرنا مذہبی، انسانی، الہامی اور روحانی فریضہ اور تقاضا نہیں۔

۳۲۔ یا اللہ اس دعائے نیم شب کی فریاد کو اپنی بارگاہ صمدیت میں قبولیت کا شرف عطا فرما۔ جمہوریت اور بادشاہت کے قائدین کی دین کش طرزِ حیات سے پیغمبران کی امتوں کو رہائی عطا فرما۔ امین۔

۳۳۔اللہ کے پیغمبر انسانوں کے ووٹ اور کثرت رائے سے منتخب نہیں ہوتے۔ان کا مرتبہ انسانوں کا دیا ہوا نہیں بلکہ وہ مرتبہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتا ہے۔دین کثرت رائے کا محتاج نہیں۔جمہوریت دین کے معاملے میں عمل دخل نہیں دے سکتی۔اگر کسی بھی پیغمبر کی امت کو جمہوریت کے حوالے یعنی رائے عامہ کے حوالے کر دیا جائے۔تو اسکی الہامی تعلیمات، اسکے روحانی نظریات اور اسکے تیار کردہ بے دین کردار مذہب اور ملت کو کچل کر رکھ دیں گے۔ جمہوریت کے دجالوں نے پیغمبران اور انکے مذاہب کے دستور حیات، انکی تعلیمات، انکی صفات، انکی صداقتوں، انکے توحید پرستی کے اسباق اور انکے دنیا کی بے ثباتی کے درس کو صدائے صحرا بنا کر رکھ دیا ہے۔ اسی طرح بادشاہت کا نظام بھی مسلم امہ کے نظریات کے منافی اور دین کے خلاف ایک ہولناک نظام حیات ہے۔جو مسلم امہ کی بے دینی اور تباہی کا باعث بنا ہوا ہے۔جس سے نجات حاصل کرنا ملت کے ہر فرد کا پاکیزہ اور طیب فریضہ ہے۔جمہوریت اور بادشاہت کے نظریاتی دجال دنیائے عالم پر سرکاری برتری اور بالادستی حاصل کرنے کے بعد پیغمبران خدا اور ادیان عالم کی عمارت کو ریزہ ریزہ کرتے جا رہے ہیں۔ادیان عالم اور بنی نوع انسان اس جدید دور کے جمہوریت کے قائدین کے تیار کردہ نظام اور سسٹم کی قید میں سسک سسک اور تڑپ تڑپ کر دم توڑتے جا رہے ہیں۔یا اللہ تمام پیغمبران کی امتوں کو ان جمہوریت کے دجالوں کے عذاب سے نجات کا کوئی راستہ عطا فرما۔امین۔

بابا جی عنایت اللہ

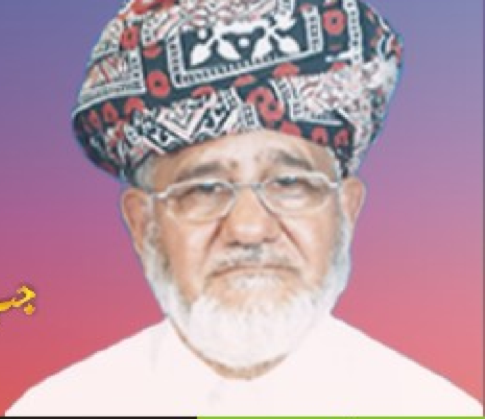

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ا۔مذہب خیر اور بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے۔نیکی اور بدی کا شعور عطا کرتا ہے۔اخوت ومحبت کے جذبوں کو بیدار کرتا ہے۔دکھوں ،دردوں ،مصیبتوں اور آفتوں کا مداوا کرتا ہے۔زخموں پر مرہم پٹی کرنے کا درس دیتا ہے۔بیماروں کو دوا اور شفا عطا کرنے کا راستہ دکھاتا ہے۔بھوکے انسانوں کو کھانا پیش کرنے کے آداب سکھاتا ہے۔اعتدال ومساوات قائم کرنے کے احکام دیتا ہے۔فطرت کے اصولوں کی نگہداشت اور اطاعت سکھاتا ہے۔مذہب انسانوں کو اس جہان رنگ وبو کے فانی ہونے کی آگاہی بخشتا ہے۔مذہب مخلوق خدا کی عزت واحترام ،خدمت وادب کا سلیقہ سمجھاتا ہے۔مذہب انسانی دلوں کی کھیتی میں رحمت اور فضل کا بیج بوتا ہے۔رحمان اور رحیم کے کردار کا مظہر بناتا ہے۔مذہب انسانی دلوں میں اخوت ومحبت کے چراغ روشن کرتا ہے۔عفو ودرگذر کا سلیقہ عطا کرتا ہے۔اس حقیقت اور راز کو سمجھنا کتنا ضروری اور کتنا اہم ہے۔کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پیغمبر اس جہان رنگ وبو، اس دار الفناہ اور اس زمان و مکاں میں بھیجا جاتا ہے۔وہ اس دنیا میں آکر تن تنہا ،بے سروسامانی کی حالت میں ایک روحانی ،الہامی انقلاب پیدا کر دیتا ہے۔وہ زمانے کا رخ بدل دیتا ہے۔وہ اندھیروں کو روشنیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔وہ ظلمات کو دور کرتا اور نور کو پھیلاتا جاتا ہے۔معاشی اور معاشرتی قباحتوں کی گناہ سے لبریز کامیاب زندگی کو ناکامی سے تعبیر کرتا ہے۔اور اس گناہ کی استحصالی حقوق شکن زندگی سے نکال کر حقوق پرور ثواب اور نیکی کی کامیاب فلاحی ابدی زندگی سے ہمکنار کر جاتا ہے۔حسن خلق اور حسن کردار اور اعلیٰ صفات کے آداب سے عدل وانصاف کا سبق سکھا کر فلاح وبہبود کی کامیاب اعتدال ومساوات ،عدل وانصاف اور اخوت ومحبت پر مشتمل زندگی سے ہمکنار کر جاتا ہے۔وہ چاند کی طرح میٹھی ،دھیمی چاندنی کا نور دنیا کے اندھیروں میں پھیلاتا جاتا ہے۔ظلم کی سیاہ نگری ختم ہوتی جاتی ہے۔اسکے پاس کونسی تلوار ہوتی ہے۔اسکے پاس کونسا ایٹم بم ہوتا ہے۔اسکے پاس کونسا اینٹی میزائل ہوتا ہے۔جب تک کسی بھی پیغمبر کی امت انکے نظریات ،انکی تعلیمات ،انکے خلق عظیم ،انکے دلوں میں اترنے والے کردار کی پیروی کرتی ہے۔جس وقت تک قوموں کی رہبری ،ملکوں کی رہنمائی ،دنیا پر، دنیا میں بسنے والے انسانوں پر اور انسانی دلوں پر حکومت اس پیغمبر کی ،اسکی ملت کی یا اسکے ماننے والوں کے طیب ہاتھوں میں ہوتی ہے۔وہ حاصل اور محرومی کی اصل سے متعارف اور آشنائی کرواتے رہتے ہیں۔وہ اعتدال ومساوات کو قائم کرتے ہیں۔ وہ ادب ،خدمت اور محبت کی روحانی ،الہامی اور آسمانی تحفوں کی دولت سے آنیوالی انسانی نسلوں کی نشونما کرتے ہیں۔وہ خیر اور فلاح کے پیامی دنیا میں امن وسکوں اور خیر سگالی کے جھنڈے گاڑھے رہتے ہیں۔فطرت نے انسانیت کی رہنمائی انکو عطا کی ہوتی ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

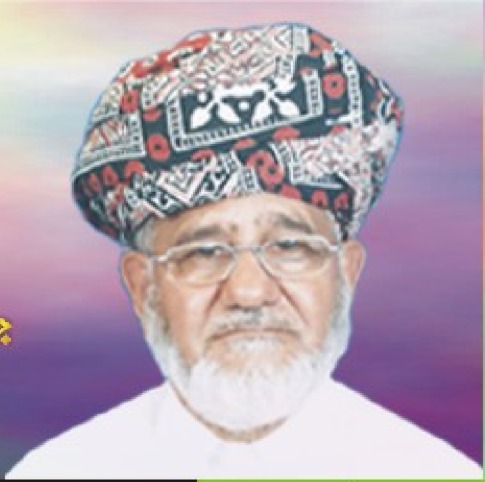

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

وہ اخوت و محبت، خدمت و ادب اور سچائی و صداقت، حرمت و عزت کی تلوار سے انسانی دلوں کو تسخیر کرتے جاتے ہیں۔ انسان جوق در جوق اس پیغمبر کی امت کے قافلے میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ قافلہ لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ اربوں انسانوں تک جا پہنچتا ہے۔ یہ قافلہ صدیوں کی مسافتیں طے کرتا آ رہا ہے۔ جب اس قافلے کی سربراہی یا قیادت ملکی سطح پر مغربی جمہوریت یا نان کرسچن جمہوریت کے مادہ پرست فلاسفرز کے پرستار حکمرانوں کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ باطل، غاصب، استحصالی دستور حیات، ضابطہ حیات اور اسکے حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے ہاتھوں میں چلی جائے۔ تو اسکا انجام کیا ہوگا۔! پیغمبران خدا کے دستور حیات، نظریات، اخلاقیات، تعلیمات اور انکے تعلیمی اداروں معبد، کلیسا، مسجد کی سرکاری بالادستی انکی امتوں پر ختم کر دی گئی ہے۔ مغربی فلاسفرز ارسطو، کارلائل، بینجمن، ڈارون، فرانسس بیکن، ابراہیم لنکن کے نظریات اخلاقیات تعلیمات، مخلوط تعلیمی اداروں کے شاہی اخراجات والے طبقاتی سکول، کالجز، یونیورسٹیوں کی سرکاری اجارہ داری اور بالادستی مسلط کر دی جاتی ہے۔ جہاں سے حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کا شاہی طبقہ تیار کیا جاتا ہے۔ انکو اس عدل کش نظام حکومت اور ملک کا وارث بنا دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار سے ملکی عوام کو ان تعلیمی اداروں اور حکومتی ایوانوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ملک کے عوام مغربی جمہوریت یا نان کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت اسکے حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے ملازم۔ خادم، قیدی، غلام اور محکوم بن کر رہ جاتے ہیں۔ مغربی جمہوریت یا نان کرسچن جمہوریت کا حکومتی ٹولہ اسکے اسمبلی ممبران پیغمبران کے دستور حیات کو ختم کر دیتے ہیں۔ پیغمبران کے دستور حیات کے خلاف، متضاد اپنے تخلیق کردہ، خود ساختہ، دستور حیات نظریات، اخلاقیات، تعلیمات، تعلیمی اداروں کے ذریعے برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا، جیوری پروڈینس کا دستور حیات مسلط کر دیتے ہیں۔ اس طرح پیغمبران کی امتوں کے فرزندان، انکی نسلوں کو مغربی جمہوریت یا نان کرسچن جمہوریت کے دستور حیات نظریات، تعلیمات کے کفر میں کنورٹ کیے جا رہے ہیں۔ پیغمبران کی امتوں اور انکی نسلوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ ایمان تو پیغمبران انکی الہامی کتابوں، انکے الہامی، روحانی دستور حیات پر رکھتے ہیں اور اطاعت بالجبر مغربی جمہوریت یا نان کرسچن جمہوریت کے حکومتی ٹولہ اور انکے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ دستور حیات کے نظریات، تعلیمات کے کفر کی کرتے ہیں۔ ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، قلم کار، ذرائع ابلاغ کے تمام مبلغوں فوجی ڈکٹیٹروں، انکے کور کمانڈروں فوجی سیاسی مغربی جمہوریت یا نان کرسچن جمہوریت کے حکومتی ٹولہ اور انکے اسمبلی ممبران اور اہل وطن مسلم امہ اور انکی نسلوں کیلئے لمحہ فکر ہے کہ وہ سب مل کر ملک کو کفر نگری میں بدلنے کا عمل ختم کریں۔

۲۔ یہ حسین وجمیل دنیا، یہ خوبصورت، دلکش کائنات اور یہ جہان رنگ وبو، یہ صبح شام کا کھیل، یہ دن کے ہنگامے، یہ رات کا سناٹا، یہ زندگی کے صحرا کا سفر، یہ ستاروں کا ٹمٹمانا، یہ چاندنی کا نور، یہ بادِ سموم کا چلنا، یہ نسیم وشمیم کی دھیمی میٹھی سرسراہٹیں، یہ پو پھٹنے کا سماں، یہ سورج کی تمازت، یہ سمندر کا بپھرنا، یہ مدوجذر کا نظام، یہ پھول یہ خوشگوار خوشبو، یہ سبزۂ گل، یہ پہاڑ اور وادیاں، یہ شوروغل، یہ ہنگامۂ کائنات، یہ زمین وآسماں، یہ سانس کی آری، یہ زندگی کا درخت، یہ قصۂ موت وحیات، یہ خیروشر کا کھیل، یہ قدسیوں کی حمد وثنا، یہ آدم وحوا کا قصہ، یہ آفرینش نسل، یہ پانی اور ماٹی کی رونقیں، یہ کن فیکون کی صدا، یہ توحید کے جلوے، یہ سلسلۂ پیغمبراں، یہ ذکر رب جلیل، یہ خاموشی کا مضراب، یہ غوروفکر کا ساز، یہ روح ومستی کا رقص، یہ شب بیداری کے گھنگرو، یہ درود وصلوٰت کے نغمات، یہ محبّ کی حب، یہ داستانِ می رقصم، یہ خارِ نوک کی چبھن، یہ سازوسرود، یہ وادیٔ عاشقاں، یہ رنج ومحن کی نگری، یہ حیات وممات کی کہانی، یہ ماٹی کی مورتی اور ماٹی اسکا دیس، یہ فناہ بقا کا راز، یہ فقر کے سفر کے چراغ، یہ عقل وخرد سے ورا، یہ جنوں سے بے خبر، یہ ادب جہاں میں گم، یہ خیروفلاح کا نور، یہ جبۂ رسالت کا وارث، یہ خالق کی پیاری مخلوق، یہ احسن تقویم کا شاہکار، یہ قافلے کا ہدی خواں، یہ سلسلۂ پیغمبراں، یہ دارالفناہ کے چراغ، یہ اخوت ومحبت کی قندیلیں یہ حق وصداقت کی شمعیں، یہ ادب وخدمت کے ساز، یہ اخوت ومحبت کے راگ، یہ انسانیت کے سکون واطمینان کے محور، یہ روح پرور راحت کی دولت سے مالامال۔ پیغمبران اور انکے فقرا اور پیغمبران کے نقش قدم کی داستاں۔ انکی زندگی ایثار کی زندگی کا راستہ دکھاتی ہے۔ انکی ضروریات قلیل۔ انکے اعمال وکردار مخلوق خدا کے لئے بے ضرر اور انکی تمام صفات انسانیت کیلئے منفعت بخشی کی قندیلیں روشن کرتی ہیں۔۔ جب اس انسانی قافلہ کی رہنمائی مذہبی الہامی ہاتھوں سے نکل کر مغربی جمہوریت یا نان کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں اور بادشاہت کے آمروں پر مشتمل قائدین کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے۔ مادہ پرستی اور اقتدار پرستی کی آگ جلائی، سلگائی اور بھڑکائی جاتی ہے۔ جمہوریت کے حاکموں اور بادشاہت کے آمروں کے نظریات کی روشنی میں تیار کردہ منشور، دستور حیات ملکوں پر نافذ العمل ہو جاتا ہے۔ فرزندان ملت پر جمہوریت اور بادشاہت کے قائدین کے احکام جاری ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ انسان اصل کو بھول کر ضروریات زندگی اور حاکموں کے احکام کی اطاعت میں گم ہو جاتا ہے۔ حکومتوں کے شاہانہ اخراجات مہیا کرنے کیلئے عوام کو مشینوں کی طرح کارگاہ جہاں میں مصروف رہنا پڑتا ہے۔ زندگی کی بنیادی ضروریات حاصل کرنے کیلئے لامتناہی ٹیکس ادا کرنے کیلئے انکو حاصل کے پاؤں انکی ضروریات اور خواہشات کی چادر سے باہر پھیلانا انکی مجبوری بن جاتی ہے۔

پیغمبر علیہ السلام کی تعلیمات، نظریات، ضابطہ حیات اور دستور حیات کو پس پشت ڈال کر جمہوریت کے سیاستدانوں اور بادشاہت کے آمروں کا حکومتی نظام چلانے کیلئے انکے دستور حیات، نظریات پر مشتمل تیار کردہ تعلیمی نصاب پیغمبران کی امتوں پر نافذ کر دیا جاتا ہے۔ انسان مادہ پرستی اور حصول اقتدار کی خاطر غاصب، ظالم اور قاتل طرز حیات کی شاہراہ کا مسافر بن کر رہ جاتا ہے۔

۳۔ اس طرح مذہب اور فطرت کا پاکیزہ اور طیب عمل روک دیا جاتا ہے۔ ہم پیغمبران کے نام لیوا بن کر رہ جاتے ہیں۔ انکے حسن عمل، حسن کردار حسن صفات اور صداقتوں کے وارث نہیں رہتے۔ جمہوریت اور بادشاہت کا راستہ ایک باطل، غاصب سرمایہ داروں اور عامروں کا راستہ ہے۔ انکے قائدین جبر اور ظلم کی تلوار کیساتھ ملکی وسائل اور ملکی خزانہ اور ملکی اقتدار پر قابض ہو جاتے ہیں۔ ملک وملت اس ظالم، غاصب نظام کے قائدین کی وراثت بن جاتے ہیں۔ یہ طبقہ اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کو کچل دیتا ہے۔ وہ ملکوں میں جمہوریت کے زیر سایہ عوام سے گدھوں کی طرح محنت اور خرکاروں کی طرح ٹیکسوں اور مہنگائی کی لاٹھی سے انکی بنیادی ضروریات خودکار نظام کے تحت غصب کرتے رہتے ہیں۔ انکی فیکٹریاں، کارخانے یا تجارتی ادارے عوام کو آقا اور غلام، برہمن اور شودر کے نظام کا ایندھن بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ ملک وملت کی دولت اور وسائل پر قبضہ کرنے کے بعد وہ جمہوریت کے الیکشنوں کے ذریعہ اور بادشاہت کے طریقہ کار سے ملکوں پر قبضہ کر کے حکمرانی کی لاٹھی حاصل کر لیتے ہیں۔ جمہوریت کے یہ قائدین حاکم وقت بن کر وہ اپنی فیکٹریوں، کارخانوں اور کاروباری اداروں کو اقتدار کے اندھے قوانین سے مضبوط اور مستحکم بناتے چلے جاتے ہیں۔ وہ عوام الناس کو مانگ اور سپلائی کا توازن بگاڑ کر قوانین میں جکڑتے جاتے ہیں۔ انکی ان بداعمالیوں کو کوئی چیک کرنے اور روکنے والا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے کاروباری اداروں میں ہوں یا حکومتی ایوانوں میں وہ ہر حالت میں صاحب اقتدار ہوتے ہیں۔ عوام ہمیشہ برہمن اور شودر، آقا اور غلام، حاکم اور محکوم کی بدترین معاشی اور معاشرتی اذیتوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ تنگدستی، غربت اور خودکشیوں کی ناگہانی آفات میں سے گذرتے رہتے ہیں۔ اس طبقہ کی اولادیں ایچی سن کالجوں میں براہمن اور آقا کے کورس کرتی رہیں۔ دوسری طرف عوام الناس کی اولادیں اردو میڈیم میں شودر اور غلام کی تعلیم وتربیت سے پروان چڑھتی رہیں، انکے علاوہ دینی مدارس میں بدترین مفلوک الحال، غریبوں، مسکینوں، بے بسوں کی اولادیں دین کی تعلیمات یعنی طالبان کے نام پر دینی دہشت گردی کے کورس کرتی رہیں۔ روس کے ساتھ جنگ ہو تو امریکہ کا ساتھ دیں تو یہ طالبان۔ لاکھوں جانوں کی قربانی دینے کے بعد روس کو ریزہ ریزہ کر دیں تو مجاہدین۔

اسکے بعد وہی عظیم بین الاقوامی طاقتیں اور ممالک بغیر کسی قصور کے ان پر حملہ آور ہو جائیں۔چھتیس ہزار فٹ کی بلندی سے ان پر تباہ کن بم برسائیں انکے علاوہ آگ برسانے والے بموں سے انہیں خاکستر کر دیں۔میزائلوں سے انہیں نیست و نابود کرتے پھریں۔انکے ممالک کے معصوم و بے گناہ انسانوں کا بے پناہ قتال کرتے جائیں۔انکے وسائل لوٹ لیں۔وہ اس غیر ترقی یافتہ ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ان طاقت کے فرعونوں اور بین الاقوامی دہشت گردوں کو روکنے والے دہشت گرد بنا دیئے جائیں۔اس ظلم اور انسانی قتال کے راقموں کو نمرودی فرعونی طبقہ پر مشتمل جمہوریت کے مذہب کے پیروکار تو کہا جا سکتا ہے۔انکا حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو دور کا بھی تعلق نہیں ہو سکتا۔ان جمہوریت کے قائدین اور حکمرانوں کی ایسی کامیابیاں مذہب کے جسد پر ایک کینسر کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہیں۔بین الاقوامی سطح پر ان غاصبوں نے دوسرے نظریات کے سامنے مذہب کا تشخص مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔عدل و انصاف کو دیمک کی طرح چاٹتے چلے جا رہے ہیں۔تمام پیغمبران کی امتوں کی روح انکے جسد کے اندر تڑپتی، سسکتی اور دم توڑتی رہتی ہے۔مذہب پرست مذہب کی حقیقی سچائیوں کو تسلیم کرتے ہیں اور جمہوریت اور باشاہت کے کفر کے نظام کی بالجبر اطاعت کرتے ہیں۔اس طرح تمام ملتیں ذہنی، قلبی انتشار کا شکار ہوتی جا رہی ہیں۔وہ مذہب کے دستور حیات، ضابطہ حیات اور جمہوریت اور باشاہت کے دستور حیات، ضابطہ حیات کے تضاد کی آگ میں جلتی رہتی ہیں۔اعصاب شکنی کی وبائیں فرزندان ملت اور بنی نوع انسان پر نازل ہوتی رہتی ہیں۔کیا مذاہب پرست امتیں اس ضابطہ حیات اور اسکے قائدین کو مزید برداشت کرنے کا عمل جاری رکھیں گی یا اسکا تدارک کریں گی۔

۴۔آج کا مذہب پرست انسان مغربی جمہوریت، نان کرسچن جمہوریت اور بادشاہت کے قائدین کی المناک اذیتوں کے حصار میں مقید ہوتا جا رہا ہے۔آج کا انسان جمہوریت کے حصار میں پابند رہنے کی مجبوری اور جمہوریت اور باشاہت کے حصار کو توڑ کر نکلنے کی آرزو کی کشمکش میں مبتلا ہے۔جمہوریت اور بادشاہت کو ترک کرنا، مذہب کی بقا سے وابستہ ہے۔مذہب کے نزدیک جمہوریت اور بادشاہت کے گناہ عظیم کو ترک کرنے کا ارادہ توبہ کا حصہ ہے۔جمہوریت اور بادشاہت کے گناہ سے باز رہنے کا فیصلہ توبہ کی عطا ہے۔مذہب کا روحانی علم اور جمہوریت اور بادشاہت کا باطل عمل مذہب سے منافقت اور کفر ہے۔علم اور عمل ایک ہو جائیں تو مذہب ایک سورج کی مانند ہے۔سورج کا مذہب روشنی مہیا کرنا اور تاریکی کو دور کرنا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۔ جمہوریت اور بادشاہت کا طرز حیات حاصل کی خواہشات میں گم۔ مذہب کا شعار ایثار اور قربانی کا راستہ ہے۔ مذہب گنہگار کو اپنے دامن سے دور نہیں کرتا۔ یا اللہ جمہوریت اور بادشاہت کی تاریکیوں کے وارثوں سے پیغمبران کی امتوں اور پوری انسانیت کو نجات عطا فرما۔ امین

۶۔ جب پیغمبران کی امتیں اور پوری انسانیت منزل کا راستہ بھول جائیں، منزل سے بھٹک جائیں، منزل کی راہوں میں الجھ جائیں تو کوئی روشن ضمیر بے نوا فقیر اس درد و کرب کے صحرا میں، اس ظلم و جبر کے ریگستانوں میں، اس نفاق اور نفرت کے دشت میں، اس ہیبتناک ظلمات کے بیاباں میں انکی رہنمائی کا فرض ادا کر جائے۔ اس حالت غیر میں کوئی صاحب خیال، خیر کا داعی، دین کی روشن خیالی کا چراغ جلائے بیٹھا ہو اور انسانیت کا قافلہ اچانک منزل سے ہمکنار ہو جائے۔ تو یہ لمحہ ماضی اور مستقبل کا سنگم بن کر ابھرتا ہے اور اس انسانی قافلے کے صدیوں کے کفر کو غسل نصیب ہو جاتا ہے۔ یہ قافلہ صداقتوں کی منزل پر گامزن ہو کر بارگاہ الٰہی تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ اسی کامیاب قافلے کی تمام کمی بیشی والا سفر ہی کامیابی کا سفر کہلاتا ہے۔ جمہوریت اور بادشاہت کے مکتبہ فکر کا پھر کوئی اندھا انسان دور بینی کا کلیم نہیں کرتا۔ کوئی بہرہ انسان ساز و نغمات کے سننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ کوئی ننگا انسان پھر برہنگی کا لباس چھن جانے کے خوف سے مغلوب نہیں ہوتا۔ پھر پاؤں سے محروم انسان گھوڑوں کی ریس میں شامل ہونے کا تصور نہیں کرتا۔ گناہ میں کامیاب زندگی مذہب کے نزدیک بدترین ناکامی ہے۔ یا اللہ۔ بنی نوع انسان کو اور پیغمبران کی امتوں کو جمہوریت اور بادشاہت کے المیہ سے نجات کا کوئی راستہ دکھا۔ آمین۔

۷۔ جمہوریت اور بادشاہت کی سرکاری سطح پر پیغمبران کی امتوں پر بالا دستی، انکی مذہبی اقدار، انکے حسن اخلاق، انکے حسن عمل، انکے حسن کردار، انکی حسن صفات کے پاکیزہ، مقدس اور الہامی ضابطہ حیات اور اسکے تیار کئے ہوئے تہذیب و تمدن کے تباہ کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ جمہوریت اور بادشاہت کے قائدین کی بالا دستی مذہب پرست امتوں، انکے نظریات اور انکی تعلیمات کا عبرتناک قبرستان بن چکا ہے۔ فطرت کے قوانین اور ضابطے توڑنے والے انسانی شکل میں سیاستدان اور آمر حکمران، دراصل بنی نوع انسان کو توڑنے، انکو تباہ کرنے، انکو قتل کرنے اور انکو نیست و نابود کرنے کے جرائم کے مرتکب ہوتے جا رہے ہیں۔ جمہوریت کے نظام کی پیروی نے بشر کی کوئی صفت آج کے بشر میں نہیں چھوڑی۔ کسی سماج کا حد سے گذر جانا اس سماج کی تباہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ آج کے جمہوریت اور بادشاہت کے قائدین کے تیار کردہ ضابطوں پر مشتمل تہذیب کی عمارت انسانی تباہی کا سبب بنتی چلی جا رہی ہے۔ آج جھوٹ، ظلم اور عدل کشی کی ویٹو پاور جمہوریت کے غاصب ٹولہ یعنی دنیا کے ترقی یافتہ ممالک، انکے صاحب اقتدار حکمرانوں اور پیغمبران کی امتوں کے منافقوں کے پاس ہے۔ جو پیغمبران کی صداقتوں پر مشتمل دستور حیات، ضابطہ حیات کو کچلنے کا اجتماعی عمل مغربی جمہوریت کے باطل ضابطہ حیات کے تحت جاری کئے بیٹھے ہیں۔

۸۔ پیغمبران کی امتوں کی کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ وہ پیغمبران کی الہامی کتب پر اور انکے ضابطہ حیات پر ایمان رکھتے ہوں اور ان پر جمہوریت اور بادشاہت کے آمروں کے باطل اور غاصب ضابطہ حیات کی تعلیم و تربیت حاصل کرنا ان پر سرکاری طور پر مسلط ہو۔

۹۔ پیغمبران کی امتوں کیلئے کتنا بڑا المیہ ہے کہ وہ پیغمبران کے روحانی نظریات کو تسلیم کرنے والے ہوں اور ان پر حکمرانوں کے سرکاری مذہب مغربی جمہوریت، انان کرسچن جمہوریت اور آمروں کے باطل نظریات کی اطاعت کرنے کی پابندی نافذ ہو۔

۱۰۔ پیغمبران کی امتیں پیغمبران کے عمدہ اخلاق، حسن اخلاق، حسن کردار، حسن عمل، حسن صفات کی لازوال دولت کے وارث ہیں۔ لیکن یہ سب مقدس اخلاقی ضابطے سرکاری طور پر انکے ممالک میں منسوخ ہو چکے ہیں۔ انکی تباہی کا باعث یہ ہے کہ جمہوریت اور آمروں کے سیاسی دانشوروں کے غاصب اصول و ضوابط کی قانونی پیروی انکا مقدر بن چکی ہے۔ جس سے مذہبی دستور حیات اور تہذیبیں دم توڑتی چلی جا رہی ہیں۔ جسکا تدارک وقت کی اہم ضرورت ہے۔

۱۱۔ پیغمبران کی امتیں بھی ہوں۔ انکے پاس پیغمبران کی صداقتوں کا دستور حیات بھی ہو۔ ادیان عالم کے پاس دین کا نور بھی ہو۔ انبیا علیہ السلام کی امتیں بھی ہوں اور یہ تمام امتیں اور بنی نوع انسان کی آنیوالی نسلیں مغربی جمہوریت کے ظلمات کے سمندر میں تباہ و برباد اور ڈوب رہی ہوں۔ یہ کیسا عبرتناک سانحہ ہے۔ اس المیہ سے بنی نوع انسان کو کون نجات دلائے گا۔

۱۲۔ آؤ! ۔ تمام امتیں مل کر خلیل اللہ سے التجا کریں۔ کلیم اللہ سے درخواست کریں۔ روح القدس کے دروازے پر صدا لگائیں۔ رحمت اللعالمین ﷺ کو پکار لیں۔ آؤ! درد و کرب میں ڈوبی ہوئی پیغمبران کی امتوں کو۔ آؤ! ۔ اذیتوں میں مبتلا انسانی نسلوں کو۔ آؤ! ۔ دکھوں دردوں میں کراہتی ہوئی انسانی زندگیوں کو۔ آؤ! ۔ تڑپتی ہوئی مخلوق خدا کو ان پیغمبران کی صداقتوں کی روشنیوں تک رسائی کا راستہ دکھائیں۔ انکو الہامی صحیفوں تک رسائی اور ان سے استفادہ کرنے کا طریقہ سمجھائیں۔ تاکہ مخلوق خدا جمہوریت اور بادشاہت کے دجالوں سے نجات کا کوئی راستہ تلاش اور اختیار کر سکے۔ امین۔

۱۳۔ یہ کون ہیں جو پیغمبران کی امتوں کو آپس میں الجھا رہے ہیں۔ نفاق اور نفرت کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ یہی وہ مغربی جمہوریت کے قائدین ہیں جو پیغمبران کے باغی، مذہب کے باغی، مذہب کے نظریات کے باغی، مذہب کی الہامی تعلیم کے باغی، مذہب کے حسن خلق کے باغی، مذہب کے حسن کردار کے باغی، مذہب کی صفات کے باغی، مذہب کی صداقتوں کے باغی، عدل وانصاف کے باغی، اخوت ومحبت کے باغی، عفوو درگذر کے باغی، خدمت وادب کے باغی، اعتدال ومساوات کے باغی، امانت ودیانت کے باغی، دستور مقدس کے باغی، پیغمبران کے منکر اور انکی ملتوں کو منافقت کے عمل سے گذارتے چلے آرہے ہیں۔ اور پیغمبران کی امتوں میں فتنہ وفساد پھیلانے کے عمل اور بنی نوع انسان کو دکھوں اذیتوں اور مصیبتوں میں مبتلا اور بنی نوع انسان کے قتال کے مرتکب ہوتے چلے آرہے ہیں۔ یہی وہ جمہوریت اور بادشاہت پسند چند نمرودی، فرعونی اور یزیدی مادہ پرست اور اقتدار پرست افراد پر مشتمل قائدین ہیں جو پیغمبران کی امتوں میں نمرود، فرعون اور یزید کے ایجنٹوں کا رول ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ جو دنیائے عالم پر مغربی جمہوریت اور بادشاہت کے سائے تلے نمرودی، فرعونی اور یزیدی نظام نافذ کر کے پیغمبران خدا کی تعلیمات اور دستور حیات کو منسوخ اور ختم کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ دجال بنی نوع انسان کو کچلتے اور نیست ونابود کیے جا رہے ہیں۔

یا اللہ ہمیں ان کی گرفت سے نجات عطا فرما۔ امین

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۔اللہ تعالیٰ نے مذہب اسلام یعنی دین محمدی ﷺ سے قبل تین پیغمبران حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں بھیجے۔ان پر تین الہامی، روحانی اور آسمانی کتابیں زبور شریف، توریت شریف اور انجیل شریف یکے بعد دیگرے ان پیغمبران پر نازل فرمائیں۔وہ اس ظلمت کدہ میں رشد و ہدایت کا نور پھیلاتے رہے۔لیکن انکی امتیں انکے رشد و ہدایت کے راستے ترک کرتی رہیں۔وقت کے ساتھ ساتھ انکی شریعتیں بھی بدلتی رہیں۔ان پیغمبران کا تیار کردہ مذہبی معاشرہ اور انکا تہذیب و تمدن ختم ہوتا رہا۔خیر کی بجائے شر، نیکی کی بجائے بدی، حق کی بجائے باطل اور عدل و انصاف کی بجائے عدل کشی اور قتل و غارت کا عمل اپنے عروج کی منازل طے کرتا رہا۔منفی قوتیں پروان چڑھتی رہیں۔نمرود، فرعون اور شداد کے ضابطے انکے پیروکار، ان پیغمبران کی امتوں پر نافذ کرتے رہے۔انکے الہامی روحانی صحیفوں کو بدلتے اور ختم کرتے رہے۔دنیائے عالم میں ان پیغمبران کے نظریات، ضابطہء حیات اور تعلیمات کے رشد و ہدایت کے چراغ بجھتے اور نایاب ہوتے گئے۔انسان حیوان ناطق بن کر رہ گئے۔اس دور جہالت اور دور عصیاں کو ختم کرنے اور بنی نوع انسان کی فلاح اور بہبود کیلئے، پیغمبران کے نظریات اور انکے ضابطہ حیات اور انکی تعلیمات اور انکی توحید پرستی کی قندیلیں روشن و منور کرنے کیلئے آپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس جہان رنگ و بو میں آخری نبی بنا کر بھیجا۔نمرودی اور فرعونی قوتوں کو ختم کرنے کیلئے تبلیغ کا درس جاری کیا۔آپ ﷺ اس کائنات کے ہر انسان اور تمام مخلوق خدا کیلئے رحمت کا پیغام بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔انہوں نے کسی کیلئے بددعا نہیں کی۔جو ہمیشہ سلامتی کے خواہاں رہے۔

۲۔جنہوں نے ہر انسان کو پیار دیا۔ہر زخم کیلئے مرہم بنے۔آپ پر زمین تنگ کر دی گئی۔آپکو ہجرت پر مجبور کر دیا گیا۔آپکو کفار نے پتھر مارے مگر آپ ﷺ نے خون بہنے کے باوجود ان کیلئے دعائیں کیں۔پیوند والا لباس زیب تن رہا۔خود بھوکے رہے اور بھوکوں کو کھانا پیش کرتے رہے۔ضروریات زندگی کو قلیل سے قلیل عمل سے گذار کر سادہ و سلیس زندگی کا راستہ دکھایا۔اعتدال و مساوات کو قائم کیا۔فتح مکہ کے بعد کسی ایک انسان سے بھی انتقام نہ لیا۔اس طرح انہوں نے بنی نوع انسان کیلئے عفو اور درگذر کے راستہ کی نشاندہی کی۔حالانکہ مکہ کے لوگوں نے آپ ﷺ کو بڑے بڑے، دکھ، صدمات اور اذیتیں دیں تھیں۔مائی ہندا جیسی عورت جس نے آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد انکا پیٹ چاک کر کے انکا دل نکال کر سر عام چبایا تھا، اسکو بھی معاف فرما دیا۔آپ ﷺ اس کائنات کی ایک ایسی پیاری ہستی ہیں جنہوں نے درگذر اور معافی کے کردار کے انوکھے چراغ روشن کئے۔صبر اور بردباری کے الفاظ کی حرمت کا پاس کیا۔آپ ﷺ بنی نوع انسان پر ہی نہیں پوری مخلوق خدا، درند، چرند پرند پر بھی شفقتوں کی انتہا کر کے انسانوں کے دلوں کو نرم اور گداز کردار کی راہ ہدایت کا عملی درس دیتے رہے۔

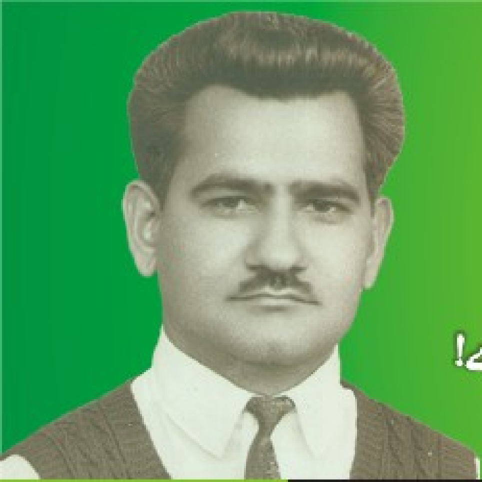

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر عمل ایک پوری درسگاہ ہے۔ ایک دفعہ راستے میں کتیا بچوں کو دودھ پلا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے قافلے کو اسکے قریب سے گذرنے کی اجازت نہ دی۔ قافلے کا راستہ روک کر لشکر کو دشوار گذار پہاڑ کے راستے سے گذارا۔ تا کہ کتیا اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے فطرتی عمل کو نہ روکے۔ وہ جانوروں کے فطرتی حقوق تک کی نگہداشت کرنے کا درس دیتے رہے۔ آپ ﷺ نے زندگی بھر حسن عمل، حسن کردار اور عمدہ صفات پر مشتمل صداقتوں کی شمعیں روشن کیں۔ آپ ﷺ نے انسانیت کو ایک ایسا معاشی اور معاشرتی دستور حیات، ضابطہ حیات، طرز حیات، فطرتی نظریات دیئے اور الہامی صفات پر مشتمل ایک ایسی روشن و منور کتاب ہدایت یعنی قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمائی۔ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ دنیا میں خیر اور فلاح کے تمام سوتے اسی الہامی کتابِ ہدا سے پھوٹتے ہیں۔ دنیا کے تمام مفکرین اور مصلحین کے انسانی فلاح اور بہبود کے تصورات اور نظریات کی امامت کا اعلیٰ مقام اسی فرقان حمید کا الہامی، روحانی اور فطرتی نصیب ہے۔ یہ کتاب مبین بنی نوع انسان کی ازل سے لیکر ابد تک کی رہنمائی کی ذمہ داری اور اسکے فرائض ادا کرتی ہے۔

۴۔ آپ ﷺ نے بنی نوع انسان کو ایک مقدس دستور حیات عطا فرمایا جو بے مثل و بے مثال ہے۔ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا تصور پیش کیا۔ جسکی روشنی میں حاکم وقت کے چناؤ کے اصول وضع فرمائے۔ مجلس شوریٰ کی تشکیل کا ضابطہ حیات بخشا۔ امیر المومنین کے طرز حیات کا شعور عطا فرمایا۔ قرآن حکیم ایک ایسا نظریات کا حسین و جمیل گلدستہ اور مجموعہ ہے۔ جو پوری انسانیت کو اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کی راہ دکھاتا ہے۔ ایسے اصول و ضوابط سے آگاہی اور رہنمائی فرماتا ہے اور ایسے قوانین سے روشناس کرواتا ہے۔ جو ادنیٰ اور اعلیٰ کے فرق کو مٹاتا ہے۔ جو انسانی حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور انکے حقوق نبھاتا ہے۔ ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرتا ہے۔ ایک ایسی تہذیب ترتیب دیتا ہے۔ جو بنی نوع انسان کے قافلے کو اللہ تعالیٰ کے احکام، تعلیمات نظریات اور انکی من و عن اطاعت کی پابندی کے راستہ پر گامزن کر دیتا ہے۔ اس طرح جو تہذیب و تمدن اور معاشرہ تیار ہوتا ہے۔ وہ دینی مذہبی معاشرہ کہلاتا ہے۔ جو امن و سکون، انسانی فلاح و بہبود اور راحت کا منظر پیش کرتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد دین محمدی ﷺ کا قافلہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ تک قائم و دائم رہا۔

۵۔ان خلفائے راشدین کے بعد اس دین محمدی ﷺ کے دستور حیات کو یزید نے توڑا۔بادشاہت اور ملوکیت کے نظام کو رائج کیا۔اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ضابطوں کو پاش پاش کرنا شروع کیا۔اس نے دین محمدی ﷺ کے دستور کی حاکمیت کو سبوتاژ اور مسخ کرنا شروع کر دیا۔اس نے دین کی عمارت میں بے دینی اور کفر کے شگاف ڈالنا شروع کر دیئے۔حضرت امام حسینؓ جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کا دور نبوت دیکھا۔اسکے بعد خلفائے راشدہ کے ادوار بھی اپنی آنکھوں کے سامنے گذارے تھے۔وہ حالات وواقعات اور حقائق سے پوری طرح آگاہ تھے۔وہ دین کی روح کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔انکی پرکھ، انکا غور و فکر، انکا تدبر، انکا شعور اور انکی بصیرت حق اور باطل کی پہچان سے اچھی طرح آشنا تھی۔انکو خیر اور شر کی پہچان تھی۔وہ عقل سلیم کے مالک تھے۔وہ دین کی روح سے وابستہ تھے انہوں نے اس دین محمدی ﷺ کی متاع حیات کو لٹتے دیکھا تو حضرت امام حسینؓ نے یزید کے نظریات اور کردار کے خلاف علم بلند کیا۔اسکی بے دین خلافت کی بیعت سے انکار کیا۔یزید ہر قیمت پر خلافت کے روپ میں باطل، غاصب فرعونی نظام قائم کرنا چاہتا تھا۔حضرت امام حسینؓ یزید کے مشن کے خلاف سراپا احتجاج بنے رہے۔آخر حق وباطل کے درمیان واقعہ کربلا رونما ہوا۔قافلہ حسینیؓ یزید کے دین کش نظریات کے خلاف بری طرح ڈٹ گیا۔اپنے قافلہ سالار حضرت امام حسینؓ کے ساتھ ۷۲ بے مثل و بے مثال افراد کے قافلے نے ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کیا۔تیروں کے زخم کھائے، زخموں کی اذیتیں برداشت کیں۔بھوک سے نقاہت کی دلسوز تکلیفیں اٹھائیں۔پیاس سے معصوم بچے، بوڑھے اور مستورات تڑپتے رہے۔یہ حسینیؓ قافلہ ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کرتا رہا۔اس قافلے کے تمام شہدا کرام مقصد حیات جیت گئے اور زندگی کی بازی ہار گئے۔یزید زندگی اور زندگی کا باطل نظام حیات جیت گیا۔یزید اور اسکے پیروکار اللہ تعالیٰ کے مسترد کئے ہوئے نمرود، فرعون اور شداد کے عبرتناک قافلے سے جا ملے۔

۶۔آج بھی انسانیت اور تمام پیغمبران کی امتوں کیلئے دین اور بے دین، خیر اور شر کی پہچان کیلئے امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ اور انکے قافلے کے شہدا صداقتوں کا علم لئے انسانیت کی رہنمائی کیلئے کھڑے ہیں۔صدیاں بیت گئیں۔نمرود، فرعون شداد اور یزید کے پیروکار دین محمدی ﷺ اور تمام صاحب کتاب پیغمبران کی امتوں کے فرزندان کو انکے مذاہب انکے پیغمبران کی تعلیمات، انکے الہامی روحانی صحیفوں کے منافی باطل ضابطہ حیات ان پر مسلط کئے جا رہے ہیں۔ان کو انکے الہامی نظریات، روحانی دستور حیات، آسمانی طرز حیات اور قرآن حکیم کے آئین اور ضابطوں سے الگ کر رکھا ہے۔انکی تربیت باطل غاصب مغربی جمہوریت کے دانشوروں کے تخلیق کردہ نظریات، تعلیمات کے اصول وضوابط سے کی جا رہی ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

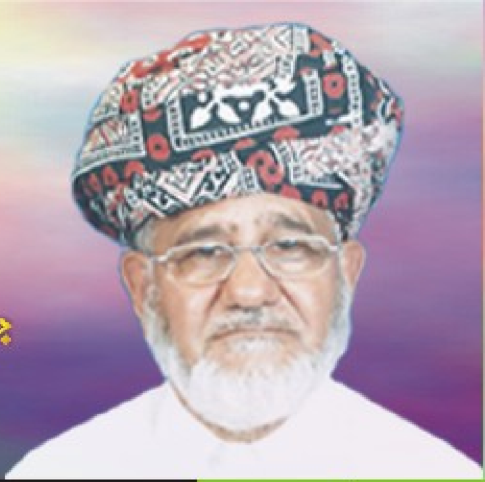

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

تمام پیغمبران کی امتوں اور انسانی قافلوں کو تمام ممالک کے مغربی جمہوریت کے قائدین اور اسمبلیوں کے ممبران حکومتی بالادستی کی بنا پر زبردستی نان کرسچن مغربی جمہوریت کے باطل و غاصب خود ساختہ نظریات، تعلیمات کے عدل کش مہلک دستور حیات اور ضابطہ حیات کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں۔ اسطرح جو تہذیب و تمدن تیار ہو رہا ہے اسکا کسی بھی مذہب سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ تمام مذاہب کے پیروکاروں اور انکی امتوں کے فرزندان اور بالخصوص دین محمدی ﷺ کے پیروکاروں کیلئے یہ حسینیؑ قافلہ حق و باطل سے آگاہی اور آشنائی کا فریضہ ادا کرتا چلا آ رہا ہے۔ جب تک یہ کائنات موجود ہے اس وقت تک حسینیؑ قافلہ حق پرستوں کیلئے ہر دور میں رہنمائی کا یہ طیب اور مقدس فریضہ ادا کرتا رہے گا۔ اسی قافلہ کے پیروکار ہر دور میں، ہر زماں میں ان باطل قوتوں کے خلاف عمل پیرا ہونے کا عملی درس پوری انسانیت کو دیتے رہیں گے۔

اے۔ یا اللہ ہمیں مغربی جمہوریت، نان کرسچن جمہوریت کی منافقت کی زندگی سے رہائی عطا فرما اور حضرت امام حسینؑ کے مشن کی تکمیل کی توفیق بھی دے۔ مسلم امہ کے فرزندانوں اٹھو! تمام پیغمبران کی امتیں مغربی جمہوریت، نان کرسچن جمہوریت کے دجالوں کی گرفت میں بری طرح پھنس چکی ہیں۔ حقائق کی روشنی میں بات کریں۔ ایک مرکز پر تمام امتوں کے اہل بصیرت پیشواؤں کو اکٹھا کریں۔ اخوت و محبت کے جام سے انکی تواضع کریں۔ ادب و خدمت کے عمل کو بروئے کار لائیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی توحید پرستی اور سلامتی کی تبلیغ اور تعلیم کے تحفظ کا فریضہ ادا کرنے کا عمل جاری کریں۔ دین محمدی ﷺ کی عمارت کو مسلکوں، فرقوں میں ریزہ ریزہ نہ کریں۔ آپس میں نفرتوں اور نفاق کی آگ کو بجھائیں۔ دنیائے عالم میں صداقتوں کے چراغوں کو قوت برداشت کی طاقت سے روشن و منور کریں۔ تمام مذاہب کی امتوں کو اخوت و محبت کا بھولا سبق یاد کرائیں۔ اپنی بھولی بھٹکی زندگی کے اعمال سے توبہ کریں۔ ہم سب امتوں نے تو اپنے مقبول و محبوب پیغمبران کی الہامی کتابوں کی تعلیمات، انکے توحید پرستی کے نظریات کو، انکے دستور حیات کو، انکی عمدہ صفات کو، انکے حسن اخلاق کو، انکے عمدہ کردار کو، انکے عفو و درگذر کے اصولوں کو، انکے ایثار و شار کے ضابطوں کو، انکے اعتدال و مساوات کو، انکے عدل و انصاف کو، انکے بے ثباتی کے اسباق کو، انکے خدمت خلق کی عبادات کو، انکے شب بیداری کے طریقہ کار کو، انکے الہامی روحانی ضابطوں کو، انکے امن و آشتی کے کردار کی شمع کو اس جہان رنگ و بو میں روشن و منور کرنا تھا۔ ہم نے تو انسانی نسلوں میں خدا و بزرگ و برتر کی عظمت کو آشنا کروانا تھا۔ ہم نے تو پیغمبران کے صحیفوں کی تعلیمات کو عام کرنا تھا۔ ہم نے تو اسوہ حسنہ کی خیرات انسانیت میں بانٹنی تھی۔ ہم نے تو اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا تھا۔

۸۔ لیکن ہم تمام امتوں نے تو تمام پیغمبران کے نظریات اور سلامتی کی تعلیمات اور دستو حیات اور انکے مشن کی روح کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ ہم نے تو مذہب کو مسلکوں اور فرقوں کی جنگوں میں مبتلا کر کے، ہم مذہبوں کا قتال کر کے اپنے ہی ممالک کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر مذاہب پرستوں نے ایک دوسرے مذاہب کے پیروکاروں میں نفاق اور نفرتوں کی آگ کو سلگا اور جلا رکھا ہے۔ ایک دوسرے کے قتال کا گھناؤنا کھیل جاری کر رکھا ہے۔ مذاہب پرستوں کا کردار انسانی برادری میں ایک عبرتناک داستاں رقم کرتا جا رہا ہے۔ اے مذاہب پرست امتوں کے ہدی خوانوں پیغمبران کی بھولی بھٹکی امتوں کو اس سرائے فانی میں راہِ راست کی نشاندہی تو کرتے جاؤ۔ انکو اور انکی خطاؤں کو معافی کے دروازے پر تو لے جاؤ۔ انکو چشمہ رشد و ہدایت کے الہامی اور روحانی پیغمبران کی تعلیمات اور نظریات کے جام تو پلا دو۔ انکا مذہبی تشخص تو انکو واپس دلا دو۔ انہوں نے دنیائے عالم کے تمام نظریات کو پیغمبران کے نظریات، تعلیمات اور دستور حیات کی سلامتی کا مقدس جام پلانا تھا۔ یا اللہ! معبد، کلیسا اور مسجد میں مذہبی پیشواؤں کے روپ میں شیطانِ رجیم قابض ہو چکا ہے جنہوں نے مذہب کی عمارت کو سیاسی قائدین اور حکمرانوں سے مل کر ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔ پیغمبران کی امتوں پر تمام دنیا میں مغربی جمہوریت، نان کرسچن جمہوریت کے مادہ پرست حکومتی ٹولہ اور انکے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ نظریات، تعلیمات کا مذہب کش نظام حکومت تمام مذاہب پرست امتوں پر مسلط کر رکھا ہے۔ تمام اہل کتاب پیغمبران کی امتیں ایمان تو پیغمبران اور انکی الہامی کتابوں، انکے نظریات، تعلیمات اور دستور حیات پر رکھتی ہیں۔ سرکاری طور پر اطاعت بالجبر حکومتی ٹولہ انکے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ منشوروں پر مشتمل نظریات تعلیمات، دستور حیات کی کرتی ہیں۔ تمام اہل کتاب پیغمبران کی امتیں نظریات تعلیمات اور دستور حیات کے تضاد کی زندگی کی اذیتوں میں مبتلا کر دی گئی ہیں۔ تمام پیغمبران کی امتیں نظریاتی المیہ کی شکار ہو چکی ہیں۔ یا اللہ ان تمام امتوں کو کوئی نجات اور فلاح کا راستہ عطا فرما۔ امین۔

۹۔ یا اللہ تو ان تمام پیغمبران کے واسطہ اور وسیلہ سے ہمیں معاف فرما۔ ہمیں راہ ہدایت کا مسافر بنا۔ ہمیں پیغمبران کی صداقتوں کا سفر عطا فرما۔ ہمیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے سلامتی کے عمل کو رواں دواں رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ تمام امتوں کو اخوت و محبت سے مل بیٹھنے کی طاقت اور انسانیت کی خدمت کرنے اور تمام پیغمبران کے مشن کی تکمیل کرنے کا فریضہ نبھانے کی ہمت عطا فرما۔ یا اللہ تو ان الفاظ میں چھپے ہوئے درد و اذیت کی فریاد کو سن لے۔ یا اللہ تیرا بندہ تیرے پیغمبران کی امتوں اور پوری انسانیت اور ہر قسم کی مخلوق کی فلاح کیلئے تیرے حضور اپنا روح و قلب اور تن و من جھکائے کھڑا ہے۔ تو اسکی فریاد کو سن لے۔ تیرے پاس تو لامحدود توفیقیں ہیں۔ تو اپنی مخلوق پر رحم فرما۔ تو آسانیاں اور سہولتیں عطا فرما۔ تو ان تمام امتوں کو مل بیٹھنے کی صلاحیت عطا فرما۔ یا اللہ تو ہمارے دلوں میں نفرت اور نفاق کی آگ کو بجھا۔ یا اللہ ہمیں نیکی کا شعور عطا فرما۔ یا اللہ ہمارے نفرتوں اور نفاق کے زخموں کو شفا کی مرہم عطا فرما۔ یا اللہ تمام امتیں اپنے اپنے پیغمبران کی تعلیمات اور سلامتی کے پیغام کو انسانی نسلوں تک پہنچانے کی مقروض ہیں۔ یا اللہ ان سب کو یہ قرض اور فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ ہماری اس بھول کو معاف فرما۔ یا اللہ تو ان الفاظ کو قبولیت کا شرف عطا فرما۔ امین

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ا۔ تمام صاحب کتاب پیغمبران اور انکی امتیں اپنے پیغمبران پر نازل ہونے والی روحانی، الہامی کتابوں سے استفادہ کرتی رہیں۔ انکے بتائے ہوئے ضابطہ حیات اور طرز حیات اور انکے نظریات اور انکی تعلیمات کے مطابق زندگی گذارتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اس جہان رنگ و بو کا نظام ہستی چلانے کیلئے اس دنیا میں بھیجا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سلسلہ پیغمبراں بنی نوع انسان کو رشد و ہدایت اور فلاح کا راستہ بتانے کیلئے جاری رکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تک یہ سلسلہ انبیا جاری رہا۔ ان تمام پیغمبران میں سے حضرت داوٗد علیہ السلام پر زبور شریف، موسیٰ علیہ السلام پر توریت شریف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل شریف اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر قران شریف جیسی طیب اور مقدس کتابیں نازل فرمائیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں کے ذریعہ بنی نوع انسان اور مخلوق خدا کی زندگی کے ہر شعبہ حیات کو سنوارنے کیلئے رہبری اور رہنمائی فرمائی۔ انسانی زندگی اس حسین و جمیل کائنات میں نشو و نما پاتی رہی اور ہر شعبہ حیات میں ارتقا کی منازل طے کرتی رہی۔ حق و باطل ہمسفری کے سفر پر رواں دواں رہے۔ جیسے جیسے معاشرہ گمراہی کے ارتقائی عمل سے گذرتا رہا۔ اسی طرح وقت کی ضرورت کے مطابق پیغمبران کو اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کی رہنمائی کیلئے بھیجتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کو اس دنیا میں بنی نوع انسان کو خیر، فلاح، نیکی اور صداقت کا راستہ بتانے کیلئے بھیجے۔

۳۔ انہوں نے بنی نوع انسان کو ازدواجی زندگی کا راستہ بتایا۔ آفرینش نسل کا طریقہ سمجھایا۔ انسانی رشتوں سے متعارف کروایا۔ معاشرے کی ترتیب اور ترکیب قائم کی۔ اس طرح انسانی تہذیب کو جلا بخشی۔ توحید کا سبق سکھایا۔ اس دنیا کی بے ثباتی کا درس دیا۔ حق و باطل، خیر اور شر، نیکی اور بدی کا راستہ دکھایا۔ عدل و انصاف کی قندیلیں روشن کیں۔ اخوت و محبت کے چراغ منور کئے۔ صبر و تحمل کا سبق پڑھایا۔ عفو و درگذر کا سلیقہ سمجھایا۔ خوف خدا سے متعارف فرمایا۔ کنبہ خدا یعنی بنی نوع انسان اور تمام مخلوق خدا کی عزت و احترام کا سلیقہ بتایا۔ اعتدال و مساوات کا فکر عطا کیا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تک یہ سلسلہ پیغمبراں جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبین بنا کر اس دنیا میں بھیجا اور قرآن پاک کو انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے آخری کتاب کی شکل میں نازل فرمایا۔

۴۔ قرآن پاک ایک ایسی مقدس کتاب ہے۔ جس نے انسانی زندگی کیلئے ایک ایسا مقدس دستور، ایک مکمل ضابطہ حیات، ایک جامع طرز حیات، ایک لاجواب سنہری منشور اور ایک اعلیٰ نصاب حیات عطا کیا ہے۔ جو بنی نوع انسان کی ازل سے لیکر ابد تک رہبری اور رہنمائی فرماتا ہے۔

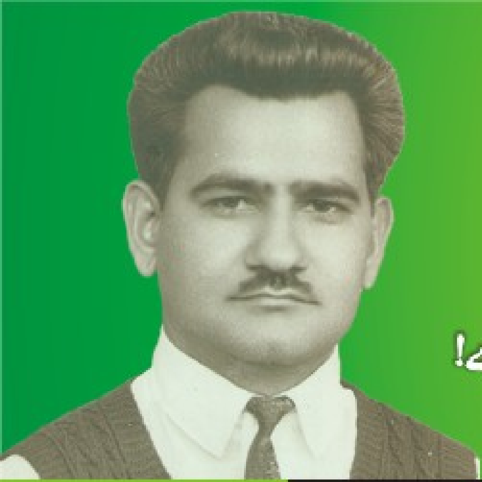

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس دارالفناہ کا کوئی دانشور، کوئی اہل فکر، کوئی سکالر، کوئی مصلح، کوئی مبلغ انسانیت کی فلاح و بہبود، رشد و ہدایت کے اخلاقیات کا کوئی اصول، نظام حیات کا کوئی طریقہ کار، خیر کی طرز حیات کا کوئی راستہ، انسانی زندگی کا کوئی کلیہ بنی نوع انسان کی خیر سگالی یا فلاح کیلئے پیش کرتا ہے۔ تو اسکی تمام خوبیاں، تمام اوصاف، تمام خصوصیات اور تمام صداقتیں حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے عملی درس کی کرنیں ہی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس جہان فانی میں تمام پیغمبران کے بعد آپ ﷺ کی ہستی کو تمام جہانوں کیلئے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو تمام اہل کتاب پیغمبران اور انکے الہامی صحیفوں پر ایمان لانے کو دین محمدی ﷺ کی بنیاد بنایا۔ اس وقت تک کوئی امتی دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک وہ ان پیغمبران پر ایمان نہ لائے۔ اور ہر روز ان پر اور انکی آل پر نماز جیسی عظیم پنج گانہ عبادت میں ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل پر درود سلام نہ بھیجے۔ یہ عمل امت محمدی ﷺ کے فرزندان کے نظریات، تعلیمات، عبادت کا حصہ اور انکے ایمان اور عبادت کی روح اور جان ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے اس خوبصورت اور دلکش جہان رنگ و بو، اس حسین و جمیل کائنات کو سنوارنے اور حسین سے حسین تر بنانے کیلئے انسان جیسی شاہکار تخلیق کو پیدا فرمایا، اسکو اس دارالفناہ کی عقدہ کشائی فرمائی۔ تمام پیغمبران نے حسن عمل، حسن کردار، حسن اخلاق، حسن صفات اور حسن صداقت پر مشتمل ضابطہ حیات اور دستور حیات کی روشنی اس دنیا میں پھیلائی اور انسانیت کو راہِ ہدایت بخشی۔ ان صفات کی قندیلیں روشن کیں۔ ان صفات کو پایہء تکمیل تک پہنچایا۔ آپ ﷺ کی زندگی شمع رشد و ہدایت بن کر اس کائنات میں ابھری اور جہالت کی تاریکیوں کو ختم کر دیا۔ آپ ﷺ صرف بنی نوع انسان کیلئے ہی اس کائنات میں رحمت بنا کر نہیں بھیجے بلکہ آپ ﷺ تو تمام جہانوں کیلئے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ ﷺ پر قرآن پاک جیسی مقدس کتاب نازل ہوئی۔ جو پوری انسانیت کی وراثت اور ملکیت ہے۔ جو بنی نوع انسان کی ازل سے لیکر ابد تک رہنمائی فرماتی ہے۔ اس سے تمام افراد، تمام اقوام، تمام نسلیں اور پوری مخلوق خدا استفادہ کر سکتی ہے۔

۶۔ انسان کو مذہب، انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی کے ضابطوں کا علم عطا کرتا چلا آ رہا ہے۔ ازدواجی زندگی اور خاندان کی بنیاد کے اصولوں سے آشنائی کرواتا ہے۔ انسانی حقوق وضع کرتا اور انکے تحفظ کا راستہ بتاتا ہے۔ خیر و شر، نیکی، بدی کی تمیز سکھاتا ہے۔ اخوت و محبت، عدل و انصاف، خدمت و ادب، اعتدال و مساوات اور فلاح و بہبود کے راستوں سے آگاہی بخشتا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس طرح جو تہذیب، جو معاشرہ، جو تمدن پیغمبران کی تعلیمات اور انکے نظریات کی روشنی میں تیار ہوتا ہے۔ وہ معاشرہ امن کا مسکن اور ایک لاجواب مہذب معاشرہ کہلاتا ہے۔ انسانی معاشرہ ارتقا کے عمل سے گذرتا رہا۔ خیر اور شر کا سفر بھی جاری رہا۔ جب بھی معاشرہ کی تشکیل اور ارتقائی عمل پیغمبران کی تعلیمات اور نظریات کے خلاف شر کے ہاتھوں میں چلا جاتا رہا۔ تو اصلاح معاشرہ اور گمراہی کے اندھیروں سے نکالنے کیلئے اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے پیغمبران کو انسانی فلاح کے لئے بھیجتے رہے۔ آخر میں چار پیغمبر ایسے تشریف لائے جن پر اللہ تعالیٰ نے الہامی صحیفے نازل فرمائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور شریف، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت شریف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل شریف اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر قرآن شریف جیسے الہامی اور روحانی صحیفے نازل فرمائے۔ جہاں انسانی معاشرہ ارتقا کے عمل سے گذرتا رہا۔ وقت کی ضرورت کے مطابق پیغمبران کی تعلیمات میں بھی اسی طرح ارتقائی عمل جاری ساری رہا۔ حالات و واقعات کے مطابق اللہ تعالیٰ انکو رشد و ہدایت اور فلاح کی تعلیمات عطا کرتے رہے۔ تاکہ انسانیت کی رہنمائی کا عمل جاری ساری رہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا کلام پیغمبران کی وساطت سے وحی کے ذریعے انکی امتوں تک پہنچتا رہا۔ تمام پیغمبران اپنی امتوں کو الہامی نظریات اور تعلیمات کے ذریعہ انکی انفرادی زندگی، ازدواجی زندگی، اجتماعی زندگی، معاشی زندگی، معاشرتی زندگی اور زندگی کے ہر شعبہ کی رہنمائی فرماتے رہے۔ حقوق و فرائض سے روشناس کرواتے رہے۔ خدمت خلق کا درس دیتے رہے۔ مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کے عمل سے گذارتے رہے۔ اخوت و محبت کا پیغام سناتے رہے۔ اعتدال و مساوات کا سبق سکھاتے رہے۔ عدل و انصاف کو قائم کرتے رہے۔ صبر و تحمل کی روشنیاں پھیلاتے رہے۔ عفو و درگذر کے چراغ جلاتے رہے۔ خیر اور شر کی تمیز بتاتے رہے۔ نیکی اور بدی کا راہ دکھاتے رہے۔ امانت و دیانت کا گیان دیتے رہے۔ توحید پرستی کے عمل تک رسائی کرواتے رہے۔ عبادت و ریاضت کی قندیلیں روشن کرتے رہے۔ الہامی اور روحانی دنیا سے متعارف کرواتے رہے۔ اس سرائے فانی کی گرہ کھولتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے نظریات کی تعلیمات عوام الناس تک پہنچاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو رائج کرنے کے اصول و ضوابط بتاتے رہے۔ آئین خداوندی کی اطاعت اور اطباعت کا سبق سکھاتے رہے۔ پیغمبر وقت آکر ہر دور میں بنی نوع انسان کی رہنمائی فرماتے رہے۔ مذہبی الہامی، روحانی پاکیزہ اور منزہ ماحول انسانی نسلوں کو مہیا کرتے رہے۔ مذہبی نظریات اور تعلیمات کی روشنی میں معاشرہ کی بنیادیں استوار کرتے رہے۔ باطل اور غاصب تہذیب و تمدن کا رخ فلاح کی طرف موڑتے رہے۔ آج کا فتنہ اور ٹریجڈی یہ ہے کہ پیغمبران کی امتوں اور انسانی نسلوں کو جو ضابطہ حیات اور ماحول سرکاری طور پر مہیا کیا جا رہا ہے۔ جن سے انکی کردار سازی کی جا رہی ہے۔

وہ مغربی جمہوریت کے حکومتی ٹولہ اور انکے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ مذہب کش جمہوریت کے ضابطہ حیات ،نظریات اور، تعلیمات پر مشتمل ہے۔جس کی وجہ سے تمام انبیاء علیہ السلام کی امتیں اور انکی نسلیں مذہب اور جمہوریت کے نظریات تعلیمات کے تضاد کی شکار ہوتی جارہی ہیں۔

۸۔داؤد علیہ السلام کی امت گمراہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں انسانیت کو انکا بھولا ہوا سبق یاد کروانے کیلئے بھیجا۔اللہ تعالیٰ نے انکو کلیم اللہ کا خطاب عطا کیا۔یہ دوسرے صاحب کتاب پیغمبر ہیں۔انہوں نے دنیائے عالم کے ایک بدترین جابر، ظالم، غاصب اور انسانی نسل کے معاشی اور معاشرتی قاتل فرعون کی حکومت کو ختم کیا۔عوام الناس نے ایک بدترین دور سے نجات پائی۔توریت شریف کی تعلیمات عام ہوئی۔ایک عمدہ اعلیٰ کردار، عظیم اخلاق، بے نظیر صفات اور لاجواب صداقتوں پر مشتمل بہترین یہودی امت تیار ہوئی۔انکی شان وشوکت اور عظمت دیکھ کر فرعونی نسل کے مادہ پرست اور اقتدار پرست ایک منافق کی حثیت میں اس امت میں داخل ہونا شروع ہوئے۔انہوں نے اس ملت کے ملکی وسائل ملکی خزانہ اور ملکی اقتدار پر قبضہ کرلیا۔انہوں نے یہودی ملت کے ضابطہ حیات ،نظریات اور تعلیمات کو بدلنا شروع کیا اور بالاخر ان چند معاشی اور معاشرتی دہشت گردوں نے ملت کے کردار و تشخص کو کچل کر رکھ دیا۔ انکی ملت بھی وقت کے ساتھ ساتھ ان غاصب قائدین کی سرکاری بالادستی کی وجہ سے گمراہ ہوتی گئی۔جوں جوں موسیٰ علیہ السلام اور انکی مقدس کتاب توریت شریف کے نظریات اور تعلیمات کی برتری معاشرے سے ختم اور ناپید ہوتی گئی۔انکی امت بھی انکی کتاب ہدایت کی تعلیمات اور انکے بنیادی نظریات سے فارغ ہوتی اور تباہی کے راستہ پر گامزن ہوتی گئی۔عوام الناس کا معاشی اور معاشرتی قتال شروع ہوگیا۔نمرودی ،فرعونی قوتیں ابھر آئیں۔اعتدال ومساوات کا فقدان پیدا ہوتا گیا۔عدل وانصاف کے اصولوں کو کچل دیا گیا۔یہ امت اخوت ومحبت سے محروم ہوتی گئی۔آج تک اس یہودی نسل کی رہبری اسی فرعونی طبقہ کے منافقوں کے پاس آرہی ہے۔جو اس ملت کی تباہی کا باعث ،دنیا کے امن کی بربادی کا موجب بن چکی ہے۔

۹۔انکے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ پیدا کیا۔ان کو روح القدس کا خطاب عطا فرمایا۔انہوں نے اپنی زندگی میں معجزات کی ہرطرف بارش کردی۔عوام الناس انکے گرد جوق در جوق جمع ہوتے گئے۔ان پر اللہ تعالیٰ نے انجیل مقدس جیسا الہامی صحیفہ نازل فرمایا۔جس سے انسانی زندگی میں ایک عظیم انقلاب بیدار اور رونما ہوا۔انکی امت نے انکی تعلیمات سے پوری افادیت حاصل کی۔انسانیت کی خدمت کے حروف کا تقدس قائم کیا۔جب تک انکی امت انکی تعلیمات کی پیروی کرتی رہی اور انکے نظریات کے تقدس کو قائم رکھا۔تو اس وقت تک انکی امت میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا۔اس امت کی تعداد لاکھوں ،کروڑوں اور اربوں تک پہنچتی چلی گئی۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۰۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت سے انکے نظریات، انکی تعلیمات اور انکے کردار کو نمرودی اور فرعونی ایجنٹوں نے اپنے ہاتھ میں لے کر نگلنا شروع کر دیا۔ جمہوریت کا طرز حکومت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر نافذ کیا۔ اقتدار کی طاقت سے انکی امت کو جمہوریت کے قائدین نے ڈبوچ لیا۔ ان پر حکومتی بالادستی قائم کر لی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کی تعلیمات اور اسکے نظریات کی جگہ جمہوریت کے مذہب کے دانشوروں اور سکالروں کے نظریات پر مشتمل خود ساختہ تعلیمی نصاب کو مرتب کیا۔ اسکو اپنے اپنے ممالک میں رائج کیا۔ انکے تعلیمی نصاب کی تعلیم و تربیت کو ملکی سطح پر تمام تعلیمی اداروں میں جاری کر دیا۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ملت سے انکے مذہبی الہامی نظریات، انکی مذہبی روحانی تعلیمات، انکے حسن عمل، حسن اخلاق، انکے حسن کردار کے تشخص اور انکی تمام مذہبی حسن صفات کو چھین لیا گیا۔ اس طرح آج تک انکی امت پر نمرود اور فرعون کے نظریات اور انکی تعلیمات کی سرکاری بالادستی انکے ایجنٹ قائم کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ عظیم امت اور اسکے عظیم فرزندان جو عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات اور تعلیمات کی روشن قندیلیں بن کر ابھرتی تھیں۔ ادب انسانیت اور خدمت خلق کے عمل میں گم ہو کر عبادت اور روحانیت کی خوشبو بن کر اس گلستان فانی کو معطر کرتی اور دلوں کو راحت اور سکون کی دولت سے مسحور کرتی تھیں۔ ان باطل قوتوں کے ایجنٹوں نے انکو سرکاری سطح پر معطل اور منسوخ کر دیا۔ وہ عظیم امت اور اسکے وہ عظیم روحانی سپوت ان مذہبی اور جمہوری نظریات اور تعلیمات کے تضاد کا شکار ہوتے گئے۔ جمہوریت اور اسکے دانشوروں نے اس ملت کو مذہبی نظریات اور تعلیمات کی افادیت سے محروم کر دیا۔ اس عظیم امت کے فرزندان مادہ پرستی اور اقتدار پرستی کی دلدل میں پھنس کر رہ گئے۔ وہ دلوں پر حکومت کرنے کا عمل بھول گئے۔ وہ مذہبی تہذیب اس جہان فانی میں دم توڑتی چلی گئی۔ بنی نوع انسان ظلمت کے سمندر میں گم ہوتے چلے گئے۔ انسانیت باطل اور غاصب نظریات کا شکار ہوتی چلی گئی۔ قتل و غارت کا عمل پھیلتا گیا۔ اعتدال و مساوات کی اقدار مفلوج ہوتی چلی گئیں۔ عدل و انصاف کی عظیم صفات کو ختم کر دیا گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کی روشن قندیلیں بجھتی چلی گئیں۔ عیسائیت سے روحانیت، رہبانیت اور فقر کی دولت چھین کر مادہ پرستی کے گمراہی کے سمندر میں دھکیل دیا گیا۔ وہ معصوم امت مادیت اور اقتدار کے حصول میں گم ہوتی گئی۔ وہ دلوں کو تسخیر کرنے والی امت جسموں کو مسخر کرنے لگ پڑی۔ انسانیت کی محافظ ملت انسانیت کی بدترین قاتل کا رول ادا کرنے لگ پڑی۔ جو آج تک انسانیت کی تباہی کا باعث بنی کھڑی ہے۔ انسانی نسل کے رہبر اسکے رہزن بن کر ابھرے۔ تمام امت جمہوریت کی چتا کی ایندھن بن کر رہ گئی۔ یا اللہ اس امت کو سیاسی دانشوروں کی جمہوریت اور عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات اور تعلیمات کے تضاد سے آگاہی بخش۔ یا اللہ اس امت کو جمہوریت کے عذاب سے نجات عطا فرما۔ ان پر عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات اور تعلیمات کا فیض جاری فرما۔ امین

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

١١۔ وقت کی ضرورت کے مطابق، اسوقت اس کائنات کے باطل اور غاصب نمرود اور فرعون کے نظریات کے ایجنٹوں کو کلمہ حق پڑھانے اور انکے نظام کو غسل دینے اور تمام انبیاء علیہ السلام کے بنیادی نظریات اور تعلیمات کو بحال کرنے کیلئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔ ان پر قرآن پاک جیسی مقدس کتاب کا نزول ہوا۔ بنی نوع انسان کو خیر وفلاح اور نیکی و بہبود کی منزل سے آشنائی کروائی۔ انسانیت کو ایک مکمل ضابطہ حیات عطا کیا۔ جس کے قوانین، جسکے اصول، جسکے ضوابط انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرتے چلے جا رہے ہیں۔

١٢۔ دین محمدی ﷺ کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کیلئے مجلس شوریٰ یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام کو متعارف کروایا ہے۔ اور اس نظام اور سسٹم کو رائج کرنے کا طریقہ اور سلیقہ بھی عطا کیا ہے۔

نمبر١۔ شورائی نظام میں مجلس شوریٰ کے ممبران کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنا اور اسے تسلیم کرنا ہوتا ہے۔

نمبر٢۔ شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کی روشنی میں کوئی شخص چناؤ یا الیکشن کیلئے اپنا نام پیش نہیں کرسکتا۔ عوام نے از خود ہی کسی انسان کی دینی اور دنیاوی اہلیت کو دیکھ اور پرکھ کر اسے یہ طیب فریضہ کی ادائیگی کیلئے چننا ہوتا ہے۔

نمبر٣۔ شورائی جمہوری نظام کو قائم کرنے کیلئے جن خوبیوں، جن خصوصیات اور جن عوامل کو مدنظر رکھ کر چناؤ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ شخص دین کا عارف ہو اور نیک سیرت ہو۔ اسکی زندگی دین کے قریب تر ہو۔ امین اور دیانتدار ہو۔ اخوت و محبت کا پیکر ہو۔ ادب وخدمت کے جذبوں سے سرشار ہو۔ اعتدال و مساوات کا مربی ہو۔ سادہ اور شریف ہو اور عدل و انصاف جیسی خوبیوں سے مالا مال ہو۔ اہل بصیرت اور امور سلطنت کے امور کو چلانے کے علم کا آشنا ہو۔ معاملہ فہمی اور انتظامی امور کو نبھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ وہ شخص حضور نبی کریم ﷺ کی قریب ترین عملی زندگی کا وارث ہو۔ امور سلطنت چلانے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کیلئے ایسے اشخاص کو اپنے اپنے حلقہ سے ڈھونڈ نکالنا اور انکو تلاش کرلینا اور انکا انتخاب کرنا ملت کے ہر فرد کا فرض ہوتا ہے۔ جو ان اہلیت کے وارث ہوں۔ اس طرح شورائی جمہوری اسمبلی یعنی اسلامی جمہوریت کے ارکان کا انتخاب دین کی روشنی میں ایسے اشخاص کو جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کے قابل سمجھے جاتے ہیں۔ ان صاحب بصیرت افراد کو منتخب کرلیا جاتا ہے۔ جو اموز سلطنت اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کے عارف ہوتے ہیں۔ پھر یہ ارکان شورائی جمہوری اسمبلی یعنی اسلامی جمہوریت کے اسمبلی ممبران، اپنا امیر المومنین اسی طریقہ کار کی روشنی کے مطابق چن لیتے ہیں۔ اسکے بعد یہ دین محمدی ﷺ کے اصول وضوابط اور ضابطہ حیات کو رائج کرتے ہیں۔

وہ قرآن وسنت کی خود بھی پیروی کرتے ہیں اور مخلوق خدا کو بھی اسکا پابند بناتے ہیں۔ یہ ملی خزانہ کے امین ہوتے ہیں۔ وہ امانت و دیانت کے عرفان سے آشنا ہوتے ہیں۔ انکی زندگی کی ضروریات مختصر اور ان کے اخراجات ایک عام شہری یا فرد سے بھی کم ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نظام، فرمان اور احکام کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں۔ وہ ملت کے افراد کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنا کرتا ایک چادر سے کیسے بنالیا۔ انکو پوری وضاحت کرنی پڑی کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے اسکی چادر حاصل کر کے یہ کرتا تیار کروایا ہے۔ وہ انسانی حقوق کا ہی نہیں بلکہ اگر انکی ذمہ داری میں دی ہوئی سلطنت میں کوئی کتا بھی بھوکا مرجائے۔ تو وہ اسکے بھی جواب دہ ہوتے ہیں۔ ان کا حسن خلق، حسن کردار، حسن عمل اور اعلیٰ صفات دین کی روشنیوں کے نور کی قندیلیں ہوتی ہیں جو دنیا میں بسنے والے انسانوں کی توجو کا مرکز بن جاتی ہیں۔ انکے دلوں کو منور کرتی ہیں اور بنی نوع انسان کو اپنی طرف راغب اور کھینچتی ہیں۔ انکی ان دلکش صفات پر مشتمل اعلیٰ ارفع صداقتیں دین کو پھیلاتی ہیں۔

نمبر ۴۔ مجلس شوریٰ یعنی اسلامی جمہوریت کے اسمبلی ممبران اور امیر المومنین دینی دستور کے نظریات، دین کا ضابطہ حیات، دین کا طرز حیات، دین کا اخلاق، دین کا حسن کردار، دین کا حسن عمل، دین کی اعلیٰ صفات کی تعلیمات کا نوری علم، ملت کے فرزندان کو تعلیمی اداروں کے ذریعہ مہیا کرتے ہیں۔

۱۔ ان کو دین کی سوجھ بوجھ سے مالا مال کرتے ہیں۔

۲۔ غور وفکر کی دنیا سے آشنا کرتے ہیں۔

۳۔ ملی کردار کو دین کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔

۴۔ مذہب کی یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ کہ وہ انسانیت کو پہلے ایک پاکیزہ اور منزہ ماحول فراہم کرتا ہے۔

۵۔ معاشرے کو شرافت اور صداقت کے چراغوں سے روشن کرتا ہے۔

۶۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے خصائل اور فضائل سمجھاتا ہے۔

۷۔ ملت کا کردار اور ملت کا تشخص دین کی روشنی سے منور کرتا ہے۔

۸۔ ظلمات کے گھپ اندھیروں کو ختم کرتا ہے۔ خیر اور نیکی کی شمع روشن کرتا ہے۔ گناہ، ثواب، آخرت کی دنیا سے آگاہی بخشتا ہے۔

۹۔ خوف خدا کو دلوں پر نافذ کرتا ہے۔ خلوت اور جلوت کے اندھیروں کو دور کرتا ہے۔ دنیا ان فطرتی صداقتوں سے امن کا گہوارا بن جاتی ہے اور اسکے بسنے والے سکون و راحت کی آغوش میں پرورش پاتے رہتے ہیں۔

۱۰۔ اگر کوئی فرد یا شخص اس مصفا اور منزہ ماحول یا معاشرے میں دین کی کسی حدود کو توڑتا ہے تو تب اسکو دین کے ضابطہ حیات کی مقرر کی ہوئی سزا کو بروئے کار لا کر اس گناہ کی کونپل کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ معاشرہ غیر شرعی ہو تو شریعت کی سزائیں کیسے دی جاسکتی ہیں۔

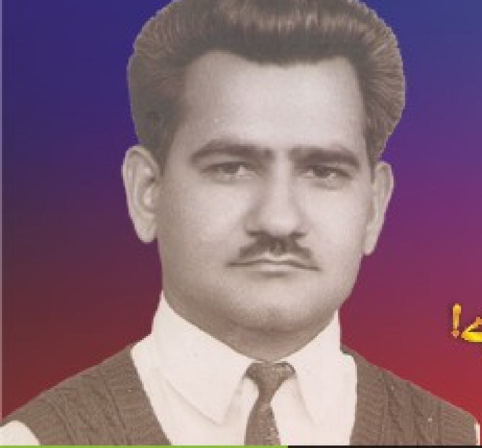

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۱۔معاشرے میں عدل وانصاف کے ترازو کو قائم کیا جاتا ہے۔

۱۲۔اعتدال ومساوات کی تلوار سے معاشی برائیوں کا قلع قمع کر دیا جاتا ہے۔

۱۳۔اس طرح ملت کے کردار کی اصلاح اور فلاح کی آبیاری کی جاتی ہے۔

۱۴۔ملک میں مذہبی ضابطہ حیات کو چلانے والے تمام حکومتی معاشی اور معاشرتی اداروں کو مربوط اور منظم کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ہرقسم کی آلائش سے محفوظ اور اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی میں نہائیت مثبت طریقہ سے سرانجام دینے کی اہلیت اور فوقیت قائم رکھی جاتی ہے۔

۱۶۔فلاحی ریاست کی معاشی حالت کو سنوارنے کیلئے دین کی روشنی میں زکوۃ عشر اور خمس کا نظام قائم کیا جاتا ہے۔

۱۷۔اس طرح جمع کیا ہوا خزانہ یا بیت المال کا استعمال دین کی روشنی میں کیا جاتا ہے

۱۸۔امیر المومنین اور اسکی انتظامیہ کے ارکان کی بود وباش اور ضروریات زندگی مختصر اور قلیل ترین ایک عام شہری کی طرح ہوتی ہیں۔اعتدال،مساوات،انصاف اور معاشیات کو نگلنے والی نہیں۔

۱۹۔اس سرائے فانی کے مسافر کو اس کائنات کی عارضی زندگی کی حقیقت سے آشنا کیا جاتا ہے۔انکو بتایا جاتا ہے کہ مال ودولت والے سخی نہیں ہوتے اور سخی جو ہوتے ہیں وہ مال ودولت نہیں رکھتے۔

۲۰۔سادہ مختصر اور قلیل ضروریات کی زندگی کا اجتماعی شعور بیدار کیا جاتا ہے۔

۲۱۔وقت کے حاکموں اور عوام الناس کی معاشی اور معاشرتی زندگی کا تضاد ختم کر دیا جاتا ہے۔ دین انسانیت کیلئے ایک فطرتی دستور،ایک فطرتی ضابطہ حیات اور ایک فطرتی طرز حیات ہے۔جس کے ذریعہ شورائی طریقہ کار سے ممبران کا چناؤ کیا جاتا ہے۔ امیر المومنین کی وساطت سے اللہ تعالی کی حاکمیت کو قائم اور رائج کیا جاتا ہے جس سے اللہ تعالی کی حاکمیت قائم ہوتی ہے۔

نمبر ۵۔ امت محمدی ﷺ کیلئے امیر المومنین کی اطاعت اور فرمانبرداری خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کے مترادف تسلیم کی جاتی ہے۔وہ اللہ تعالی کے دستور مقدس،اسکے نظریات،اسکے دینی ضابطہ اور قوانین کی خود بھی حفاظت کرتا ہے اور امت کے ہر فرد سے بھی کرواتا ہے۔دین کی تعلیمات کی روشنی میں تعلیمی نصاب کا تعین کرتا ہے۔صداقت شرافت کا سبق یاد کرواتا ہے۔حسن اخلاق اور حسن کردار کی تکمیل کرواتا ہے۔تمام دینی صفات کو بروئے کار لاتا ہے، جس سے اسلامی معاشرہ پنپتا اور نشونما پاتا ہے۔اس طرح انسانی نسل کی تشکیل وتکمیل کا ارتقائی عمل دنیا میں جاری رہتا ہے۔یا اللہ ہمیں انبیاء علیہ السلام،انکے نظریات،تعلیمات اور کردار کو سمجھنے اور اسکی افادیت سے آگاہی بخش اوران پر چلنے کی توفیق بھی عطا فرما۔آمین

مغربی جمہوریت کی طرز حکومت کا مختصر جائزہ

نمبر ۱۔ مذہب کے نظریات، مذہبی تعلیمات، ضابطہ حیات اور دستور حیات کا نصاب پیغمبران کو الہام یا وحی کے ذریعہ انسانیت کی فلاح اور رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ ودیعت کرتا رہا ہے۔ جسکی بنیاد حسن اخلاق، حسن کردار، حسن عمل، حسن صفات اور فطرت کی حسین اور روح پرور صداقتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ نظام حیات نوع انسانی کو انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی تک کے لئے ایسے ضوابط اور اصول اور طریقہ کار سے آگاہی بخشتا ہے۔ جو انسانیت کیلئے فلاح اور بہبود کے ضامن ہوتے ہیں۔ جس سے اخوت ومحبت کی خوشبو اور ادب واحترام کی مہک سے انسانی فضا معطر ہوتی ہے۔ پیغمبر کے اخلاق پیغمبر کے اعمال، پیغمبر کی صفات، پیغمبر کی صداقتیں اور پیغمبر کے اوصاف اور پیغمبر کے علوم اس کائنات کے تمام اوصاف وعلوم کے پیغمبر ہوتے ہیں۔ پیغمبر اور سکالر، عارف اور جاہل، نور اور ظلمات، نمرود اور ابراہیم، موسیٰ اور فرعون، حضرت حسینؓ اور یزید کے ووٹ کا وزن کیسے برابر ہوسکتا ہے۔ وہ تو ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔ حق اور باطل کو ایک ترازو میں تول ڈالنا جمہوریت کا خاصا ہے۔ پیغمبران کی امتوں پر جمہوریت کے سیاستدانوں، حکمرانوں کے تیار کردہ ضابطہ حیات دستور حیات کو، انکے نظریات کو، انکے قوانین وضوابط کو، انکے تعلیمی نصاب کو، پیغمبران کی امتوں پر سرکاری طور پر نافذ العمل کرنا۔ پیغمبران کے نظریات، انکی تعلیمات، انکے حسن عمل، حسن اخلاق، حسن کردار، حسن صفات اور انکی صداقتوں پر مشتمل الہامی تعلیمی نصاب کا قتال ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ زندگی فرعون کی گذاریں اور عاقبت موسیٰ کی مانگیں۔ مذہب کی تعلیمات اور عمل سے ملتیں پروان چڑھتی ہیں۔ مذاہب کے علم اور عمل میں فرق ہو تو مذاہب اور امتوں کے نظریات کی بقا ممکن ہی نہیں۔

۲۔ اسی طرح جمہوریت کے نظریات، اسکا تعلیمی نصاب اسکا ضابطہ حیات اور اسکے دستور حیات کے اصول وضوابط جمہوریت کے دانشور، سکالر اور سیاسی مفکرین وقت کی ضرورت کے مطابق تیار کرتے اور نافذ کرتے رہتے ہیں۔ جمہوریت اقلیت اور اکثریت کے ترازو سے پروان چڑھتی ہے۔ یاد رکھو جہاں اکثریت کاذب اور جاہل ہو، جہاں انکی اکثریت پر مشتمل حکومت قائم ہو۔ جس حکومت کو اکثریت چلاتی ہو، وہاں صداقتوں کا سفر کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ اور کیسے طے کیا جاسکتا ہے۔ (جب باطن مذہب کی صداقتوں کی عبادت کا پجاری ہو اور ظاہر جمہوریت کے بے دین سیاستدانوں کے تخلیق کردہ باطل نظام، احکام اور قوانین وضوابط کے روح سوز عمل سے دوچار ہو۔ تو ضمیر کے چہرے پر نفرت کا اظہار کیسے روکا جاسکتا ہے۔) انبیا کی امتوں کے ساتھ صدیوں سے کتنا بڑا مذہبی دھوکہ اور کتنی بڑی نظریاتی ڈاکہ زنی جاری ساری ہے۔ کہ انکی امتوں کے فرزندان کو انکے نظریات، انکے دستور حیات سے حکومتی بالادستی کی طاقت سے الگ کیا جارہا ہے انکو اقتدار کی نوک پر باطل، غاصب جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ مذہب کے نظریات اور اسکے دستور حیات اور اسکی تعلیم وتربیت کو سرکاری سطح پر کاربند بنایا جارہا ہے۔ انبیا علیہ السلام کا الہامی، روحانی، اخلاقی، اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف پر مشتمل معاشی معاشرتی دینی حسن چھپتا جارہا ہے اور انکی امتوں کی نظریں اس فطرتی حسن کو دیکھنے کیلئے مشتاق اور منتظر کھڑی ہیں۔ یا اللہ اس سورج کو طلوع فرما جو جمہوریت کے ظلمات کو ختم کردے۔ امین جمہوریت ایک ایسا سیاسی نظام حکومت ہے۔ جسکی تعریف اسکے سیاسی دانشور اور مفکر اس طرح کرتے ہیں۔

نمبر ۱۔ عوام کی رائے اور الیکشن کے ذریعے لائی ہوئی حکومت، عوام کی حکومت اور عوام کی خاطر۔

نمبر ۲۔ دینی حکومت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ہے، اللہ کے بندوں پر، اللہ تعالیٰ کی خاطر۔

نمبر ۳۔ جمہوریت اپنی تمام خوبیوں اور خامیوں، تمام فوائد اور نقصانات کے باوجود کبھی دینی حکومت نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ اور انبیا کا مرتبہ کسی کے ووٹ کا محتاج نہیں۔

نمبر ۴۔ عوام سے پہلے بھی تمام ادیان کو جمہوری رائے عامہ کے حوالے کر کے ختم کیا جاتا رہا۔ دین محمدی ﷺ کی رائے یا کثرت رائے یا کسی سیاستدان یا اسمبلی یا کسی حکمران یا کسی بادشاہ یا کسی قائد کی مرضی یا فیصلے سے بدلا نہیں جا سکتا۔ اس دین میں نہ ترمیم ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کمی بیشی ممکن ہے۔ کثرت رائے کو دین کے تابع رہنا پڑے گا۔ ورنہ دین اقتدار پرست حکومتی ٹولہ انکے اسمبلی ممبران کے تابع ہو جائیگا۔

نمبر ۵۔ جمہوریت اور ادیان عالم نہ ہم مرتبہ ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہمسفر ہو سکتے ہیں۔ انکی منازل مختلف اور متضاد ہیں۔ جمہوریت کے ذریعہ دینی انقلاب یا دینی معاشرہ قائم کرنا ممکن ہی نہیں اسلام کے نام پر جو سیاسی جماعتیں جمہوریت کے دین کش نظام حکومت میں شامل ہو کر حکومتیں بناتی، چلاتی اور اسکے نظام کی اطاعت کرتی اور اسکی افادیت سے برابر استفادہ کرتی ہوں۔ اور وہ دین کے ضابطہ حیات کے خلاف قانون سازی کے جرم کی مرتکب بھی ہوتی آ رہی ہوں وہ کیسے اسلامی انقلاب کی داعی بن سکتی ہیں۔ وہ خود بھی دھوکے میں ہیں۔ انکے پیروکار بھی بدنصیبی کے عمل سے دوچار ہیں۔ کثرت رائے یزید کے پاس ہو تو بھی صداقت اور شہادت حضرت امام حسینؓ اور انکے قافلے کے عمل میں مضمر ہوتی ہے۔

نمبر ۶۔ انبیاء علیہ السلام کے ادیان کو چھوڑ کر سیاسی دانشوروں کے تخلیق کردہ باطل، غاصب نظام کو سرکاری بالادستی دے کر جمہوریت کے نظام حکومت کو قائم کرنے اور چلانے والے قائدین اپنے اپنے پیغمبران کے نظریات، انکی تعلیمات اور انکے حسن کردار، انکے حسن اخلاق، انکی اعلیٰ صفات اور تمام الہامی صداقتوں کے منکر، باغی، منافق، غدار اور قاتل ہیں۔ انکی زندگی بنی نوع انسان کے ساتھ جبر، ظلم، انسانی قتال اور مذہب کشی کی داستاں رقم کیئے جا رہی ہے۔ جمہوریت سے منسلک سیاسی دانشور اور مذہبی رہنما پیغمبران اور انکی امتوں کے نظریات کے قاتل اور مجرم بن چکے ہیں۔ وہ خود بھی گمراہ ہو چکے ہیں اور پیغمبران کی امتوں کو بھی گمراہی کے دوزخ میں دھکیلتے جا رہے ہیں۔ یا اللہ یہ بھی تیری ہی مخلوق ہے۔ انکو راہ ہدایت کا مسافر بنا۔ ان سے پیغمبران کے ادیان اور ان کی امتوں اور ان امتوں کی آنیوالی نسلوں کو جمہوریت کے باطل، غاصب مذہب کش قائدین اور ضابطہ حیات کے عذاب سے رہائی اور نجات عطا فرما۔ امین

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ا۔جمہوریت سے منسلک عالم دین، مشائخ کرام اور گدی نشین مل کر دین محمدی ﷺ اور امت محمدی ﷺ کے ساتھ ایک بدترین منافقت کا رول ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔دین کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔دین کے نام پر اسلامی سیاسی جماعتیں بھی بناتے ہیں۔جمہوریت کے دین کش نظریات پر مشتمل اسمبلی ممبران کی قانون سازی میں شمولیت بھی کرتے اور جمہوریت کے نظام حکومت کے دستور حیات کو تخلیق بھی کرتے ہیں۔جمہوریت کے نظام نو کے مذہب کی سیاستوں، وزارتوں، مشاورتوں میں اعلیٰ مقام بھی حاصل کرتے ہیں۔جمہوریت کے باطل نظریات اور غاصب نظام حیات کی نشوونما بھی کرتے ہیں۔اسمبلیوں کے ذریعہ دین کے نظریات کے خلاف قانون سازی میں شامل بھی ہوتے ہیں۔جمہوریت کے حکمرانوں سے مل کر مادہ پرستی، اقتدار پرستی کے بتوں کی پوجا بھی کرتے ہیں۔حکومتوں سے ہر قسم کا تعاون اور ہارس ٹریڈنگ کے نظام سیاست کی سودا بازی بھی کرتے ہیں۔اور اسکے عوض مادیت اور اقتدار میں پورا پورا حصہ بھی لیتے ہیں۔دینی مدرسے بھی قائم کرتے ہیں۔کبھی ان طالبعلموں کو امریکہ کے ہاتھ فروخت کر کے مجاہدین بنا کر روس کے خلاف جنگ کا ایندھن بنا دیتے ہیں۔کبھی ان کو امریکہ سے ہی دہشت گرد قرار دلوا کر انکا قتل عام بھی جاری کروا دیتے ہیں۔خود جمہوریت کی سیاست کی وزارت، مشاورت اور حکومت جیسی نمرودی، فرعونی اور یزیدی طرز حیات سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر اپنی بہو بیٹیوں کو انگلی لگا کر دین محمدی ﷺ کے دستور حیات کے خلاف قانون سازی اور بغاوت کر کے دولت اور اقتدار کے بھوکے مغربی جمہوریت کے مخلوط نظام حکومت کی اسمبلیوں میں بھی پہنچ جاتے ہیں۔

۲۔مغرب کی طرح آزادی نسواں اور ترقی کے نام پر مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ مخلوط حکومت تیار کرنے، پردہ اور حیا جیسی اسلامی دستور حیات کی روح کو مسخ اور ختم کرنے کا رول بھی ادا کرتے ہیں۔ملکی ملی وسائل اور خزانہ کو لوٹنے اور شاہانہ زندگی گذارنے کے جرائم کے مجرموں کا رول بھی ادا کرتے آرہے ہیں۔ستم بالائے ستم وہ دین محمدی ﷺ کے محافظ اور رہنما بھی ہیں۔مغرب کی طرح ازدواجی زندگی ختم کرنے، جنسی آزادی اور روکٹورین چائلڈ پیدا کرنے کے عمل کی طرف بتدریج بڑھنے کے طریقہ کار میں پوری طرح شامل بھی ہوتے ہیں۔اسلامی دستور حیات کی خانگی زندگی کو نیست و نابود کرنے اور مسلم امہ کو حیوانی سطح پر لانے کے مجرم اور گناہگار بن چکے ہیں۔

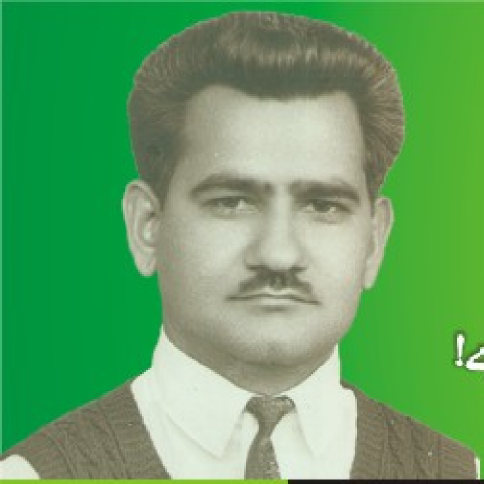

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۔امت محمدی ﷺ پر اس بے حیائی پھیلانے کے دوررس نتائج کیا نکلتے ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہ دین محمدی ﷺ کے پیشوا مغربی جمہوریت کے باطل نظام کے پیشوا بن چکے ہیں۔ان کے کارکنوں اور مسلم امہ کو انکا سختی سے نوٹس لینا اور احتساب کرنا ہوگا۔آج بھی اگر یہ جمہوریت اور اس کی افادیت سے توبہ کرلیں۔اس سے علیحدگی اختیار کر کے جمہوریت کے نظریات کی پیروی کرنا بند کر دیں۔اپنی غلطی کا اعتراف نبی کریم ﷺ اور ان کی امت کے روبرو کر لیں۔اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ اور انکی امت سے اس منافقت کے عمل کی معافی مانگ لیں۔تو ان کو راہ نجات اور راہ راست نصیب ہوگا۔اسلام کے نفاذ کی جنگ جیتنا مسلم امہ کے نصیب کا حصہ بن کر ابھرے گی۔اس طرح یہ اسلام کے نفاذ میں رکاوٹ کا کفارہ ادا کرسکیں گے۔دین کے نظریات اور ضابطہ حیات کا علم اور عمل امت محمدی ﷺ پر بحال ہوگا۔دین پر جمہوریت کے نظریات اور ضابطہ حیات کے علم اور عمل کی بالادستی سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر از خود مسلم امہ پر ختم ہوجائیگی۔دنیا کی کوئی اور طاقت دین محمدی ﷺ کے نفاذ میں رکاوٹ بھی نہ بن سکے گی۔دین کے پیشواؤں کی دین کش غلطیاں امت محمدی ﷺ کی پیشوا بن کر ملت کی تباہی کا باعث بنتی جارہی ہیں۔

۴۔یا اللہ جمہوریت پسند ان جاہل علما اور بے بصیرت مشائخ کرام اور جمہوریت کے سیاست دانوں کے دعا گو پیران طریقت سے مسلم امہ کو انکی رہنمائی سے نجات دلا۔ یا اللہ ملت کو انکے عذاب سے نجات دلا۔یا اللہ انکو راہ ہدایت کا راستہ دکھا۔آمین۔

۵۔تمام پیغمبران کی امتوں کو انکے مذاہب کے نظریات اور دستور حیات کے علم اور عمل کی طرف مبذول کروانا اور جمہوریت کے نمرودی، فرعونی اور یزیدی نظریات اور ضابطہ حیات، اسکے علم اور عمل کی سرکاری بالادستی سے نجات دلانا اس وقت کی اہم ضرورت بن چکی ہے۔جمہوریت کے سیاسی دانشور بڑی چالبازی اور مہارت سے پیغمبران کی امتوں سے انکے مذاہب کے نظریات، انکے دستور حیات، انکے علم اور عمل کو سرکاری سطح پر منسوخ، معطل اور بے اثر کر کے ان کو مذاہب کی افادیت سے محروم کیے جارہے ہیں۔پیغمبران کے حسن عمل، حسن کردار، حسن اخلاق، حسن صفات اور انکی الہامی، روحانی صداقتوں کے تہذیبی ورثے کے انمول اثاثہ کو ختم کیے بیٹھے ہیں۔

۶۔جمہوریت کی حاکمیت کی وجہ سے پیغمبران کی امتیں انکا بنیادی سبق کہ ساری خدائی کنبہ خدا ہے کو بھول چکی ہیں۔اولاد کو ماں کی نگاہ اور مخلوق کو، خالق کی نگاہ سے دیکھنے کی تعلیمات دم توڑتی جارہی ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۷۔ جمہوریت کے نظریات اور قانون سازی کی روشنی میں جنسی آزادی نے انسانوں کی ازدواجی زندگی کے دستور حیات کو پاش پاش کر کے انسان کو حیوان ناطق بنا کر رکھ دیا ہے۔ ماں کی محبت اور باپ کی شفقتوں کے فطرتی جذبے نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔ انسانی نسلیں شفقت و محبت کے فطرتی جذبوں کے ازلی رشتوں سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔

۸۔ جمہوریت نے مخلوق خدا سے دنیا کی بے ثباتی کے مذہبی علم اور عمل کو چھین لیا ہے۔ اس جہان فانی میں انسان سکڑنے کی بجائے پھیلنے میں مصروف اور گم ہو چکا ہے۔ فناہ کے دیس کی اصل حقیقت کو وہ بھول چکا ہے۔ مادہ پرستی کی حسین کشش، انسان کو کشمکش حیات کی دلدل میں پھنساتی جا رہی ہے۔ مذہبی الہامی علم اور عمل ہی انسان کو اس عبرتناک دلدل سے نکالنے کا ایک واحد ذریعہ ہے۔

۹۔ جمہوریت کی سرکاری بالادستی کی تلوار سے مذاہب کے اخوت و محبت، ادب و خدمت اور حقوق انسانی کو احسن طریقہ سے نبھانے کی بجائے ان اصولوں کو بری طرح کچلا جا رہا ہے۔ جسکی وجہ سے مذاہب کی آفاقی صفات کی روشنیاں ماند پڑتی جا رہی ہیں۔ دنیا میں نفرت اور نفاق کی آگ سلگتی اور جنگوں کی صورت میں شعلوں میں بھڑکتی جا رہی ہے۔

۱۰۔ جمہوریت نے مذاہب کے اعتدال و مساوات کے علم اور اسکے عمل کے اصولوں کو مسخ کر کے پوری انسانیت کو اسکی افادیت سے محروم کر دیا ہے۔ انکے متضاد، عدم اعتدال و مساوات کے اصولوں کا راج قائم کر کے مخلوق خدا کو ناگہانی آفات میں مبتلا کر دیا ہے۔

۱۱۔ جمہوریت نے مذاہب کے عدل و انصاف کے ضابطوں پر جمہوریت کے سیاستدانوں کے تیار کردہ غاصب ضابطے سرکاری طور پر مسلط کر کے ان مذہبی ضابطوں کی صداقتوں کی افادیت سے انسانیت کو محروم کئے جا رہے ہیں۔ جسکی وجہ سے مخلوق خدا عدم استحکام اور عدم تحفظ کی اذیتوں اور مصائب سے دوچار ہوتی چلی جا رہی ہے۔

۱۲۔ پیغمبران پر اللہ تعالیٰ نے چار کتابیں نازل فرمائیں۔ داؤد علیہ السلام پر زبور شریف، موسیٰ کلیم اللہ پر توریت شریف، عیسیٰ روح اللہ پر انجیل شریف اور حضرت محمد الرسول اللہ رحمت اللعالمین پر قرآن شریف۔ تمام صاحب کتاب پیغمبران یکے بعد دیگرے اس جہان رنگ و بو کو سنوارنے کیلئے تشریف لاتے رہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان تمام پیغمبران کی اور ان پر نازل ہونے والے صحیفوں کی شان عظمت کو اور ان طیب ہستیوں کے تقدس کی اہمیت کو آنیوالی انسانی نسلوں اور اپنی امت کو پوری وضاحت کے ساتھ آگاہ فرمایا۔ ان تمام پیغمبران کو تسلیم کرنے، ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لانے کو دین اسلام کی بنیاد قرار دیا۔ ہر نماز اور ہر عبادت میں درود ابراہیمی کو عبادت کا محور بنایا۔ مذاہب اور انکے نظریات، انکی تعلیمات، انکے دستور حیات کے قوانین و ضوابط اللہ تعالیٰ کے نور کی کڑیاں ہیں۔ ان میں ہر دور کے انسانوں کی رہبری اور رہنمائی فرمائی گئی۔ خیر اور فلاح کے رشد و ہدایت کے راستے بتائے گئے۔ آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر دین اسلام مکمل فرمایا۔ خیر کے تمام سوتے اس کتاب ہدایت میں سے پھوٹتے ہیں۔ یہ کتاب تمام بنی نوع انسان کی رہنمائی کیلئے مختص ہے۔ یہ کسی ایک فرد یا کسی ایک کنبہ یا کسی ایک گروہ یا کسی ایک ملت کی ملکیت نہیں ہے۔ یہ ہر فرد، ہر قوم، ہر امت کی ملکیت ہے۔ جو بھی اس سے استفادہ اٹھائے اٹھا سکتا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

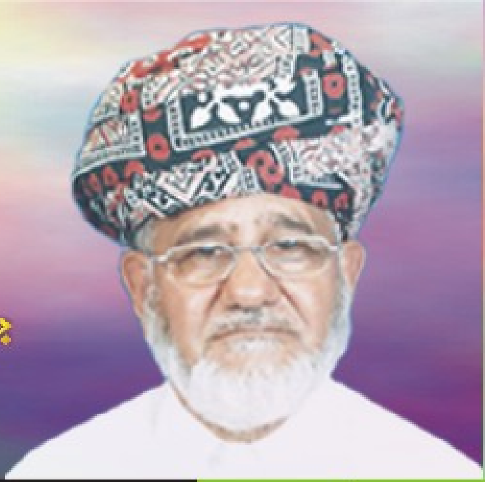

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۳۔ دنیا اس وقت سمٹ کر ایک گھر، ایک بستی، ایک شہر ایک **ملک** بن کر رہ چکی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی نے فاصلوں کو تسخیر کر کے انسانوں کو، تہذیبوں کو، نظریات کو، جمہوریت کو، کیمونزم کو، سوشلزم کو، آمریت کو، بادشاہت کو، مذاہب کو اور دنیائے عالم کے تمام ممالک کو ایک دوسرے کے قریب لا کر ایک شہر کے، ایک **ملک** کے وسنیک کی حشیت دے دی ہے۔نئی سے نئی ایجادات معرض وجود میں آتی جا رہی ہیں۔ ذرائع مواصلات، ذرائع آمد ورفت، ذرائع ابلاغ نے اپنا اپنا ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ یہ تمام ذرائع اور وسائل ایک راڈار کی حثیت اختیار کر چکے ہیں۔ دنیا کے کسی کونے میں کوئی حادثہ، کوئی واقعہ، کوئی تقریب، کوئی کھیل، کوئی لڑائی، کوئی جھگڑا، رونما ہو جائے تو دنیا کے ہر فرد کو بذریعہ ٹیلیفون، ٹی وی، کمپیوٹر اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایک ہی وقت میں دنیا کو آگاہی ہو جاتی ہے۔

۱۴۔ دنیائے عالم میں انسان مختلف ایجادات کی روشنیاں پھیلاتا چلا جا رہا ہے۔ کن فیکون کی گونج جاری ساری ہے۔علم و دانش کے جوہر غور وفکر اور ہمت و محنت کے عمل سے عیاں ہوتے جا رہے ہیں۔بجلی، گیس، ٹیلیفون، ٹی وی، کمپیوٹر اور اس قسم کی بیشمار ایجادات سے ہر خاص و عام اور پوری انسانیت حسب ضرورت ان سے استفادہ کر رہی ہے۔انکے علاوہ ترقی یافتہ ممالک اپنی برتری کو قائم رکھنے کیلئے سامان حرب جیسی مہلک ایجادات تیار کر کے دنیا کے غیر ترقی یافتہ ممالک، ترقی پذیر ممالک کی دولت، انکے وسائل اور انکی پونجی کو ان ایجادات کی تجارت کے ذریعہ لوٹتے اور چھینتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ سامان حرب اور اسکی ٹیکنالوجی کو فروخت کر کے دنیا میں جنگ وجدل جاری کئے بیٹھے ہے۔ انسانی قتال انکی خوشحالی کا ذریعہ بن چکا ہے۔

۱۵۔ ان ترقی یافتہ ممالک نے مخلوق خدا کو ایک کنبہ، ایک خالق کی مخلوق، ایک ماں کی اولاد کی نظر سے کبھی دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی اور نہ ہی کبھی اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ انسانی وحدت اور انسانی جمعیت کی سوچ کو انہوں نے اپنے قریب آنے ہی نہیں دیا۔انہوں نے بنی نوع انسان کو طبقوں، قوموں، نظریوں، رنگوں، نسلوں اور ملکوں میں منقسم کر رکھا ہے۔ مذاہب کو معبد، کلیسا اور مسجد کی حدود وقیود میں پابند کر رکھا ہے۔اسکی بین الاقوامی حثیت کو ختم کر کے اسکی افادیت سے انسانیت کو محروم کر کے اپنی اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔پیغمبران کی امتوں کو انکے نظریات، انکے دستور حیات، انکے طرز حیات، انکے الہامی روحانی فلسفہء حیات اور انکی تعلیمات سے عملی طور پر محروم کر کے تمام اہل کتاب پیغمبران، انکے مذاہب اور انکی امتوں کے ساتھ ایک عالمگیر سطح پر ان رہزنوں نے بڑے دھوکہ، فریب اور فراڈ سے انکے نظریات، انکی تعلیمات اور انکے بے ثباتی کے فلسفہ حیات کی دولت کو لوٹ لیا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جمہوریت، بادشاہت، آمریت کے فتنہ نے مذاہب کی اصل روح کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ مذاہب کی آفاقیت کو کچل اور روند کر رکھ دیا ہے۔ حضرت آدم سے لیکر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک کی مذہبی کڑیوں کو سمجھنے کے رجحان کو ختم کر دیا ہوا ہے۔ مذاہب کی خوبیوں کو خامیوں میں بدل کر رکھ دیا ہے۔ پوری انسانیت پیغمبران کی تعلیمات اور انکے کردار سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ کلمہ خدا کی وحدت کو ختم کر کے اقوام، ملکوں، نظریات، مذاہب اور فرقوں کی جنگ کا ایندھن بنا کر رکھ دیا ہے۔ کلمہ خدا کا احترام اور اسکا تصور ناپید ہو چکا ہے۔ مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا سبق اور عمل کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

۱۶۔ ترقی یافتہ اقوام عالم اور انکے ممالک کے سیاستدان، حکمران ایک دوسرے پر مادیت اور اقتدار کی برتری کے حصول کی جنگ میں مصروف ہو چکے ہیں۔ وہ مہلک روائتی ہتھیاروں سے لیکر، تباہ کن میزائیلوں، خاکستر کرنے والے نائٹروجن بموں، ایٹمی پلانٹوں، ایٹمی آبدوزوں، ایٹم بموں کے ڈھیر اپنے اپنے ممالک میں اکٹھے کیے بیٹھے ہیں۔ ان ترقی یافتہ ممالک کی اسلحہ ساز فیکٹریاں جدید مہلک روائتی ہتھیار تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ ڈیزی کٹر جیسے تباہ کن بم، انسانی بستیوں کو خاکستر کرنے والے نائٹروجن بم، بیماریاں پھیلانے والے جراثیمی بم، تباہ کن جنگی جہاز، تباہ کن مزائیلوں جیسے روائتی ہتھیاروں کو تیار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان ہتھیاروں کی خرید و فروخت انکی آمدن، انکی خوشحالی اور انکی ترقی کا ذریعہ بن چکے ہیں۔ وہ غیر ترقی یافتہ اقوام، عوام اور انکے ممالک کے سیاستدانوں، حکمرانوں کو آپس میں الجھائے رکھتے ہیں۔ اسکے علاوہ فریقین کے ساتھ اپنے اپنے تعلق بحال اور استوار رکھتے ہیں۔ انکو اسلحہ فروخت کر کے انکی معاشی طاقت سلب کرتے رہتے ہیں۔ ان ممالک کو جنگوں میں الجھا کر انکی انفرادی قوت اور معاشی قوت کو مفلوج اور ختم کر دیتے ہیں۔ انکے ملکی وسائل جنگوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ انکی بستیاں ویرانوں میں بدل جاتی ہیں۔ انکے مرد و زن زخموں اور اذیتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غربت اور بیماریاں انکی نسلوں کی میراث بن جاتی ہیں۔ وہ اقوام اور ممالک ان ترقی یافتہ ممالک کے دروازوں پر بھیک اور خیرات مانگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہ تعلیم کسی پیغمبر اور مذہب سے متعلقہ نہیں۔ یہ اعمال انکی امتوں کے نہیں۔ یہ اعمال نمرود، فرعون، شداد اور یزید کے پیروکاروں کے ہیں۔ جنکے ایجنٹ ان امتوں میں گھس آئے ہوئے ہیں۔ جو مادیت اور اقتدار پر قابض ہو کر ملکوں اور ملتوں پر حکومتیں کر رہے ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں جو ایسا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ کیا یہ یہود ہیں بالکل نہیں۔ کیا یہ عیسائی ہیں، ایسا سوچنا ایک گناہ عظیم ہے۔ کیا وہ مسلمان ہیں ہرگز نہیں۔ یہ تو نمرود، فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل مذاہب کے منافقوں اور منکروں کے ایجنٹ ہیں۔ دنیا میں ہر قسم کا قتل و غارت انکے ایما پر ہوتا ہے۔ اسلحہ سازی کا تباہ کن عمل انکی خوشحالی کا ذریعہ ہے۔ جو مذاہب کے نورانی، روحانی نظریات اور تعلیمات کا کینسر ہیں۔

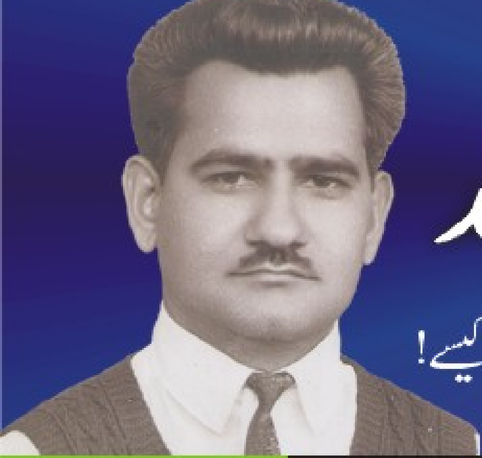

۱۷۔اس بات میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ۔سائنس اینڈ ٹیکنالوجی نے دنیائے عالم میں نئ سے نئی ایجادات کی روشنیاں پھیلائی ہیں۔علم و دانش اور ترقی کے چراغ جلائے ہیں۔ترقی کی منازل طے کی ہیں ۔انسانی زندگی کو بجلی اور گیس فراہم کی ہے۔ٹیلیفون، ٹی وی اور کمپوٹر جیسے عقلی معجزات سے نوازا ہے۔نوع انسانی کو گاڑی، ریل اور جہاز جیسے ذرائع آمدورفت کی سفری سہولتیں مہیا کی ہیں۔انسانوں کی بیماریوں کی تشخیص کے آلات اور انکے علاج کی ادویات کو ایجاد کیا ہے۔ جہاں عقل وفکر نے سمندروں، زمینوں اور آسمانوں کی وسعتوں کو تسخیر کیا ہے۔جہاں انہوں نے خیر کی قندیلیں روشن ومنور کی ہیں۔

۱۸۔وہاں ان ترقی یافتہ ممالک کے سائنس دانوں اور حکمرانوں نے مل کر دنیا کے امن اور بنی نوع انسان کی تباہی کا فریم ورک اور انٹرنیٹ کا کام ہروقت جاری رکھا ہوا ہے۔ان ترقی یافتہ ممالک کے سیاستدان اور حکمران مل کر مختلف غیر ترقی یافتہ ممالک، انکے کمزور اعوام اور ان میں بسنے والے معصوم اور بے گناہ انسانوں کی تباہی کے ماسٹر پلان بھی تیار کرتے رہتے ہیں۔وہ خیر کی قندیلوں کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

۱۹۔جرمن کی جنگ، جاپان کی جنگ کیوبا کی جنگ، فلسطین کی جنگ، کشمیر کی جنگ، بوسنیا کی جنگ، عراق اور ایران کی جنگ، عراق اور کویت کی جنگ، افغانستان اور روس کی جنگ، امریکہ اور اسکے اتحادی ترقی یافتہ ممالک کی افغانستان سے جنگ، امریکہ اور انکے حواریوں کی عراق سے جنگ۔ اسکے علاوہ مزید جنگوں کو جاری رکھنے کیلئے ترقی یافتہ طاقتور ممالک کے سیاستدانوں، حکمرانوں نے بین الاقوامی سطح پر کمزور ممالک پر دہشت گردی کی جنگیں مسلط کرکے ایک ایسی دہشت گردی کی جنگ جاری کر لی ہے۔جسکا اختتام ممکن نہیں۔انہوں نے دنیا کے تمام بین الاقوامی ضابطوں اور اخلاقی اصولوں کو مسخ کر کے کمزور اقوام، غیر ترقی یافتہ ممالک کے عوام پر جنگیں مسلط کر کے ایک ایسی جنگ کا آغاز کر دیا ہے۔جس نے اب تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔دنیا کا کوئی فرد، کوئی قوم، کوئی ملک، ان سے محفوظ نہیں۔یہ عالمی طاقتور دہشت گرد ممالک دنیا میں کمزور ممالک کی خودکش حملہ آوروں کی ایک ایسی فوج تیار کر چکے ہیں۔جن سے یہ ترقی یافتہ اور طاقتور ممالک اور انکے باشندے از خود بھی انتہا کے غیر محفوظ ہو چکے ہیں۔اگر یہی عمل جاری رہا تو مغربی ممالک اس دہشت گردی کے عمل سے بری طرح متاثر اور مفلوج ہو کر رہ جائیں گے۔انکے اپنے ایٹمی پلانٹ اور اہم مقامات انکے لئے ایک عذاب الٰہی کی حثیت اختیار کرتے جائیں گے۔ انکے لئے کوئی بندرگاہ، کوئی ائیر پورٹ، دنیا کا کوئی ملک یہاں تک کہ انکے اپنے ممالک بھی انکے لئے محفوظ نہیں رہیں گے۔تمام دنیا سے انکی ہر قسم کی تجارت مفلوج ہو کر رہ جائے گی۔انکی یہ پالیسی انکی مادی برتری کو خاکستر کر دے گی۔حکمران اور عوام بے بس اور مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں۔جمہوریت کے دانشوروں کی پالیسیاں تباہی کی شاہراہ پر چل چکی ہیں۔حکمرانوں اور سیاستدانوں کے ہاتھوں سے وقت نکلتا جا رہا ہے۔تمام ملتیں مذہب کی دوری کی سزا میں مبتلا ہو چکی ہیں۔

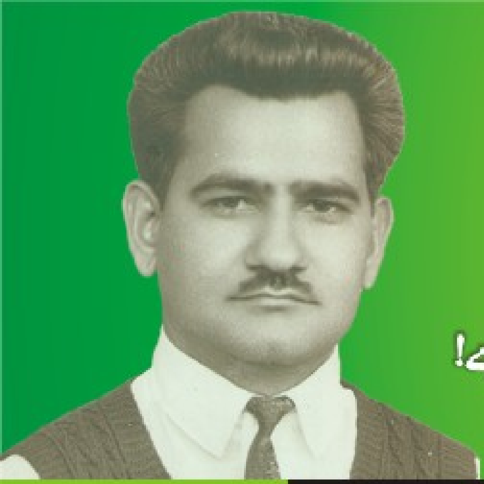

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۰۔ دنیائے عالم کتنی غیر محفوظ ہو چکی ہے۔ امریکہ کے پینٹا گان جیسے سینٹر اور اس میں رہنے والے ہزاروں انسانوں کی حفاظت تک کے بنیادی فرائض تو یہ ترقی یافتہ ممالک ادا نہ کر سکے۔ یہ واقعہ کیوں پیش آیا۔ اس انسانی المیہ اور اس واقعہ کی وجوہات اور اس کے محرکات کیا ہیں۔ اسکے حقائق کیا ہیں۔ اسکے اصل مجرم کون ہیں۔ ایک ترقی یافتہ بین الاقوامی سپر پاور کے اہم سنٹر پر کیسے حملہ ہوا۔ ان عظیم ٹاوروں کو کیسے خاکستر کیا گیا۔ یہ حملہ آور جہاز کہاں سے آئے۔ ان جہازوں کے پائلٹ کون تھے۔ انہوں نے دنیا کی سپر پاور کے سیکورٹی کے آلات و انتظامات کو کیسے روندا۔ کیا یہ امریکہ کے سیاستدانوں کا کھیل تھا۔ کیا یہ امریکہ کے خفیہ اداروں کا عمل تھا۔ کیا یہ کسی جرمن قوم کے دل جلے کا انتقامی عمل تھا۔ کیا یہ کسی جاپانی سپوت کے انتقام کا سلسلہ تھا۔ کیا یہ کسی کمبوڈیا کے مظلوم کا رول تھا۔ کیا یہ کسی فلسطینی دکھیارے کا کردار تھا۔ یہ دہشت گردی کی آگ کس نے جلائی۔ یہ خود کش حملہ آور کس نے تیار کیئے۔ یہ روائتی مہلک ہتھیار کس نے بنائے۔ یہ ایٹمی پلانٹ کس نے ایجاد کیئے۔ یہ ہائیڈروجن بم، یہ آکسیجن بم، یہ نائیٹروجن بم، یہ جراثیمی بم کس نے تیار کیئے۔ یہ ایٹمی میزائل، یہ ایٹمی آبدوزیں، یہ ایٹمی وارہیڈ ان سب کے خالق کون ہیں۔ ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم پھینکنے والے کون تھے۔ جرمن کے آٹھ سال کے بچوں سے لیکر اسی سال کے بوڑھوں تک کا قتال کرنے والے کون تھے۔ انکی مستورات کی بے حرمتی کرنے والا کون تھا۔ جاپان کی نسل کو ایٹم بموں سے خاکستر کرنے والا کون تھا۔ اس تمام تباہ کن، عبرتناک اسلحہ سازی کی ٹیکنالوجی کو متعارف کروانے والا کون ہے۔ یہ تمام واقعات ہی اصل مجرموں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ دنیا میں ذرائع ابلاغ کی اجارہ داری کس کی ہے۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنانے والی نشر و اشاعت کی ایجنسیاں کس کے پاس ہیں۔ اپنی عوام اور دنیائے عالم سے حقائق کو چھپانے والے کون ہیں۔ اسامہ بن لادن کون ہے۔ اس کردار کو تیار کرنے والا کون ہے۔ روس کے خلاف جہاد کے نام پر اسامہ بن لادن کو استعمال کرنے والا کون تھا۔ مجاہد سے دہشت گرد بنا بیٹھے والا کون تھا۔ دنیا بھر کے دانشور، سیاستدان، مذہبی پیشوا غور سے سن لیں اور ان سوالات کا جواب دیں۔ اسامہ کو عرب کی سرزمین سے افغانستان کا راستہ بتانے اور لانے والا کون تھا کیا وہ امریکہ جیسی عظیم طاقت کے دفاعی انتظامی نظام کو درہم برہم کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ کیا اسکے پاس کوئی ایسا سائنسدان موجود تھا جو امریکہ کے دفاعی انتظامی نظام کو معطل یا ناکارہ بنا سکتا تھا۔ کیا وہ امریکہ کے ائیر پورٹ پر چار جہازوں کو باہر سے پہنچا سکتا تھا۔ کیا وہ ان جہازوں کو ائیر پورٹ کے عملہ کی مرضی کے بغیر وہاں سے اڑا سکنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ کیا وہ امریکہ کے ان ٹاوروں کی بجائے کسی ایٹمی پلانٹ کو بھی تباہ کر سکتا تھا یا نہیں اور اس نے ایسا کیوں نہ کیا۔ کیا یہ پائلٹ آسمان سے آئے تھے اور آسمان پر واپس چلے گئے۔

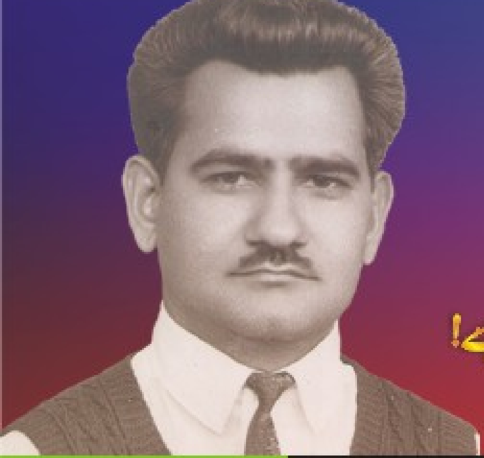

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

کیا یہ ایک یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے روپ میں نمرود، فرعون یا یزید کے ایجنٹوں کی سازش تھی یا سی آئی اے جیسی بین الاقوامی تنظیم کا ایک عالمی دہشت گردی کے منصوبے کا آغاز تھا۔ کیا اس دن سو کالڈ یہودی ان ٹاوروں پر موجود تھے۔ کیا اسامہ کا گھناؤنا تشخص ان کے ذرائع ابلاغ کا پیدا کردہ نہیں۔ کیا اسامہ انکا اپنا ہی تیار کیا ہوا ایک آلہ کار نہیں تھا۔ جو انہوں نے روس کے خلاف جہاد کے نام پر استعمال کیا۔ کیا روس اور افغانستان کی جنگ میں اسلحہ اور تمام جنگی سامان امریکہ کا مہیا کیا ہوا نہیں تھا۔ کیا امریکہ ان مجاہدین کو ہر قسم کی تربیت نہیں دیتا تھا۔ کیا امریکہ کے پاس ان دہشت گردوں کی فہرست موجود نہیں تھی۔ کیا یہ دہشت گردی تھی۔ کیا یہ کوئی خود سوزی کے بم تھے۔ کیا یہ تمام دہشت گرد اسامہ بن لادن انکے اپنے ہی ملک کے باشندے نہ تھے۔ جن کو افغانستان کے پہاڑوں میں نائٹروجن اور ڈیزی کٹر بموں کے ذریعہ تلاش کیا جا رہا ہے۔ یہ مذاہب کی تعلیمات اور نظریات کے تیار کردہ کردار ہرگز نہ تھے اور نہ ہیں۔ یہ تو جمہوریت کی تہذیب حاضر کے تعلیمی اداروں کے تراشے ہوئے بت تھے جنکا سیاسی مذہب جمہوریت ہے۔ جو مذاہب کے منافق اور انکے تقدس کو پامال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ تمام خرابی، یہ تمام ظلم، یہ تمام جبر و ستم، یہ تمام جنگیں، یہ تمام عالمگیر سطح پر دہشت گردی، ان واقعات کے تمام محرکات مذہب کے نظریات اور اسکی تعلیمات سے دوری کی سزا ہیں۔ مسیحائی کا عمل اور انسانی قتال کا عمل ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جو مومن اور کافر کی پہچان ہیں

۲۱۔ کیا افغانستان امریکہ کا اتحادی ملک نہ تھا۔ کیا افغانستان کے عوام نے روس کے خلاف جنگ میں لاکھوں جانوں کی قربانی نہیں دی تھی۔ کیا افغانستان دنیا کا ایک غیر ترقی یافتہ ملک نہیں۔ کیا اس جنگ نے اس ملک کو کھنڈرات میں بدل کر رکھ نہیں دیا تھا۔ کیا افغانستان کے پاس کوئی اسلحہ سازی، جہاز سازی، میزائل سازی یا کسی قسم کا اسلحہ بنانے والی فیکٹری موجود ہے یا تھی۔ کیا افغانستان دنیا کا غریب ترین، کمزور ترین اور غیر ترقی یافتہ ملک نہیں۔ کیا امریکہ جیسی بین الاقوامی سپر پاور کا اسامہ بن لادن جیسے بے وطن انسان کا کوئی مقابلہ ہے۔ کیا امریکہ جیسی سپر پاور کیلئے ایک آدمی کو ختم کرنا کوئی مشکل کام ہے۔ اسامہ امریکہ کا ایک ذرائع ابلاغ کا تیار کیا ہوا ایک ایسا کردار ہے۔ جسکے نام کی آڑ میں یہ دہشت گردی پوری دنیا میں پھیلا چکے ہیں۔ اسی خود ساختہ کردار کو ختم کرنے کیلئے امریکہ نے اپنے تمام اتحادیوں کو اکٹھا کیا۔ تمام بین الاقوامی طاقتیں جدید اسلحہ، جنگی جہاز، ڈیزی کٹر بم، نائٹروجن بم، جراثیمی بم، طرح طرح کے میزائل لیکر اسامہ پر حملہ آور ہوئے جو افغانستان میں رہائش پذیر تھا۔ چونتیس ہزار کی بلندی سے ڈیزی کٹر بموں کی تباہ کن بارش افغانستان کے غیر ترقی یافتہ، کمزور، بیگناہ اور بے بس ملک کی معصوم عوام پر کرتے رہے۔ جنگی جہازوں سے تباہی مچاتے رہے۔ نائٹروجن بموں سے بستیاں خاکستر کرتے رہے۔ جراثیمی بموں سے بیماریاں پھیلاتے رہے۔

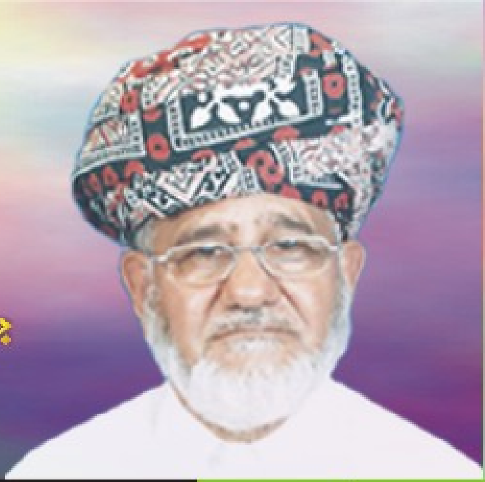

معصوم، بیگناہ، نہتے، بے بس، کمزور اور غریب مرد و زن، بچوں، بوڑھوں کو موت کا ایندھن بناتے رہے۔ آبادیاں اور بستیاں ملبے کا ڈھیر بناتے اور روندتے رہے۔ انکے ہسپتال، انکے تعلیمی ادارے، انکے خوراک کے ذخائر، انکے ذرائع آمد و رفت، انکے کھیت کھلیان نیست و نابود کرتے رہے۔ بے شمار زخمی تڑپتے رہے۔ بیشمار بے بس معصوم بچے، بوڑھے، نوجوان اور مستورات کے اعضا فضاؤں میں بکھیرتے رہے۔ بتاؤ تو تم کس طرح کے مسیحا ہو۔ کیا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت ہو۔ جمہوریت کے سائے تلے تمام اقوام عالم، دنیا بھر کے تمام ممالک، تمام مذاہب، تمام نظریات کے کرداروں کی رونمائی جاری رہی۔ جمہوریت کے سیاستدانوں اور انکے دانشوروں اور جمہوریت کی تہذیب کے علمبردار ملک امریکہ کی زیر نگرانی ان معصوم، بے گناہ انسانوں کے قتال کا گھناؤنا کھیل افغانستان کی سرزمین میں جاری ہے۔ اس کھیل کا ذمہ دار کون ہے۔ خودکش حملہ آوروں کی فوج تیار کرنے والا کون ہے۔

۲۲۔ اسی طرح عراق کے صدام حسین کے ساتھ امریکہ نے بہت اچھے تعلقات قائم کر رکھے تھے۔ امریکہ کے دل میں ایران بری طرح کھٹکتا تھا۔ سو کالڈ یہودیوں کے خلاف وہ عربوں کا ساتھ دیتا تھا۔ اسرائیل کے لئے ایران ایک خطرہ تھا۔ صدام حسین کے ساتھ دوستی قائم کی۔ اسکو جدید اسلحہ مہیا کیا۔ دونوں ممالک کی جنگ کروا دی۔ انکی مین پاور اور اقتصادی طاقت جنگ کے ذریعہ کچل دی گئی۔ صدام سے کویت پر حملہ کروایا۔ اسکے بعد امریکیوں نے اپنی پالیسی کا رخ بدل لیا۔ کویت اور عربوں کا ساتھ دیا۔ ان کو خوب سامان حرب مہیا کیا اور عراق پر استعمال کیا۔ عراق کو خوب سبق سکھایا۔ ایران، عراق اور عربوں کو خوب لوٹا۔ انکو تمام روائیتی ہتھیار مہیا کیے۔ انکی افرادی قوت اور اقتصادی قوت مسخ کر کے رکھ دی۔

۲۳۔ صدام حسین پر ایٹم بم بنانے کے الزامات عائد کر دیئے۔ اس طرح عراق کے خلاف امریکہ کے کہنے پر تمام بڑی طاقتوں نے ہر قسم کی معاشی اور معاشرتی پابندیاں بے بنیاد الزامات پر عائد کر دیں۔ عراق کے عوام کو اقتصادی اور سماجی پابندیوں میں جکڑ لیا۔ عراق کے خلاف ذرائع ابلاغ کی جنگ شروع کر دی۔ کئی بار ایٹمی اسلحہ کی باز پرس کے بارے میں تمام دنیا کے ماہرین انسپکٹر عراق کی چیکنگ اور انسپیکشن کیلئے عراق میں بھیجے گئے۔ وہاں کسی قسم کا ایٹمی مواد انکو نہ مل سکا۔ انکی رپورٹس دنیا کے تمام اتحادی اور غیر اتحادی ممالک کو معلوم ہو چکی تھیں۔ جب انکو مکمل یقین ہو گیا کہ اسکے پاس کسی قسم کا کوئی مہلک اسلحہ نہیں ہے۔ اس یقین دہانی کے بعد امریکہ اور اسکے اتحادیوں اور حواریوں نے ملک عراق پر حملہ کر دیا۔ بھوکے، ننگے، کمزور، بے بس عراقی عوام امریکہ اور اسکے اتحادیوں کے درندہ صفات وحشی حکمرانوں کے نرغے میں آ گئے۔

۲۴۔ وہ اپنے اپنے ممالک سے اپنی افواج، جدید ترین اسلحہ، بحری بیڑے، ایٹمی آبدوزیں، سپر قسم کے تباہ کن اسلحہ سے لیس جنگی جہاز، تباہی مچانے والے میزائل، ڈیزی کٹر بم، نیپام بم، جراثیمی بم، اعضا شکن گیس بم اور ہر قسم کا مہلک ترین اسلحہ عراق کی ہر ذی جان مخلوق خدا، معصوم، بچے، بچیوں، نوجوانوں، بوڑھوں، مستورات، اپاہجوں، بیماروں، جانوروں، کھیتوں، سڑکوں، پلوں، درسگاہوں، ہسپتالوں، کارخانوں، فیکٹریوں، بستیوں، شہروں میں بسنے والی مخلوق اور انکے ہر قسم کے وسائل کو نیست و نابود اور خاکستر کر کے رکھ دیا۔ مغربی جمہوریت، نان کرسچن جمہوریت کی تہذیب کے ترقی یافتہ ممالک کے شاہکار ایک ظالمانہ، ایک غاصبانہ، سفاکانہ انسانیت اور مخلوق خدا کے قتال کے عمل میں پاگلوں کی طرح مصروف اور گم ہو گئے۔ وہ انسانی بستیوں کو ویرانوں میں بدلتے جا رہے ہیں۔

۲۵۔ بیشک یہ امت حضرت یسوع مسیح کی مسیحائی کی مجرم اور گناہگار ہے۔ اور یہ امت انکے نظریات اور تعلیمات کی توہین کی مرتکب ہو چکی ہے۔ یہ ملت انکی گستاخ اور انکے نظریات اور انکی تعلیمات اور انکے کردار کو کچل چکی ہے۔ اسکے بعد انکا کسی قسم کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہیں رہتا اور نہ ہی یہ انکی امت کہلا سکتی ہے۔ غور سے سن لو!

۲۶۔ یہ عقدہ ء سیاست نہ کلیم اللہ سے وابستہ ہے اور یہ طرز جمہوریت نہ روح القدس کی تعلیمات کا حصہ ہے۔ عیسائیت کے مذہبی پیشواؤں کو ملت کے ان منافق مادہ پرست حکومتی ٹولہ کے رہزنوں، جنکا عیسائیت سے دور کا تعلق نہیں، ان سے نجات حاصل کرنا ہزاروں سالوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ جمہوریت کے سیاستدانوں نے تمام انبیا علیہ السلام کی سلامتی کی نورانی شمع کو گل کر کے رکھ دیا ہے۔ مذہبی نظریات، مذہبی صفات اور مذہبی صداقتوں پر مشتمل مذہبی تہذیب و تمدن جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران نے تیار کیا تھا وہ ان نمرودی، فرعونی اور یزیدی مادہ پرست فلاسفرز کے پیروکاروں کے ایجنٹوں نے ان پیغمبران کی امتوں میں داخل ہو کر جمہوریت کے باطل نظام حکومت کے ذریعے انکے وسائل اور ملکوں پر بالادستی حاصل کر کے ان کو نگلتے اور انکے نقش مٹاتے جا رہے ہیں۔

۲۷۔ ایسے اعمال سے تو دلوں کی کھیتیاں سرسبز نہیں ہوا کرتیں۔ شمع حق کو تو یہ روشن کرنیوالے اعمال نہیں۔ جمہوریت کی پروردہ اقوام کیوں عذاب کی بجلیوں کو پکار رہی ہیں۔ پیغمبروں کی امتوں کی تو ایسی خو نہیں ہوتی۔ یہ عقل سنگدل کسی اور دامن میں پلی ہے۔ یہ نظام کائنات اور نقش حیات مٹانے کیلئے کیوں حجتیں پیدا کر رہے ہیں۔ جمہوریت کا علم وحکمت مادیت اور اقتدار کے حصول کے شعلہ نمرود کے روشن الاؤ ہیں۔ دور حاضر کے سیاستدان اور حکمران زندگی کی بہت بڑی صداقت اور حقیقت کو بھول چکے ہیں۔ کہ یہ دنیا فناہ کا دیس ہے۔ یہاں ہر سفری کا سامان لٹ جاتا ہے۔ وہ تو اس دنیا میں خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ نامعلوم منزل کی طرف چل دیتا ہے۔ جمہوریت کے دانشور پیغمبران کی امتوں کے متولی بھی کہلاتے ہیں۔ دوسری طرف انکے نظریات اور انکے ضابطہ حیات، انکے حسن خلق، انکے حسن کردار، انکی حسن صفات اور انکی صداقتوں پر مشتمل الہامی اور روحانی تعلیمات کے سوتے سرکاری سطح پر بند بھی کئے جاتے ہیں۔ انکی امتوں کو حق کی آواز سے بے خبر اور محروم کئے جا رہے ہیں۔

۲۸۔ یہ رہزن نور ابراہیم علیہ السلام کو بجھائے جا رہے ہیں۔ یہ بھول چکے ہیں۔ کہ یہ شان حاضر اور ربط جان وتن سب عارضی ہیں۔ جمہوریت کا صحرا مذاہب کی وادیوں کو اپنی لپیٹ میں لئے جا رہا ہے۔ مذاہب کے جذبے پیدا کرنے والے ادارے جمہوریت کی گرفت میں مقید ہو چکے ہیں۔ امتوں کی غفلت نے اپنی نسلوں کو نمرود، فرعون اور یزید کے نظریات اور ضابطہ حیات کی چتا میں دھکیل رکھا ہے۔

۲۹۔ انکو اس غفلت سے بیدار کرنے کیلئے کسی دکھ درد کے مارے صاحب درد کے آنسو ہی کام آسکتے ہیں۔ اسکے نقش پا سے درد و اذیت کے بیاباں میں پھر سے امن وسکون کے پھول پیدا ہو سکتے ہیں۔ ایسے اعجازی توفیق اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبران کی بھولی بھٹکی امتوں کی رہنمائی کیلئے انکے اہل فکر، اہل بصیرت اور اہل دانش فقیروں، درویشوں اور انکے ماننے والوں کو عطا کرتے رہتے ہیں۔ یا اللہ تو فریاد پنہاں کو پیغمبران کی امتوں کے دلوں اور روحوں میں بیدار کر دے۔ انکو جمہوریت کے باطل، غاصب نظام حکومت اور اسکے حکومتی ٹولہ سے نجات عطا فرما۔ آمین

اے جمہوریت کے پرستارو۔ اے تہذیب حاضر کے رہنماؤ، اے پیغمبران کی امتوں کے پیشواؤ۔ آؤ! ذرا غور کر لیں۔ آؤ! ذرا تدبر سے کام لیں۔ آؤ! ذرا داناؤں کی نادانی اور سینہ ءویراں کی حالت زار کی طرف ایک نظر تو دیکھیں۔ آؤ! ان امتوں کے پیشواؤں، سیاستدانوں، حکمرانوں اور انکی رعایا سے چند سوال تو پوچھ لیں۔

۱۔ کیا تمام پیغمبران کی امتیں اللہ تعالیٰ کو خالق دو جہاں مانتی ہیں۔

۲۔ کیا یہ تمام امتیں سلسلہ پیغمبران پر ایمان رکھتی ہیں۔

۳۔ کیا ہم حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو انبیا اور پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔

۴۔ کیا تمام امتیں ان انبیا پر نازل ہونے والی کتابوں زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اور قرآن شریف کو خدائی صحیفے مانتی ہیں۔

۵۔ کیا تمام پیغمبران کی امتیں توحید پرستی کے عقیدہ سے منسلک نہیں۔

۶۔ کیا تمام امتیں پیغمبران کے نظریات اور انکی تعلیمات اور انکے بتائے ہوئے منشور حیات پر یقین نہیں رکھتیں۔

۷۔ کیا پیغمبران خالق کی مخلوق کو کنبہ خدا یا وحدت آدم کی تعلیمات سے آشنا کروانے کیلئے نہیں آتے رہے۔

۸۔ کیا پیغمبران خدا اپنے اپنے ادوار میں ملت آدم کی اصلاح اور فلاح کیلئے اس کائنات میں تشریف نہیں لاتے رہے۔

۹۔ کیا تمام پیغمبران بنی نوع انسان کو ایک ہی بنیادی تعلیم توحید پرستی ایک ہی نظریہ خدمت خلق اور ایک ہی منشور حیات اخوت و محبت کا درس نہیں دیتے رہے

۱۰۔ کیا پیغمبران کی امتیں نظریاتی گمراہی اور تباہی کا شکار نہیں ہوتی رہیں۔ داؤد علیہ السلام کی زبور شریف کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت توریت شریف کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں رہی۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت انجیل شریف کی تعلیمات پر گامزن نہیں رہی۔ کیا انکے بعد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت قرآن شریف کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہوئی۔

۱۱۔ کیا یہ تمام پیغمبران ایک ہی تسبیح کے دانے نہیں۔ اور یہ ایک ہی ہستی خداوند قدوس کے پیامبر نہیں۔

۱۲۔ کیا جمہوریت نے جمعیت آدم کو اقوام عالم میں تقسیم نہیں کر دیا۔

۱۳۔ کیا جمہوریت نے پیغمبران کی امتوں سے وحدت آدم اور کنبہ خدا کے بنیادی نظریات کو چھین نہیں لیا۔

۱۴۔ کیا جمہوریت کے دانشوروں، سیاستدانوں نے خود ساختہ منشور حیات کے اصول وضوابط سرکاری سطح پر اپنے اپنے ممالک میں نافذ کر کے انبیاء علیہ السلام اور انکے الہامی ضابطہ حیات اور انکے اصول وضوابط کی توہین اور گستاخی کے مرتکب نہیں ہوتے چلے آ رہے۔

۱۵۔ کیا جمہوریت نے انسانیت دوستی کے مذہبی ضابطے اخوت ومحبت، ادب وخدمت، عزت واحترام، اعتدال ومساوات، عدل وانصاف کو اقتدار کی تلوار سے کاٹ اور کچل کر رکھ نہیں دیا۔ کیا انکی جگہ نفرت ونفاق، خود غرضی، نفس پرستی، حق شکنی، زر پرستی اور اقتدار پرستی کے باطل، غاصب ضابطوں نے مخلوق خدا کو جنگوں میں جھونک نہیں رکھا۔

۱۶۔ کیا جمہوریت کے دانشوروں نے آزادی ءنسواں کے نام پر مخلوط تعلیم کو رائج نہیں کیا۔ کیا مستورات کو مردوں کے شانہ بشانہ سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں گھر کی چار دیواری سے نکال کر مادی مفادات کے حصول کیلئے دفاتر اور زندگی کے ہر شعبہ میں نہیں لے آئے۔ کیا مرد و زن کو جمہوریت پسند حکمرانوں نے جنسی آزادی دے کر مذاہب کی ازدواجی زندگی کے حسین وجمیل رشتہ کو ریزہ ریزہ نہیں کر دیا۔ کیا اس جنسی آزادی سے خاندان کی عمارت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم نہیں ہوتی جا رہی۔ کیا عوام نے ازدواجی زندگی کے مذہبی بندھن کو توڑ کر وکٹورین چائلڈ کے نرسری ہوم بھرنے شروع نہیں کر دیئے۔ کیا ماں باپ، بہن بھائی، دادی دادا نانی نانا کے رشتوں کے آسمانی نظام اور اس سے وابستہ اخوت ومحبت کو ناپید اور ان رشتوں کا تقدس روند کر رکھ نہیں دیا۔ کیا جمہوریت کے سودائیوں نے صنف نازک کو مارکیٹ کی زینت بنا کر رکھ نہیں دیا۔ کیا جمہوریت مخلوط معاشرے کے ذریعہ مذاہب کی حدود وقیود کو روند نہیں رہی۔ کیا جمہوریت کے پجاری عورت کے وجودی قیمتی، اثاثے شرم وحیا اور فطرتی انمول مال ومتاع کو بڑے دھوکہ سے لوٹے نہیں جا رہے۔ کیا جمہوریت مذہبی ازدواجی اقدار ایک ایک کر کے ختم نہیں کیے جا رہی۔ کیا جمہوریت انسان کو حیوان اور درندہ صفات کی تہذیب میں ڈھالتی نہیں جا رہی۔ سیاسی، مذہبی پیشواؤں اور مذاہب پرست امتوں کو سوچنا ہوگا۔ کہ مغربی جمہوریت کے اس مذہب کش اور عدل کش قیادت اور انکے نظام حکومت کو روکنا ہے یا نہیں۔ یا مذاہب پرست امتوں کو جمہوریت کی اقتدار پسند بے دین قیادتوں اور قوتوں کے باطل قوانین وضوابط اور غاصب نظام اور سسٹم کا باطل، غاصب جمہوری مذہب قبول کرتے جانا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامنِ دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

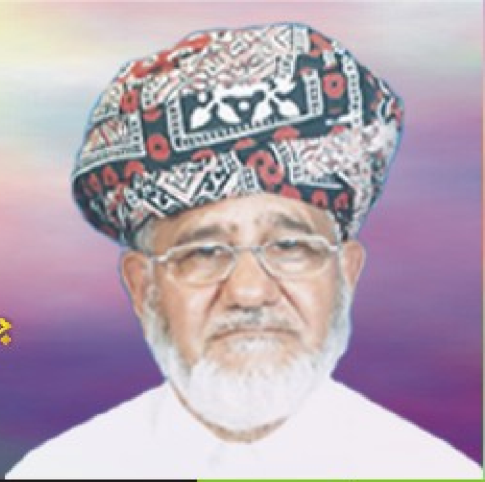

۱۷۔ دنیا کی بڑی قوتوں اور ترقی یافتہ ممالک کی قیادتوں اور انبیا علیہ السلام کے ماننے والوں نے مذاہب سے دوری کا راستہ اختیار کر کے مغربی جمہوریت یا نان کرسچن جمہوریت کے باطل، غاصب اور اخلاق سوز نظام اور ضابطہ حیات کو پوری دنیا میں نافذ کرنے کا عمل جاری نہیں کر رکھا۔ کیا زر پرستی، زن پرستی اور اقتدار پرستی کا عمل جاری ساری نہیں۔ کیا حق شکنی اور حقوق شکنی کے ضابطے انکی جمہوریت کی تہذیب کے بنیادی اخلاقیات نہیں ہیں۔ کیا جمہوریت کے مفکروں نے گناہ پرستی، حرام پرستی، ہوس پرستی، نفس پرستی، مادہ پرستی، شراب نوشی، زنا کاری اور ہر قسم کی بدکاری کو آداب زندگی بنا نہیں رکھا۔ اس طرز حیات کو قانونی تحفظ فراہم کرتے نہیں جارہے۔ کیا معاشی اور معاشرتی قتال اقوام عالم اور غیر ترقی یافتہ ممالک اور دنیا کے تمام جمہوریت پسند قائدین نے اپنے ملکوں میں جاری نہیں کر رکھا۔ کیا جمہوریت کے ذریعہ انہوں نے مخلوق خدا پر رحمتوں اور شفقتوں کی بجائے زحمتوں اور اذیتوں کے ضابطے مسلط کر نہیں رکھے۔ کیا جمہوریت نے جمعیت آدم کو، نسلوں، قوموں، ملکوں اور مختلف نظریات میں منقسم نہیں کر رکھا۔ کیا اس تقسیم سے مخلوق خدا کو کنبہ خدا کے بنیادی حق سے محروم کر کے رکھ نہیں دیا۔ مذاہب کے پیغمبران جمعیت آدم کی تعلیمات سے نوازتے ہیں اور حقوق انسانی کو بین الاقوامی سطح پر بجالانے کا درس دیتے ہیں۔ اعتدال، مساوات، کو عدل و انصاف کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔ انسانوں میں اخوت و محبت کے دروازے کھولتے ہیں۔ اور جمہوریت کے دانشور بنی نوع انسان کو نسلوں، قوموں، ملکوں، نظریات اور طبقات میں تقسیم کر کے مادیت اور اقتدار کے حصول کی جنگ جیتنے والوں کو اقتدار پر لا بٹھاتی ہے۔

۱۸۔ پیغمبران الہامی صداقتوں کے سفیر ہوتے ہیں۔ خیر اور بھلائی کو پھیلاتے ہیں۔ انکے نظریات اور انکی تعلیمات آفاقی ہوتی ہیں۔ جبکہ جمہوریت کے داعی اور سیاسی مفکر اور قائدین خود ساختہ باطل صداقتیں اور انکے ضابطے تیار کرتے ہیں، جن سے انکے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔۔ بنی نوع انسان کو خیر اور بھلائی سے محروم کرتے ہیں۔ انکے مادہ پرستی اور اقتدار پرستی کے نظریات اور تعلیمات کا بنیادی مقصد انفرادی خوشحالی اور اقتدار تک رسائی کے راستوں کی ہمواری اور کامیابی تک محدود ہوتا ہے۔ اور بنی نوع انسان کو نمرود، فرعون اور یزید کے باطل ضابطوں میں مقید کرنا ہوتا ہے۔ جمہوریت کا آزمودہ فتنہ اور اسکی تمام تدبیریں اور اسکا کردار بے نقاب ہو چکا ہے۔ جمہوریت کے سودائی قائد رسوائی کا سفر تباہی کے سمندر تک طے کر چکے ہیں۔

۱۹۔ نغمہء بیداری ءمذاہب اور چشمِ آدم کو جمہوریت کے اندھیروں سے نکال کر اور سرمایہ داری نظام سے انسانیت کی حیات کو رہائی دلوا کر چشمہء زمزم تک پہنچانا مقصود انبیا اور انکے بعد یہ فرائض انکے الہامی روحانی وارثوں یعنی فقرا کی ذمہ داری ہوتا ہے۔ آئینہ وقت دکھانا، یہ صدا لگانا، یہ ندا، اور یہ ناد بجانا اور یہ آواز دینا اور یہ چراغ جلانا فقیر وقت کے ساز کی تاریں اور سر ہیں جو مذاہب کا ڈنکا بجانے کے مضراب کا کام دیتی ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انسانی نسلیں اور انکے دانائے راز، انبیاء علیہ السلام کی تعلیمات کی پاسبانی کے فرائض ادا کرتے رہینگے۔ ملت ابراہیم کی اخوت ومحبت کی عمارت کو تعمیر کرنے والی تمام پیغمبران کی امتیں اس مغربی جمہوریت یا نان کرسچن جمہوریت کے تاریک صحرا و بیاباں میں صداقت کی قندیلیں پھر سے روشن ومنور کرنے کا عمل بار بار جاری کرتی رہیں گی۔

۲۰۔ جمہوریت کی سیاست کے فرعونوں اور قائدین نے عیسائیت کی رہبانیت کے مذہب سے نجات حاصل کر لی اور اسلام کے شورائی نظام یعنی اسلامی جمہوریت اور امت محمدی ﷺ کی قیادت کربلا کے واقعہ کے بعد یزید کے قبیلہ کے ظالم، غاصب مادہ پرست اور اقتدار پرست بے دین سیاستدانوں حکمرانوں اور بادشاہوں کے شکنجے میں آ گئی۔ جمہوریت اور بادشاہت کے نظریات اور انکے ضابطہ حیات کے قائدین کی حکومتی بالادستی نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفی ﷺ تک کے مذاہب کے نظریات انکی تعلیمات اور انکی صداقتوں کو، جمہوریت اور بادشاہت کے نظریات اور انکی تعلیمات کے کفر کے کینسر نے تباہ، بے بس اور ناکارہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ جمہوریت اور بادشاہت کے سیاسی قائدین اور حکمرانوں میں جو کینسر کا عنصر مضمر ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ مانتے تو پیغمبران کے نظریات، اخلاقیات اور تعلیمات کی صداقتوں کو ہیں۔ زندگی نمرود، فرعون اور یزید کے نظریات، اخلاقیات، تعلیمات پر مشتمل ضابطہ حیات کی گذارتے ہیں۔ وہ خود بھی کفر اور منافقت کے عذاب میں مبتلا اور انبیا کی تمام امتوں کو بھی اس ہیبتناک عذاب کا ایندھن بناتے جا رہے ہیں۔ یا اللہ ان سب کا رخ خیر کی منزل، فلاح کی منزل کی طرف موڑ دے۔ یا اللہ اس جہانِ رنگ و بو کو انسانیت اور تمام مخلوق خدا کے لئے عافیت کی آماجگاہ بنا دے۔ یا اللہ تمام انبیا کی امتوں اور انکی قیادتوں۔۔۔ کو راہ راست عطا فرما۔ امین۔

۲۱۔ مذاہب پرست امتوں کو تمام مذاہب کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے انسانی تقاضوں کو پورا نہ کر سکتی تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور ختم ہوا تو اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انسانیت کی رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس دور کے تقاضوں کے مطابق اس کائنات میں بھیجا۔ یہودیت مادہ پرستی اور قومیت میں گم ہوگئی۔ اس میں انسانیت کے جملہ مسائل کے حل کا فقدان تھا۔ عیسائیت ترک دنیا اور رہبانیت کے عمل سے دوچار ہو کر رہ گئی۔ عیسائیت میں شریعت الٰہی کا وجود نہیں ہے۔ کچھ عرصہ عیسائیت موسوی شریعت کو اپنائے رہی۔ پھر مختلف ممالک کے اعوام نے اپنی اپنی عقل کے مطابق قوانین وضع کئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے عیسائیت کا پرچار رہبانیت کے عمل سے پروان چڑھایا۔

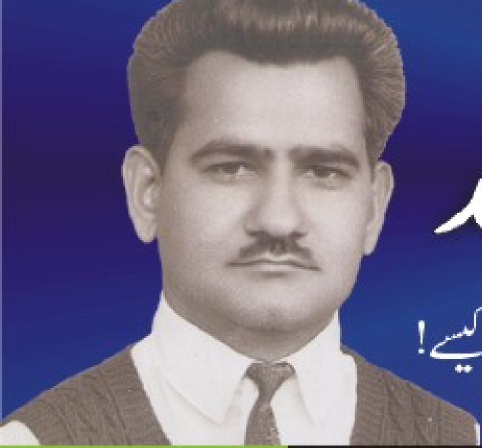

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

راہبانیت اور روحانیت سے تیار کی ہوئی عمارت جمہوریت کے قائدین کے ہاتھ چڑھ گئی اور زیادہ دیر کھڑی نہ رہ سکی۔عیسائیت کے پیروکاروں کی اجتماعی زندگی کیلئے راہبانیت اور روحانیت ایک ناقابل عمل سبب بن کر ابھری۔جسکی بنا پر وہ امت بھی دنیاوی حرص و ہوس،نفس پرستی اور مادہ پرستی کی فرعونی خواہشات کے حصول میں گم ہوگئی۔عیسائیت کی سیاسی قیادت اور مذہبی پیشواؤں نے مقدس عبادت گاہوں کو ناچ گھروں میں بدل کر رکھ دیا۔علم وحکمت کے حصول کا فقدان پیدا ہوتا گیا۔عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے پاس صرف انکی خوش نما اور سحر انگیز شخصیت کی تاثیر اور تصویر باقی رہ گئی۔وہ انکے علم اور عمل کے کردار کو نہ اپنا سکی۔وہ ان سے دور ہوتی گئی،جسکی وجہ سے آج وہ عظیم امت مذہب کی بجائے نان کرسچن جمہوریت کے قائدین کے تیار کردہ نظریات کے عذاب کا متواتر و مسلسل ایندھن بنتی جارہی ہے۔

۲۲۔جب اس دنیا میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔ان پر قرآن پاک جیسی مقدس،جامع اور آخری کتاب کا نزول ہوا۔دنیا میں اسلامی شریعت اور قوانین کا چرچا ہوا۔تو عیسائی ممالک نے اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے کچھ کو راہ ہدایت بنا کر اپنے اپنے ممالک میں انکی روشنی میں قوانین مرتب کر لئے۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا ہمہ گیر،ایک بہترین،ایک لازوال اور ایک لاجواب ضابطہ حیات اور دستور مقدس انسانیت کی بہبود کیلئے نازل فرمایا جو انسانیت کی ازل سے لیکر ابد تک کی رہنمائی کے فرائض ادا کرتا ہے۔ذرا اس کتاب مبین کا مطالع کر کے تو دیکھو۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمانی بادشاہت کا اعلان کیا۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نبی آخرالزمان نے اس آسمانی بادشاہت کو شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کے ذریعے اس کو عملی جامہ پہنا کر اس کائنات میں نافذ العمل کیا۔اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کے عمل سے بنی نوع انسان کو آشنا فرمایا۔یا اللہ بنی نوع انسان اور مسلم امہ کو اس پر چلنے کی توفیق فرما۔امین

۲۳۔یہودی مادہ پرستی کا توڑ عیسائیت نے روحانیت کی تلوار سے بڑی حد تک کیا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں مادی زندگی کی حقارت اور عیش وعشرت کی زندگی سے نفرت کے ساتھ روحانیت کا عنصر بھی غالب تھا۔انسانیت کی خدمت اور عزت واحترام کی تعلیمات نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخلوق خدا میں محبوب ومقبول بنا دیا۔انہوں نے بیماروں کا علاج،کوڑھوں اور موذی امراض میں مبتلا انسانوں کو شفا اور مردہ کو زندہ کرنے کے معجزات کی بارش کر دی۔یہودیوں اور انکے راہبوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی کامیابی اور انکی روحانی قوت کی مقبولیت کو دیکھ کر انکی سخت مخالفت کرنا شروع کر دی۔ان کو اقتدار اور اپنی برتری اور جاہ اقتدار کے مکمل زوال کا سامنا کرنا پڑ گیا۔وہ پیغمبر وقت کی سخت مخالفت پر اتر آئے۔

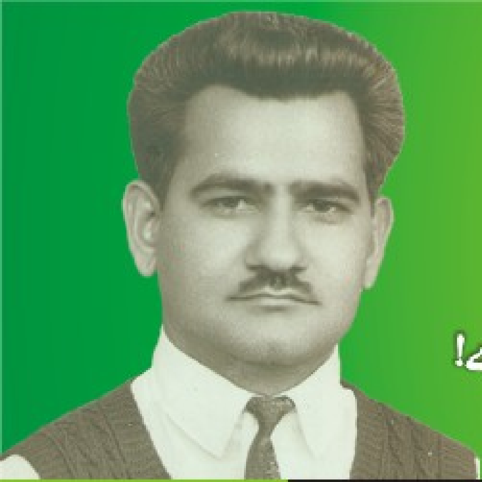

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انکے خلاف غلط فہمیاں، بدگمانیاں اور طرح طرح کے نازیبا اور اخلاق سوز الزامات لگانے شروع کر دیئے۔انہوں نے انکے خلاف بغاوت کے الزامات رومی کورٹ کو پیش کیئے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرغوب کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو آسمان پر اٹھا لیا۔اس طرح ان بد کرداروں اور بدبختوں سے رہائی دلائی۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ کے حواریوں اور پیروکاروں نے انجیل شریف کے صحیفے مرتب کیئے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فقر اور رہبانیت پر مشتمل عیسائی مذہب کی تشکیل کی۔انکی کوششیں کامیاب ثابت ہوئیں۔عیسائی مذہب بڑی تیزی کیساتھ دنیا میں پھیلتا گیا۔لیکن عیسائیت اور مسیحیت دنیا کے مذاہب کی ایک اہم کڑی تھی۔روحانیت اور فقر پر کھڑی کی ہوئی عیسائیت کے مذہب کی عمارت پادریوں اور راہبوں کی حرص و ہوس اور مادہ پرستی کے سبب اس امت کا رجحان مادہ پرستی کی طرف راغب ہوتا گیا۔اور یہ مذہب مادی آفتوں کا گھر بنتا گیا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت، راہبانیت اور فقر سے انکی امت کی دوری انکے مذہب کے زوال کا سبب بنی۔انکی امت کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خوش نما اور سحر انگیز عظیم پیغمبر کا تصور اور اسکی خیالی تصویر باقی رہ گئی۔ عیسائیت نے ترک دنیا کی انتہا پسندی کے عمل کو اپنا کر انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات کو نظر انداز کر دیا۔جسکی وجہ سے عیسائیت مادیت اور رہبانیت اور روحانیت کے متضاد نظریات کا شکار ہوتی چلی جا رہی ہے۔مغرب کے تیار کردہ جمہوریت کے نظریات پر مشتمل متواتر و مسلسل طرز حکومت اور طرز حیات اور اس کی تعلیمات کی سرکاری برتری نے عیسائیت کے مذہب کو ختم کر کے رکھ دیا اور نگل لیا ہے۔

۲۴۔اسلام نے بنی نوع انسان کو ایک ایسا نظریہ عطا کیا۔جس میں دین اور دین کے نظریات کو مادیت پر بالا دستی عطا کی اور مادیت کو روحانیت میں مدغم کر کے ایک قابل قبول اعتدال کا نظام قائم کیا۔انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کا نسخہ عطا کیا۔اسلام نے توحید پرستی کے نمایاں اور ہمہ گیر نظریہ سے عوام الناس کو متعارف کروایا۔ایک خالق حقیقی کا تصور انسانیت کی دنیا میں نمودار ہوا۔ایک ہی خالق، ایک ہی مالک کل اور ایک ہی قادر مطلق کے زیر سایہ ساری خدائی رعیت قرار پائی۔انسان انسان کے برابر قرار پایا۔رنگ و نسل کا امتیاز ختم کیا۔حسب و نسب کا فرق مٹا دیا۔ذات اور فرقہ بندی کا قلع قمع کیا۔انسانی برتری کا سبب تقویٰ قرار پایا۔ایک خدا، ایک خدائی، ایک مذہب اور ایک ضابطہ حیات کا تعین فرمایا۔جس سے ایک ہمہ گیر انسانی جمعیت قائم ہوئی۔ایک عالمگیر اخوت کا سلسلہ جاری ہوا۔انسانی حقوق، انسانی مساوات، انسانی صفات، انسانی صداقتوں کو ایک عالمگیر سطح پر روشناس کروایا اور تسلیم کیا گیا۔سماجی، معاشرتی اور معاشی انصاف کو قائم کرنے کی تعلیم و تربیت کو عمل میں لایا گیا۔قوانین و ضوابط کو عدل و انصاف کے عمل سے گذارا گیا۔غاصب، سرکش سرغنوں اور مخلوق خدا کو دھوکہ دینے والوں پر اللہ تعالیٰ کی زمین تنگ ہوتی گئی۔اسلام اور سلامتی کا دور جاری رہا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۵۔ اسلام نے بنی نوع انسان کو توحید پرستی کا ایک ہمہ گیر نظریہ عطا کیا۔ خدائے بزرگ و برتر سے رشتہء بندگی استوار ہوا۔ خدائی کا اسرار اور بندگی کے رموز، حسن تخلیق کی تجلیاں اور زمین و آسمان کے راز نمودار ہوئے۔ علم و حکمت کے دروازے جو بنی نوع انسان پر بند پڑے تھے۔ وہ نور کی روشنیاں بن کر کھلتے گئے

۲۶۔ اسلام کے نظریات اور تعلیمات کی تجلیاں جہالت کے تاریک افق پر آفتاب بن کر ایسے ابھریں کہ کمال کر دکھایا۔ اس جہان رنگ و بو کی تاریکیوں کو روشن و منور کرتی رہیں۔ عیسائیت کے بعد اسلام نے انسانیت کو ایک نیا ولولہ، ایک نیا شعور بخشا۔ خالق و مخلوق میں حائل سب دیواریں منہدم ہو گئیں۔ اسلام کسی ایک فرد، ایک نسل، ایک قبیلہ، ایک قوم کی ملکیت نہیں۔ یہ تو پوری بنی نوع انسان کی میراث ہے۔

۲۷۔ اہل مغرب اسلام کے ایک ہزار سال بعد اسلام کی وادیوں میں داخل ہوئے۔ علم و حکمت سے آشنائی حاصل کی۔ غور و فکر کی دنیا آباد کی۔ محنت و ہمت سے کام لیا۔ نظم و ضبط کو قائم کیا۔ حقوق و فرائض کو احسن طریقہ سے پورا کیا۔ ترقی کی منازل طے کرتے رہے۔ فاصلوں کو تسخیر کیا۔ انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب کیا۔ اقوام عالم اور دنیا کے تمام ممالک ایک ہی شہر کی آبادی بن کر رہ گئے۔ انسانی زندگی کو راز پنہاں سے باخبر کیا۔ نئی سے نئی ایجادات کے خالق بنتے گئے۔ کائنات کو مسخر کرتے گئے۔ اہل مغرب نے جو کام کرنا تھا، وہ اس پر آج بھی رواں دواں ہیں۔ وہ راز جو سینہء کائنات میں صدیوں سے چھپے بیٹھے تھے، ایک ایک کر کے عیاں کرتے چلے آ رہے ہیں۔ انسانیت کو ایک ہی مرکز پر جمع کرنے کی منزل آن پہنچی ہے۔ اقوام عالم اپنے اپنے نظریات کی قندیلیں اپنے اپنے ہاتھوں میں تھامیں کھڑی ہیں۔

۲۸۔ پوری انسانیت انصاف، امن و سلامتی، اخوت و محبت اور اعتدال و مساوات کی منزل کی متلاشی ہے۔ اسلام ایک ہمہ گیر، مصدقہ، متوازن اور دانشمندانہ اوصاف پر مشتمل مذہب ہے۔ یہ مذہب پوری انسانیت کیلئے سراپا رحمت ہے۔ اس نے انسان کی مشکلات، اسکی مجبوریوں، اسکی کمزوریوں اور اسکی فطرت پر نظر ڈالی۔ اس کائنات اور آدم کی تخلیق، مذہب کی حقیقت، حقوق اللہ، حقوق العباد کی گرہ کو کھولا۔ اسلام نے انسان کے بنیادی حقوق کو تسلیم کیا۔ مساوات اور اخوت کو فروغ دیا۔ امن و سلامتی کی راہ دکھائی۔ اسلام دکھی انسانیت کی پکار کا جواب بن کر سامنے آیا ہے۔ اسلام کا اللہ رب العالمین ہے۔ وہ کسی فرقے یا نسل، یا قوم یا ملک یا مسلمان کا ہی رب نہیں۔ وہ تو رب العالمین ہے۔ اسلام کا اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ لازوال اور لافانی ہے۔ کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں۔ یا اللہ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ امین۔

باباجی عنایت اللہ

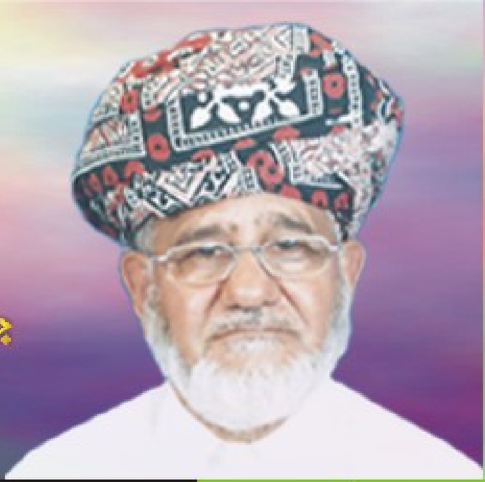

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ا۔اسلام کو متعارف کروانے والے نبی آخر الزماں رحمت اللعالمین ﷺ ہیں۔ ان کو تمام جہانوں اور اس کائنات کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔خلق عظیم آپ ﷺ کی سرفرازی کا تاج۔صداقت و امانت آپ ﷺ کا طیب لباس۔آپ ﷺ کا جسد مبارک دھیمی دھیمی خوشبو سے معطر۔آپ ﷺ کا سینہ مبارک نور سے پر نور۔آپ ﷺ کی گفتگو دلوں کا سرور۔آپ ﷺ کی خاموشی روحوں کا مضراب۔آپ کا تبسم دلنوازی کی علامت۔آپ ﷺ کی محفل ادب و احترام کا روحانی مخزن۔آپ ﷺ کا شیریں کلام دلوں کو اسیر کرتا اور مسحور کرتا چلا جاتا ہے۔

۲۔یہودی سوائے بنی اسرائیل کے نبیوں کے کسی نبی کو نہ تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی مانتے ہیں۔جسکی وجہ سے یہودی ایک قومی مذہب بن چکا ہے۔جو یہودیوں کی وراثت ہے۔وہ کسی غیر یہودی کو اس میں داخل نہیں ہونے دیتے۔مادہ پرستی اور اقتدار پرستی کے نظریات کے اعلیٰ ارکان بن چکے ہیں۔روحانیت کی طرف ان کا رجحان نہ تھا اور نہ ہے۔انسانیت کیلئے جتنے بھی دکھ اور اذیتیں اس وقت کائنات میں رو پذیر ہیں وہ نمرودی فرعونی اور یزیدی ذہنیت کے یہودیوں کے روپ میں مادہ پرست فلاسفرز کے نظریات اور اعمال کی پیدا کردہ ہیں۔جن کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور نظریات سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔یہ یہودی ملت اپنے عظیم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نظریات اور تعلیمات پر ایک بدنما دھبہ بن چکی ہے۔

۳۔اسکے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کا خمیر فقر، روحانیت اور رہبانیت سے تیار ہوا۔عیسائیت کے نزدیک مادی زندگی کی کوئی خاص قدر و منزلت نہ تھی۔وہ اس فانی دنیا کی حقیقت اور اصلیت کے رموز سے آگاہ تھے۔روحانیت ان پر غالب تھی۔مخلوق خدا کو وہ ایک کنبہ خدا تصور کرتے تھے۔وہ طبقہ وارانہ اونچ نیچ کے قائل نہیں تھے۔خدمت خلق انکا منشور حیات تھا۔وہ خیر کے داعی تھے۔انسانیت کیلئے بے ضرر اور جنگ و جدل سے نفرت کرتے تھے۔وہ جان و مال مخلوق خدا اور راہ خدا کے لئے وقف کر دیتے۔اس جلیل القدر پیغمبر کی تعلیمات اور نظریات نمرود اور فرعون کے نظریات پر مشتمل یہودی کلچر کی تعلیمات اور مزاج کے بالکل متضاد تھے۔یہودی قلیل سے قلیل خسارہ کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔جبکہ عیسائی سب کچھ مخلوق خدا پر نچھاور کرنے کی عبادت سے آشنا تھے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بعد انکے حواریوں نے انکے فرمان اکٹھے کرنے شروع کیئے اور انجیل مقدس کو مرتب کیا۔ رہبانیت کی بنیاد پر عیسائی مذہب کی تشکیل کی۔انکی زندگی اور زندگی کی ہر کاوش انکے علم اور عمل کی ترجمان تھی۔جس کی بنا پر مسیحیت عوام میں مقبول اور بڑی تیزی کیساتھ پھیلتی گئی۔وقت کے ساتھ ساتھ امت عیسوی کے امتی اسکے عملی طور پر متحمل نہ ہو سکے۔وہ بھی مادہ پرستی کی دلدل میں پھنس کر رہ گئے۔

۴۔وہی مذہب جوایک دفعہ انسانیت کی فلاح اور نجات کا باعث بنا۔عوام الناس کی عملی زندگی میں وہ نا قابل عمل ہوتا گیا۔بالاخر عیسائیت فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہوکر رہ گئی۔انکی امت نے کلیسا کو چھوڑ کر مادی کائنات کو تسخیر کرنے کا عمل شروع کر دیا۔جس کی وجہ سے یہ امت مادیت اور اقتدار کے حصول کی تاریکیوں میں کھوگئی۔دراصل یہ خوشنما جال فرعونی ذہنیت کے مادہ پرست یہودیوں ہی نے بچھایا اور دنیا میں امن و آشتی کا پیغام دینے والی، اخوت ومحبت کا درس دینے والی، اعتدال ومساوات کا پرچار کرنے والی، خدمت خلق کے عمل کی پجاری، بیماروں کو شفا عطا کرنے والی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے والی مخلوق خدا کو تحفظ فراہم کرنے والی، بھوکوں کو کھانا اور ننگوں کو لباس عطا کرنے والی، خیر اور بھلائی کا علم اور عمل سکھانے والی مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے والی، انسانیت کو دکھوں اور اذیتوں سے نجات دلانے والی، خیر اور شر میں تمیز سکھانے والی، روح اور روحانیت سے آشنا کروانے والی، عبادت اور انسانیت کی خدمت کی پیکر، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیاری اور ہر دل عزیز امت مادیت اور اقتدار کے حصول کی جنگ میں فناہ ہوتی گئی۔خیر کا راستہ بھول گئی۔روح اور روحانیت کے چراغ جلانے والی امت اس فانی جہان رنگ وبو کے اندھیروں میں گم ہوگئی۔انسانیت کے دلوں میں اترنے والے انسانیت کے دلوں سے اترتے چلے گئے۔عیسائیت کو پھیلانے والے کردار ختم ہوتے چلے گئے۔روح کا ساز بجانے والے، روحوں کو رہبانیت کا ساز سکھانے والے، گوشہ نشینی کی لذتوں سے آشنائی کروانے والے، فقر کی دنیا آباد کرنے والے، روحوں کے گھنگرو چھنکانے والے، روحوں کی مستیاں پھیلانے والے، انسانی روحوں کو تسخیر کرنے والے، روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات اور انکی تعلیمات انکی صفات پر قابو پانے کیلئے نمرودی اور فرعونی منافق ٹولہ عیسائیت کی صفوں میں گھس آیا۔انہوں نے مادیت اور اقتدار کی جنگ جیت کر روح القدس کی امت پر مادیت اور اقتدار کی حکمرانی مسلط کردی۔انہوں نے نمرودی، فرعونی طرز حیات پر مشتمل جمہوریت کے نظریات، اسکی تعلیمات اور اسکی صفات کو سرکاری سطح پر نافذ کر کے عیسائیت کی روحانی، الہامی تہذیبی عمارت کو کمال ہنرمندی سے ریزہ ریزہ کردیا۔عیسائیت کے منافقوں، منکروں نے عظیم پیغمبر کی عظیم امت سے انکے نظریاتی اثاثہ کو لوٹ لیا۔نان کرسچن جمہوریت کے نمرودی، فرعونی نظریات، اسکی تعلیمات اور اسکی صفات کے مذہب کی سرکاری تعلیم وتربیت ،سرکاری برتری اور سرکاری حکمرانی کا نظام مسلط کرلیا۔امت کو عبادت کیلئے کلیسا میں مقید کردیا۔ملک وملت کو مذہب کے متضاد نان کرسچن جمہوریت کے مذہب کش نظریات کی حکمرانی میں دے دیا۔اس طرح مادہ پرست فلاسفرز کے پیروکار عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے قائدین بن گئے۔انکی امت کے افراد کو منافقت کے عمل اور کردار کے عذاب کی چتا میں دھکیلتے جارہے ہیں۔

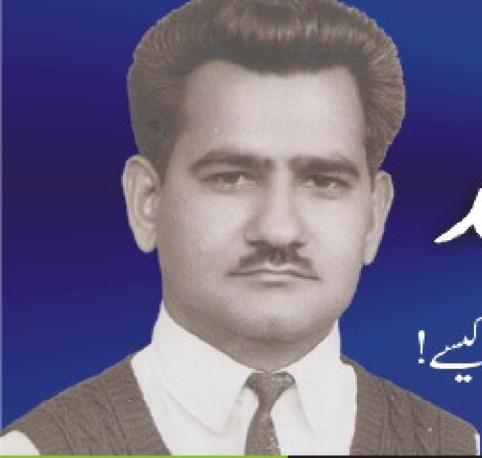

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۔ اسکے بعد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جہان رنگ وبو کو سنوارنے کیلئے اس کائنات میں تشریف لائے۔تمام مذاہب اور تمام پیغمبران اللہ تعالیٰ کے نور کے مینار ہیں۔انکی امتیں انکے نظریات اور انکی تعلیمات کے نور کو بجھاتی رہیں۔اسلام ان مذاہب کی آخری کڑی ہے۔آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی امت کو ان تمام پیغمبران کو ماننے اور انکی الہامی، روحانی کتب کو تسلیم کرنے کا علم عطا کرتے ہیں۔دائرہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے ان تمام پیغمبران پر اور انکے اصل آسمانی صحیفوں پر ایمان لانا قبول اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ان تمام پیغمبران پر اور انکی آل پر درود وسلام بھیجنا مسلم امہ کے ہر فرد کا فریضہ اور ایک مقبول ترین عبادت کا حصہ ہے۔مسلم امہ کے کسی فرد کی اس وقت تک نماز جیسی بنیادی عبادت ہی قبولیت کا شرف حاصل نہیں کرسکتی جب تک وہ ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود وسلام نہ بھیجیں۔عبادت عابد اور معبود کے درمیان ایک رشتہ کا نام ہے۔احکامات خداوندی بنی نوع انسان اور پیغمبران کی امتوں کو پیغمبران کی ذات اقدس اور انکے الہامی صحیفوں کے وسیلہ سے انکو میسر ہوتے رہے۔انکے احکامات کی تعمیل اور تکمیل بغیر کسی جواز کے ادا کرنا عبادت کی روح تصور کی جاتی ہے۔عبادت کے ضابطہ میں نہ اضافہ کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی قسم کی کمی بیشی۔مذاہب کے تعین کیے ہوئے احکام سب زمانوں کیلئے فرض ہیں۔جب تک کوئی اور پیغمبر آکر ان میں کمی بیشی یا ترمیم نہ کرے۔آخری نبی الزماں ﷺ کی حیات طیبہ ہمارے سامنے ہے۔ان پر نازل فرمایا گیا آخری الہامی صحیفہ قرآن پاک من وعن انسانیت کی فلاح اور راہ راست کی آگاہی کیلئے اصل حالت میں کتابی شکل اور سینہ بسینہ موجود ہے۔آپ کا مرتبہ ہر جہان میں اولیٰ وافضل ہے۔آپ ﷺ پر نازل فرمایا ہوا قرآن پاک ہر جہان کی رہنمائی کا محور ہے۔آپ ﷺ کا اعلیٰ، اولیٰ اور افضل منصب اور ان تمام عظیم بلندیوں اور رفعتوں کے باوجود آپ ﷺ کی زندگی قلیل ضروریات اور سادگی میں اپنے صحابیوں اور جان نثاروں کی زندگی کے برابر ہی نہیں بلکہ کم رہی۔ہر وہ عمل جو آپ ﷺ کے قریب کرے اور آپ کی ﷺ قربت عطا کرے وہ مبارک عمل ہے۔ہر وہ عمل جو آپ ﷺ کی قربت سے دور کرے وہ عمل ناپسندیدہ اور اپنی جان پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔خوش نصیبی وجود کا ظاہر نہیں وجود کا باطن ہے۔پیوند والا لباس، قلیل ضروریات والی زندگی، ادب وخدمت والی خوبی، اخوت ومحبت والا عمل، سلامتی والا پیغام، زخموں کو منہدم کرنے والی مرہم، شفا والی دوا، پیار والی صدا، خوش نصیبوں کی عقیدتوں کے پھول ہوتے ہیں۔ایسے افراد، ایسی امت نفرت کی ضد اور محبت کی خوشبو بن کر انسانی دلوں کو مسحور کرنے کا عمل جاری رکھتی ہے۔

۶۔اس جہان فانی میں رنگا رنگ کے پھول طرح طرح کے عقیدے، طرح طرح کے نظریات، مختلف اقوام مختلف رنگ و نسل کے انسان، خالق کی مخلوق کے یہ سب جلوے، اس جہان کے باغ میں رونق افروز اور جلوہ فرما ہیں۔نظریہ اور عقیدہ کی پختگی نظریات اور عقیدوں کے اختلافات کو برداشت کرنے کا نام ہے۔نظریات اور عقیدوں سے نفرت انسان سے نفرت کے برابر ہے۔انسانوں سے نفرت اللہ تعالٰی کی محبت سے فارغ اور محروم کردیتی ہے۔پوری انسانیت کو اور خاصکر اہل کتاب پیغمبران کی امتوں کو اپنے نظریات اور عمل سے باخبر ہونا چاہئے۔انہیں اپنا قبلہ درست کرلینا چاہئے۔یا اللہ ہمیں رحمت کا دروازہ دکھا۔ہمیں ہمارے عمل کی عبرت سے بچا۔تیری رحمت برے اعمال کی عبرت سے بچانے کیلئے ہی تو ہوتی ہے۔ہمیں مخلوق کی خدمت اور محبت اور شفقت کی منزل کا مسافر بنا۔مخلوق پر حکومت کرنے اور اسکو غلام بنانے اور اسکو طبقات میں تقسیم کرنے کی خواہش رکھنے والے خالق کے باغی ہی تو ہوتے ہیں۔انسان کی شخصیت کا روشن باب اور راز مخلوق کے ساتھ محبت اور ادب میں مضمر ہوتا ہے۔انسان کن مراحل سے گذرتا ہے۔کبھی اس کے سر پر تاج رکھا ہوتا ہے۔کبھی اسکا سر دار پر لٹکا ہوتا ہے۔کبھی اسکے ہاتھ میں کاسہ گدائی پکڑا ہوتا ہے۔کبھی غریب الوطنی کا شکار ہوا ہوتا ہے۔یا اللہ ہماری ملی، اجتماعی اور انفرادی لغزشوں کو معاف فرما۔ہمیں باطل لیڈروں اور غاصب قائدین کی یلغار سے بچا۔ہمیں ایسا لیڈر عطا فرما جو تیرے اور تیرے محبوب کے تابع فرمان ہو۔ایک ایسا صاحب بصیرت، صاحب کردار باعمل لیڈر، رہنما، امیر یا خلیفہ ہی مسلم امہ اور پوری انسانیت کا نصیب بدل سکتا ہے۔یا اللہ اس نصیب ساز شخصیت اور اسکے کردار کا جلوہ دکھا۔آمین۔

۷۔آج کا انسان جدیدیت، مادیت اور ترقی کے حصول میں گم اور دنیا کی محبت، شہرت، مرتبہ اور دولت کے حجابات کا شکار ہوچکا ہے۔انسانی دل و دماغ دولت تسکین سے محروم اور فارغ ہوچکے ہیں۔امانت، دیانت اور صداقت کے چراغ بھی گل ہوچکے ہیں۔اخوت و محبت ناپید ہوچکی ہے۔حسن خلق، حسن کردار، حسن صفات اور مذہبی، دینی صداقتیں اور خدمت خلق کے الفاظ کی تاثیریں اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت اسکے حکومتی ٹولہ نے مسخ کرکے رکھ دی ہیں۔پیغمبران اور انکے مذہبی الہامی، روحانی نظریات، انکا تعلیمی نصاب، انکی عبادت گاہیں اور انکا منشور حیات پابند سلاسل اور اپنی افادیت سے محروم ہوچکے ہیں۔انسان خیر، بھلائی اور نیکی کا راستہ بھول چکا ہے۔جسد انسانی شر کے کینسر میں مبتلا ہوچکا ہے۔انسانی روح دلسوزی اور اذیتوں کی شکار ہوچکی ہے۔ادب و خدمت جیسے پاکیزہ جذبے انسانی بستیوں سے اپنا ڈیرہ کوچ کرچکے ہیں۔نفس پرستی، ہوس پرستی، شہوت پرستی، مادہ پرستی اور اقتدار پرستی کی آگ انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔مغربی جمہوریت، نان کرسچن جمہوریت اسکا نظام حکومت اور اسکا حکومتی ٹولہ پیغمبران، انکے نظریات، تعلیمات، انکے تعلیمی اداروں کو ختم کرکے، ان سے تیار ہونے والی امتوں کے فرزندان کے کردار و تشخص اور انکی تہذیب کو ختم کرچکا ہے۔پیغمبران کی تمام امتیں اس نظریات تضاد کے المیہ کا شکار ہوچکی ہیں۔

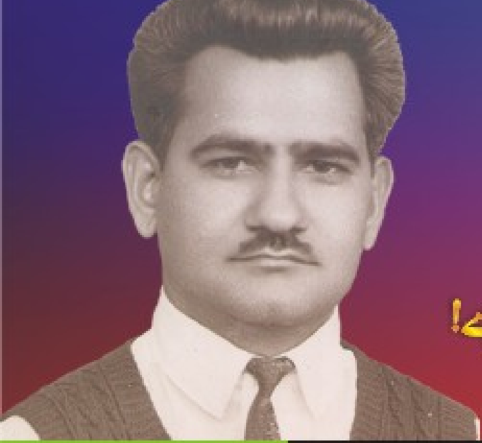

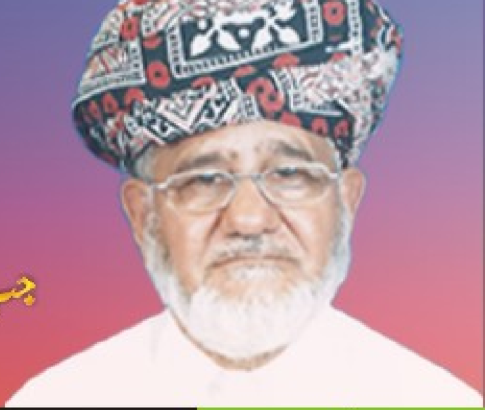

۸۔ آؤ! ذرا آنکھ کھول کر اس طرف دیکھ تو لیں!۔ وہ بھول کیا ہے۔۔۔ وہ گناہ کیا ہے۔۔۔ وہ خطا کیا ہے۔۔۔ جس کی وجہ سے یہ سزا، یہ اذیت، یہ ناگہانی آفات مخلوق خدا کو اپنی لپیٹ میں لئے جا رہی ہیں۔ انسانیت بے بسی اور بے حسی کی حالت میں سسکتی، تڑپتی، دم توڑے جا رہی ہے۔ کوئی وقت کا حکیم، کوئی طبیب، کوئی عالم، کوئی کیمیا گر، کوئی دانائے وقت اور کوئی مذہبی پیشوا جسد انسانی اور روح کے اس اذیت ناک کینسر کا علاج کرنے کی صلاحیت کیوں نہیں رکھتا۔ اہل دل، اہل درد اہل بصیرت اور شب بیدارو، یہ تو بتاؤ! کہ جذبہ اسلاف کہاں مفقود ہو گیا۔ مذہب کو معبد، کلیسا اور مسجد میں کس نے اور کیسے بند کیا ہے۔ پیغمبران کے الہامی جذبوں، روحانی حسن اور نورانی تعلیمات کی روشنیوں کو تاریکیوں اور افسردگی کے ہنگاموں سے دوچار کس نے کر دیا ہے۔ نمرود، فرعون اور یزید کے داناؤں کی نادانیوں اور اقتدار کی باطل قیادتوں اور قوتوں نے اس روحانی، الہامی ضابطہ حیات کو کیسے کچل کر رکھ دیا ہے۔ پیغمبران کی امتوں پر مادیت اور اقتدار پرستوں کا ٹولہ کیسے قابض اور مسلط ہو چکا ہے۔ مذہب پرست، خدا پرست، صالح فطرت اور دیندار برگزیدہ طیب ہستیاں رائج الوقت نمرودی سیاست اور جمہوری حکمرانوں اور یزیدی طرز حیات کی بادشاہت کے نظام حیات کو ختم کرنے سے عدم دلچسپی اور اسکو روکنے سے گریزاں بھی رہے۔ اس باطل غاصب سیاست میں حصہ نہ لینا اور اس کی تقلید نہ کرنا حق ہے۔ لیکن پیغمبران کی امتوں اور ملتوں کو اور پوری انسانیت کو انکے مغربی جمہوریت اور بادشاہت کے فساد اور لامتناہی فتنہ اور اسکے ظلم سے محفوظ کرنا بھی نہائیت ضروری اور اہم تھا اور ہے۔

۹۔ ان باطل بے دین قیادتوں اور قوتوں کو بے لگام کرنے سے انکی پذیرائی ہوتی رہی۔ جس کی وجہ سے انسانیت اپنی تمام مذہبی پاکیزہ کردار اور انکی حرمتیں کھو چکی ہے۔ انسانیت ظلم وتشدد اور قتل وغارت کی دلدل میں غرق ہوتی جا رہی ہے۔ انسانوں کو جمہوریت کے استحصالی حکمت کے صحراؤں سے نکالنا اور محبت کی خوبصورت، حسین وجمیل اور دلکش پرسکون وادیوں میں واپس لانا تمام پیغمبران کی امتوں کا بنیادی فرض ہے۔ تہذیب حاضر کے مریضوں کو شفا مہیا کرنا، نالہء نیم شب کے مسافروں کو بیدار کرنا، انکو انکی منزلوں پر گامزن کرنا، انکی تعلیمات اور اخلاقیات کو بحال کرنا، انکو پوری انسانیت اور کائنات کیلئے باعث رحمت بنانا اور تیار کرنا، انکی باطنی کائنات کو منشائے الٰہی میں ڈھالنا، انکو عمدہ صفات اور اعلیٰ صداقتوں کے نور سے آشنا کروانا صاحب وقت فقیر اور درویش کی ذمہ داری ہے۔ یا اللہ۔ تو اس فریضہ کو ادا کرنے کی استطاعت بھی عطا کر اور اپنے بندوں کی مدد و اعانت بھی فرما۔ امین۔

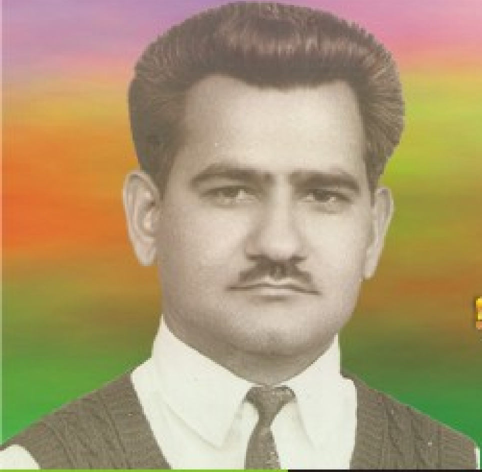

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ا۔ادیان عالم میں بیداری کی روح پھونکنا، مذاہب پرست امتوں کو نیا ولولہ عطا کرنا، مذہب کے بارے میں بے حسی اور بے عملی کو ختم کرنا، مذاہب کے مطابق قول وفعل کے تضاد کو دور کرنا، امتوں کی عملی زندگی میں اتفاق، اتحاد کو قائم کرنا مخلوق خدا اور خاص کر پیغمبران کی امتوں میں اخوت ومحبت کے جذبوں کو اجاگر کرنا، مذاہب کی روشنی میں ادب وعمل کے کردار تیار کرنا، پیغمبران کے اعتدال ومساوات کے عمل کو متعارف کروانا، انکے شرافت اور صداقت کے معیار کو برقرار رکھنا، انکی فطرتی صفات کو تسلیم کرنا، عالمی سطح پر علمی، ادبی اور روحانی مجالس کا انعقاد کرنا، مخلوق خدا کو خالق کی نگاہ سے دیکھنا۔مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنا۔خدمت خلق کے ورد کو عام کرنا، انسان کی عظمت وتعظیم کی شمع کو دلوں میں اجاگر کرنا، مذہبی صداقتوں کے نور کو پھیلانا، مذاہب کی افادیت کو پھر سے مخلوق خدا میں روشناس کروانا، انکی اہمیت کو واضح کرنا اور انکی فلاحی قوتوں کو انسانیت کیلئے بروئے کار لانے کی طرف انکی توجہ مبذول کرانا، مذاہب کی بالادستی حکومتی سطح پر نافذ العمل کروانا، خالق کی پہچان کروانا، توحید اور توحید پرستی کا راہ دکھانا، مذہب پرست امتوں کو نفاق اور نفرت کے عذاب سے باہر نکالنا، مذاہب سے نفرت، نظریات سے نفرت، انسانوں سے نفرت کا سبب بنتا ہے۔انسانوں سے نفرت خدا کے عمل سے نفرت جو خدا سے دوری کا سبب بنتا ہے مذہب کے نظریات اور طرز حیات سے دوسرے متضاد نظریات کے انسانوں کو روشناس کروانا، مسلم امہ کا فریضہ اولین ہے۔کیونکہ الہامی، روحانی اور آسمانی آخری صحیفہ قرآن پاک اس امت کا نصیب بنا کر اتارا گیا۔یا اللہ اس امت کو اپنا فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔امین

۲۔انسانی زندگی کا سلسلہ آفرینش، آدم سے لیکر قیامت تک جاری وساری ہے اور رہے گا۔پیدائش اور موت کا سلسلہ جاری ہے۔ضابطہ حیات وممات ازلی اور ابدی ہے۔اس ضابطہ ازلی سے نہ کوئی بچ سکتا ہے اور نہ ہی فرار حاصل کر سکتا ہے۔اسی طرح جو فرد، جو قوم، جو ملت اخوت ومحبت، اعتدال و مساوات، ہمت ومحنت، غور وفکر، صبر وتحمل اور عدل وانصاف کے فطرتی، الہامی اور دینی اوصاف سے متصف ہو۔جو ملت میدان کارزار میں یہ فطرتی اور الہامی خوبیاں بروئے کار لا کر کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہوتی جارہی ہو۔یہی لوگ ایک کامیاب زندگی کے وارث ہوں گے۔اس طرح جو لوگ ان اعمال سے گریزاں ہوتے ہیں، غفلت اور کوتاہی کا شکار ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ تنزلی اور زوال کی منزل کے مسافر بن جاتے ہیں۔قانونِ ازلی اپنا کام جاری رکھتا ہے اور اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۔ مسلم امہ اسکے سربراہان اس وقت آزمائش کے کٹھن دور سے دوچار ہے۔ یہ ملت اپنے حقوق و فرائض سے غافل، زندگی کی جدوجہد سے گریزاں، علم و عمل سے محروم، نظم و ضبط سے عاری، ہر قسم کی برائی اور کرپشن سے دوچار ہے۔ یہ ملت فرقہ پرستی کی آگ میں جل رہی ہے۔ یہ ملت اپنی جمعیت جمہوریت کے جاہل بے دین سیاستدانوں کی سیاسی جماعتوں کے فرقوں میں منقسم ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ ملت نفرت اور نفاق کی شکار ہو چکی ہے۔ یہ ملت جمہوریت اور بادشاہت کے نظام اور سسٹم کے عذاب کے نتائج سے بری طرح دوچار ہے۔ ملت اسلامیہ اس وقت ۵۷ ممالک پر مشتمل ہے۔ اسکی آبادی تقریباً ایک ارب پنتالیس کروڑ کے قریب ہے۔ انکے پاس دنیا کی بہترین زمین، انکے پاس قدرت کی عطا کی ہوئی بیشمار قیمتی اور انمول قسم کی معدنیات، انکے پاس پانی کی وافر مقدار، ہر قسم کی اجناس، ہر قسم کا گوشت، ہر قسم کا پھل، ہر قسم کے میوہ جات، تیل گیس کے وافر ذخائر، انکے پاس پہاڑ، انکے پاس میدان، انکے پاس ریگستان، انکے پاس دریا، انکے پاس وسیع و عریض سمندر۔ یہ تمام انعامات انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیئے ہوئے نایاب اور لاجواب عظیم تحفے ہیں۔ مسلم امہ فطرت کے ان انمول عطیات کی نہ قدر کر رہی ہے اور نہ ہی ان سے پوری طرح افادیت کر رہی ہے۔ اسکی ذمہ دار بے دین جمہوریت اور بادشاہت پسند، دین کش قیادت ہے۔ جو اس امت کے نظریات، تعلیمات اور کردار کی تباہی کا باعث ہے۔

۴۔ مسلم امہ اس وقت تنزلی، گمراہی، انتشار اور تباہی کی اتھاہ گہرائیوں سے دوچار ہے۔ اس امت کے زوال کے سیاق و اسباق، اسکی وجوہات، اسکے واقعات کیا ہیں اور کیوں ہیں۔ اس امت نے اوج ثریا سے پستی کا سفر کیوں اور کیسے طے کیا۔ اقوام عالم میں اس کی تذلیل کیوں ہوئی اور کیوں ہو رہی ہے۔ یہ مسلم امہ نفرت اور نفاق کا شکار کیوں اور کیسے ہوئی ہے۔ یہ آپس میں جنگوں میں بری طرح پھنس چکی ہے۔ یہ آپس میں جنگیں لڑ کر اپنی فوجی طاقت، انفرادی طاقت، معاشی طاقت تباہ کرتی چلی آ رہی ہے۔ انکے ممالک اور انکے عوام بھوک ننگ اور محرومیوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ جس کا جی چاہے مسلم ممالک میں سے کسی ملک پر حملہ کر دے۔ ان پر قبضہ کر لے۔ انکے معصوم بچے بچیوں، نوجوانوں کا قتال شروع کر دے۔ انکو پنجروں میں بند کر کے سخت اذیتوں میں سے گذار دے، انکی مجبور و محبوس اور بے بس مستورات کی عصمتوں کو لوٹ لیں۔ یہ امت دین کی دوری کی سزا میں مبتلا ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ امت اپنی منزل سے بھٹک چکی ہے۔ یہ امت جمہوریت اور بادشاہت کی قیادت کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑی جا چکی ہے۔ مسلم امہ کے ممالک کے سربراہوں کا ٹولہ، انکے جمہوریت کے اسمبلی ممبران انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ نا اہل، جاہل، عیاش اور تعیش سے بھرپور بے دین زندگی گذارنے کا رسیا بن چکا ہے۔ یہ بدنصیب دین کش نظریات اور دستور مقدس کے منافی، مسلم امہ پر جمہوریت، بادشاہت کی طرز حکومت مسلط کیئے بیٹھے ہیں۔ دین کے نظریات، دین کی تعلیمات، دین کے دستور حیات، دین کے طرز حیات اور دین کی صداقتوں کا قافلہ ان دینی منافقوں اور ظالم غاصب مادہ پرست حکمرانوں نے مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کے ذریعے لوٹ لیا ہے۔ مسلم ممالک کی قیادت کے بے سوجھت بادشاہت کے غاصب اور جمہوریت کے باطل غاصب استحصالی دین کش نظام حکومت کے حکمران اپنے اپنے ممالک میں رائج کیئے بیٹھے ہیں۔

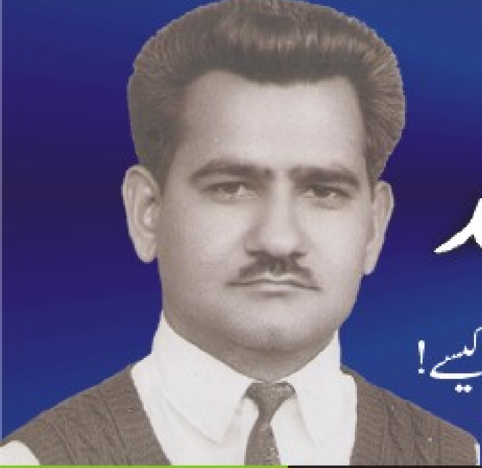

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۵۔ اے مسلم امہ کے جہالت کے دیدہ ورو! غور سے سن لو۔ دین محمدی ﷺ پوری انسانیت کی میراث ہے۔ مسلم ممالک کے قائدین اور تمام سربراہوں نے مسلم امہ سے دین محمدی ﷺ کی وراثت چھین رکھی ہے۔ دین کے دستور مقدس اور دستور حیات سے پوری ملت کو الگ تھلگ کر رکھا ہے۔ اسلامی ممالک کو کفر نگریوں میں بدل رکھا ہے۔ توبہ تائب کا وقت سر پر آن پہنچا ہے۔ یہ انکا کیسا منافقانہ دستور حیات اور طرز حیات ہے۔ کہ منبر و مسجد میں بیٹھ کر یزید پر لعنت بھیجتے ہیں، اسکو ظالم، قاتل، غاصب کے نام سے پکارتے ہو۔ حضرت امام حسینؓ علیہ السلام اور انکے معصوم و بیگناہ قافلے کا قاتل قرار دیتے ہیں۔ نام امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ علیہ السلام کا لیتے ہیں۔ عقیدت اور محبت کے نذرانے ادھر پیش کرتے ہیں اور علمی، عملی زندگی یزید کے قرآن حکیم کے متضاد نظریات، تعلیمات، ضابطہ حیات کی گذارتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تم زندگی تو یزید کی گذارتے جاؤ اور عاقبت عالی مقام کی مانگتے جاؤ۔ یہ کردار کا تضاد اور منافقت کا عذاب مغربی جمہوریت کے سیاستدانوں، تمام جماعتوں کے قائدین اور حکمرانوں نے معصوم، بیگناہ اور بے بس مسلم امہ کی محکوم امہ کے فرزندان پر مسلط کر رکھا ہے۔ دینی علم و عمل سے بیگانگی انکی جہالت کا سبب بنتی چلی جا رہی ہے۔ سیاسی رہنماؤں کا نفاق اور نفرت مسلم امہ کی وحدت کو ریزہ ریزہ کیے جا رہا ہے۔ مسلم امہ گمراہی اور تباہی کے گہرے شگافوں میں دفن ہوتی جا رہی ہے۔ مسلم امہ تحقیق و جستجو سے غافل اور محنت و ہمت کے جذبوں سے محروم، جدوجہد کی شاہراہ سے دور، غفلت کے بیاباں میں اذیتوں سے دوچار، سسکتی، تڑپتی، ذلیل ہوتی اور دم توڑتی چلی جا رہی ہے۔ یا اللہ اس پیاری ملت اور پوری انسانیت کو اس سانحہ سے بچا۔ مسلم امہ کو بقائے حیات کیلئے جمہوریت اور بادشاہت سے نجات دلانا اہل فقر اور اہل بصیرت پیشواؤں کا فرض بن چکا ہے۔ یا اللہ انکی اس عبادت اور کاوش کو مقبولیت کا شرف عطا فرما۔ امین

۶۔ بے حسی، بے عملی اور غفلت کی موت سے بچانا، نفاق اور نفرت کو ختم کرنا، مغربی جمہوریت کے جہالت کے اندھیروں کو دین کے علم اور عمل کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کے نور سے منور فرما، اتحاد قائم کرنا، عمل پیہم اور کشمکش حیات میں بیداری پیدا کرنا، عملی زندگی میں ترقی یافتہ اقوام کے شانہ بشانہ چلنا، حقیقی بیداری پیدا کرنا، قول و فعل میں مطابقت پیدا کرنا، اخوت و محبت کے درس کو عام کرنا، عفو و درگذر سے کام لینا، خلق عظیم کی قندیلوں کو روشن کرنا، دین کی اعلیٰ صفات کو بروئے کار لانا، حکمرانوں کا فرعونی محلوں اور تعیش کی زندگی سے نکل کر کٹیا میں سادگی کی زندگی اختیار کرنا۔ مغربی جمہوریت اور بادشاہت کے فرعونی اور یزیدی طرز حیات کو ترک کرنا، دین کی روشنی میں شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کو نافذ کرنا، سرائے فانی کی حقیقت سے آشنا ہونا۔

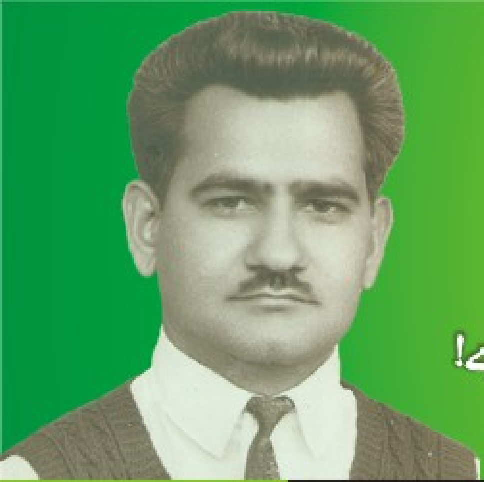

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

دین کی صداقتوں کی اطاعت کرنا ،لغزشوں اور کوتاہیوں کی تلافی کرنا ،خالق کی مخلوق کو عزت واحترام دینا ، ذکروفکر کے نور سے سینہ منور کرنا ،وحدت آدم کا شعور بیدار کرنا ، اتحاد بین المسلمین کی گرہ کھولنا ،یونائیٹڈ سٹیٹ آف مسلم کی اہمیت اور اس جذبہ کی بیداری کیلئے جوش عمل پیدا کرنا ،ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کرنا ، مسلم امہ کو وحدت ملت میں ڈھالنا ،حرم کی پاسبانی کیلئے دنیا کے تمام اسلامی ممالک کا ایک خلیفہ وقت کا چناؤ کرنا ، تمام مسلم ممالک کو ایک ملک تصور کرنا ،ان پر دستور مقدس کا نفاذ کرنا ،تمام ممالک میں گورنر راج قائم کرنا ، اجتماعی طور پر خلیفہ ءوقت کی اطاعت کرنا ، اخوت ومحبت کے درس کو عام کرنا ، انسانیت کیلئے باعث رحمت نظام قائم کرنا ،شمع رسالت کے نور کو عام کرنا ، مخلوق خدا میں اعتدال ومساوات کا درس پھیلانا ،خوف خدا کو دلوں میں پیدا کرنا ،قرآن فہمی اور اسکی اطاعت پر کاربند ہونا ،صاحب کتاب پیغمبران اور انکی آل پر درودوسلام بھیجنا اور انکی شان عظیم سے متعارف کروانا ،نفرتوں کو محبتوں میں بدلنا ،اس جہان رنگ وبو کو سنوارنا ،ساری خدائی کو کنبہ خدا سمجھنے کی تعلیمات کو روشناس کرانا ، زخم خوردہ انسانیت کے علاج اور شفا کیلئے کوشاں رہنا ،شورائی نظام یعنی اسلامی جمہوریت کی حکومت قائم کرنا ، دین کے ضابطہ حیات کو سرکاری سطح پر نافذ کرنا ، انسانیت کے قافلے کو امن اور سلامتی کی منزل تک پہنچانا ، جمہوریت اور بادشاہت کی گرفت سے پیغمبران کی امت کو نجات دلانا ، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے نظام کو قائم کرنا ۔دراصل اسلام کی روح کو بنی نوع انسان کو روشناس کروانا ایک افضل عبادت بھی ہے اور مخلوق خدا کی فلاح بھی اس میں مضمر ہے ۔محبت فاتح ءعالم ہے اور ادب انسانیت معراج عبادت ہے ۔

۷۔ زبور شریف ،توریت شریف ، انجیل شریف اور قرآن شریف یہ تمام آسمانی صحیفے اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے انسانوں کی سلامتی اور فلاح کے لئے نازل فرمائے ۔ یہ کسی ایک فرد یا کسی ایک فرقے یا کسی ایک قوم یا کسی ایک ملت کی ملکیت ہرگز نہیں ۔من وعن انکو ماننے والے ، انکی تعلیمات کو بروئے کار لانے والے انکے وارث ہونگے ۔ جو ان صحیفوں کو تسلیم کریں ۔علم اور عمل نمرود ، فرعون اور یزید پر عمل پیرا ہوں ۔ وہ ان صحیفوں کے منکر یا منافق کہلا سکتے ہیں وارث نہیں ۔لہذا جمہوریت ، بادشاہت یا کوئی اور طرز حکومت ان پیغمبران کی امتوں کیلئے زہر قاتل ہے ۔وقت کے شہنشاہوں کو ! ۔جن سے آج زوال ڈرتا ہے یہ پیغام انکے لئے ہے ۔ یہ آواز انکے سینہ ءویراں تک پہنچانا صرف ضروری ہی نہیں بلکہ مجبوری ہے ۔تاکہ وہ گورستان میں پہنچنے سے قبل اپنی جانوں پر ظلم کا مزید بوجھ نہ ڈال سکیں ۔اس جہان فانی سے کوچ کرنے سے قبل اس نمرودی ،فرعونی ، یزیدی تہذیب کو ظالم ، غاصب تہذیبوں کے قبرستان میں اپنے ہاتھوں سے دفن کرتے جائیں ۔توبہ کا دروازہ ان سب کیلئے کھلا ہے جو اس وقت زندگی میں موجود ہیں ۔توبہ انکا حق ہے ۔توبہ قبول کرنے والی ذات اقدس انکی منتظر ہے ۔یا اللہ ان سب برسر اقتدار قائدین اور تمام امتوں پر رحم فرما ۔

انکی خطاؤں کو معاف فرما۔ انکو سیدھا راہ دکھا، انکو پیغمبران کی تعلیمات اور جمہوریت کی تعلیمات کے تضاد سے آگاہ فرما۔ انکو عمر والی پہلی زندگی سے نکال کر حضرت عمرؓ والی زندگی عطا فرما۔ گناہ کی زندگی توبہ کے دروازے تک ہے۔ یا اللہ ہمیں توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما آمین

8۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک کے سلسلہء پیغمبران کی نفی نہ کرتے جائیں۔ شب بیداری کے آنسو تمام پیغمبران کے سامنے انکی امتوں کیلئے سراپا فریاد بنے کھڑے ہیں۔ یا اللہ ان پر رحم فرما۔ ان کو دہر کی آفات سے محفوظ فرما، زندگی کا راز جو انکی آنکھ سے مستور ہے اس سے انہیں آشنا فرما۔ ان خاموش الفاظ کی آواز کو انکی ضمیر کی وادی تک پہنچانا از حد ضروری ہے۔ یہ آدم خور دھرتی بے شمار تاجور اور ہزاروں قافلے اس سے قبل اپنی اس رہ گذر سے گذار چکی ہے۔ اس حقیقت سے آگاہی ہر کس و ناقص کیلئے ضروری ہے تاکہ انسانیت غفلت اور گمراہی سے بیدار ہو سکے۔ امین

9۔ اے شب بیداری کی حیات کے عارفو! اے شبِ تنہائی کی محفلوں کے مکینو! اے بے نشاں منزلوں کے مسافرو! اے فغانِ نیم شب کے مسافرو!۔ اے پیغمبران کے پیغام جاوداں کے وارثو! آؤ مل کر غور کریں، ظلمت کدے میں روشنی کی بات تو کریں۔ حالات و واقعات کو پرکھیں، ان وجوہات کا کھوج لگائیں۔ ہر زاویہ سے ان تمام حقائق کو دیکھیں۔ کہ کیا وجوہات ہیں۔ جن کی وجہ سے تمام پیغمبران کی امتیں انکی تعلیمات سے محروم، انکے نظریات سے دور، انکے روحانی رابطے سے قطع تعلق، انکے کردار کی عملی نفی، انکی صفات سے عدم دلچسپی، انکی صداقتوں سے بے نیازی، انکے حسن عمل سے علیحدگی۔ انکے اخوت و محبت کے جذبوں کا فقدان۔ انکے اعتدال و مساوات کے ضابطوں سے لاتعلقی۔ انکے انسانی ادب و احترام کی قندیلوں کا خاتمہ۔ انکی خدمت خلق کی کرنوں کی بے نور روشنیاں کب تک مخلوق خدا کو اپنی لپیٹ میں لیتی جائیں گی۔ کب تک انسانیت اذیتوں اور مصیبتوں اور جنگوں کی زینت بنتی رہے گی۔ کب تک یہ انسانیت کے قاتل ایٹم بم، نائٹروجن بم، جراثیمی بم اور تباہ کن ہتھیار بناتے جائیں گے۔ کب تک ترقی یافتہ ممالک معصوم، بے گناہ، بے ضرر انسانوں اور بے زبان مخلوق خدا پر چھتیس ہزار فٹ کی بلندی سے ڈیزی کٹر بموں سے بارش کرتے اور تباہی پھیلاتے رہینگے۔ کب تک کمزور ممالک پر تباہ کن میزائیلوں سے انسانیت اور مخلوق خدا کو نیست و نابود کرتے رہینگے۔ کب تک ہنستی کھیلتی بستیوں کو نائٹروجن بموں سے خاکستر کرتے رہیں گے۔ کب تک جراثیمی بموں سے غیر ترقی یافتہ ممالک کی عوام میں بیماریاں پھیلاتے پھریں گے۔ کب تک یہ ترقی یافتہ ممالک اپنے تباہ کن ہتھیاروں سے دنیائے عالم میں دہشت گردی اور عوام الناس کا قتال جاری رکھیں گے۔ کب تک یہ عالمی دہشت گرد دنیائے عالم میں تباہی پھیلاتے رہیں گے۔ ک

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

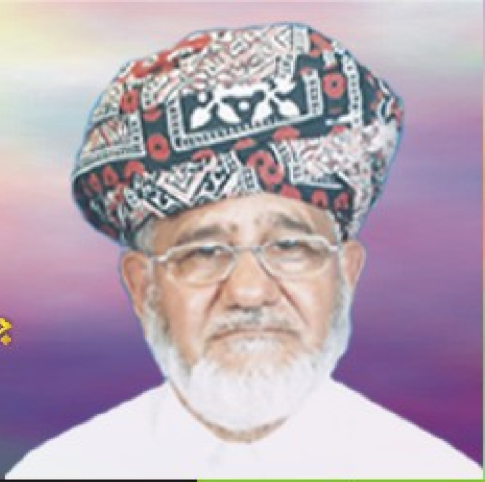

کب تک یہ اسامہ بن لادن ایک خود ساختہ تن تنہا تخیلاتی دہشت گرد کے کریکٹر کو ختم کرنے کیلئے افغانستان اور پھر پوری دنیا کی عوام کو بری طرح کچلتے چلے جائیں گے۔کب تک ترقی یافتہ ممالک ڈیزی کٹر بموں، نائیٹروجن بموں، جراثیمی بموں، تباہ کن میزائلوں اور بدترین مہلک ہتھیاروں سے اسامہ کے نام پر افغانستان کے قریہ قریہ، بستی بستی، شہر، شہر، ہسپتالوں، تعلیمی اداروں، عبادت گاہوں کو نیست و نابود اور انسانی جانوں کو خاکستر کرتے جائیں گے۔کب تک افغانستان کے بے گناہ، بے بس، انسانوں کو آہنی سلاخوں میں پابندِ سلاسل اور انسانیت سوز اذیتوں سے گزارتے رہیں گے۔کب تک یہ بدنصیب پیغمبران کے باغی اور مذاہب کے منافق مخلوق خدا کو بلا جواز زخموں، اذیتوں، دکھوں اور مصیبتوں سے دوچار کیے جائیں گے۔کب تک یہ قیادتیں اسامہ کی تلاش کیلئے دہشت گردی کے نام کی تذلیل کرتی پھریں گی۔برطانیہ اور امریکی عوام اور مغربی ممالک کی عوام کو سوچنا ہوگا کیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الہامی کتاب کے دستورِ حیات کا حصہ ہے۔

۱۰۔کب تک عراق پر مہلک ہتھیار تیار کرنے، ایٹم بم بنانے کے من گھڑت، بے بنیاد اور جھوٹے الزامات لگا کر اسکی جامہ تلاشی لیتے رہیں گے۔دنیا کے تہذیب یافتہ ممالک ترقی یافتہ ممالک کے قائدین عراق کے صدام حسین اور اسکے تیار کردہ مہلک ہتھیاروں، نائٹروجن بموں، جراثیمی بموں اور ایٹم بموں کے ڈرامہ کو دنیا کے سامنے پیش کرتے اور عراق کی معصوم، بے بس، بے ضرر اور بے گناہ عوام کو ڈیزی کٹر بموں، نائیٹروجن بموں، جراثیمی بموں، تباہ کن میزائلوں اور تباہی پھیلانے والے مہلک ہتھیاروں سے نیست و نابود کرتے اور انکی بستیوں کو خاکستر کرتے چلے جائیں گے۔ان کی لاشوں کو بے گور و کفن گہرے گڑھوں میں دباتے رہیں گے۔کب تک انکے معصوم و بے گناہ بچوں کے اعضا فضاؤں میں بکھیرتے رہیں گے۔کب تک یہ عالمی قائدین، انسانیت کے قاتل!۔اپنے مال و جان، اپنے گھر اور اپنے ممالک کی حفاظت کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دیتے رہیں گے۔یہ کب تک الٹے بانس بریلی کی منزل کی طرف گامزن رہیں گے۔یہ انسانیت کے ملزم اور مجرم ثابت ہو چکے ہیں۔ان پر انسانیت کے قتال کی تعزیرات لگ چکی ہے۔یہ اب انسانیت کو عالمگیر جنگ کی طرف دھکیلتے جا رہے ہیں اور یہ آخری راؤنڈ کھیلنا چاہتے ہیں۔ایٹم بموں کے ٹکراؤ کا عبرتناک منظر دیکھنا چاہتے ہیں۔یاد رکھو!۔ان عالمی طاقتوں کے قائدین کا ظلم اور جبر ان مظلوموں کو ایسے اوزار بنانے کیلئے مجبور کر رہا ہے۔کہ وہ ایک ہی وقت میں انکے تمام ایٹمی پلانٹوں کو تباہ کر سکیں۔اس دہشت گردی کے بعد کسی اور جنگ کی ضرورت نہیں ہوگی۔برطانیہ اور امریکی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے فرزندان ہیں۔کیا عالمی طاقتوں کے دہشت گرد حکمرانوں کے زخم خردہ دنیا بھر کے معصوم عوام جاپان ہو یا جرمنی، اسرائیل ہو یا عرب ممالک، انڈونیشیا ہو یا ایران، عراق ہو یا افغانستان وہ کیسے انکے معصوم عوام، شیر خوار بچوں کا قتال، انکی بستیوں کو خاکستر کرنے کا عمل بھول سکیں گے۔

۱۱۔اسی طرح اب ایران اور شام کو نشانہ عبرت بنانے کیلئے انکا میڈیا عالمی سطح پر انکے خلاف جنگ کا آغاز کر چکا ہے۔مناسب وقت کی تلاش میں ہیں۔کب اور کیسے ان کے ممالک کو بھی حشر کا میدان بنایا جائے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۲۔دنیا کا کوئی قتل ان عالمی قائدین کی پشت پناہی کے بغیر نہیں ہوتا۔اس سے قبل بوسینیا کے بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں اور مستورات کا قتال ان بڑی قوتوں کے قائدین کی پشت پناہی کی بنا پر بڑی بے رحمی سے انکے حواری کرتے رہے ہیں۔انکی اجتماعی قبریں آج تک دستیاب ہوتی جا رہی ہیں۔انسانی زندگیوں کو کچلنا انکی فرعونی طاقت کے استعمال اور یزیدی تہذیب کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ان پیغام حیات دینے والی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے موجودہ قائدین پیغام مرگ بن کر انسانیت پر ٹوٹ پڑے ہیں۔انہوں نے عدل وانصاف، امن وامان کے ضابطہ کو تار تار کر دیا ہے۔پیغمبران کی امتوں کے دور حاضر کے قائدین انسانیت کے قاتل اور پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات کے ہزن بن چکے ہیں۔وہ اپنے اپنے ممالک کے عوام کیلئے یہ کائنات تنگ اور محدود کئے جا رہے ہیں۔برطانیہ، امریکہ اور انکے اتحادی ممالک کی عوام کو قادر مطلق کے فطرتی عمل سے آگاہ کرنا نہائیت ضروری ہے۔کہ وہ اس سے کیسے بچ سکتے ہیں۔جبکہ انکے ممالک میں لاتعداد ایٹمی پلانٹ انکی تباہی کی گھنٹی بجا رہے ہیں۔اگر کوئی ایٹمی دھماکہ ہو گیا تو دنیا سیکنڈوں میں خاکستر ہو کر رہ جائیگی۔مظلوم عوام اور فطرت کے عمل سے بچ جاؤ۔بہتر ہوگا۔وقت سے قبل ان حروف کو فطرت کی وارننگ سمجھ لیں۔خدارا اس جہان رنگ و بو کو تباہ نہ کریں۔وقت سے پہلے قیامت بھرپا نہ کریں۔ظالم کا ہاتھ روکنا اور مظلوم کو تحفظ فراہم کرنا وقت کے فقیر کا فرض ہوتا ہے۔وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت سے کام نہیں لیتا۔اے مالک کل تو اس فریاد کو قبولیت کا شرف عطا فرما۔امین۔

۱۳۔انڈونیشیا میں آبادی کی بنیاد پر ایک عیسائی ریاست قائم کر کے جمہوریت کے اصول وضوابط کی افادیت اور اسکی روشنی کو دنیائے عالم کے سامنے ایک درخشندہ مثال کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔دوسری طرف کشمیر میں کشمیریوں کو حق خودارادی کے حصول کی خاطر ایک طویل عرصہ سے کشمکش حیات اور قتال میں مبتلا کر رکھا ہے۔دنیا کی عدالت یواین او نے ۱۹۴۸ سے اس کی اجازت دے رکھی ہے۔یہاں کشمیریوں کی پانچ، چھ لاکھ انسانی جان کچلی جا چکی ہے۔انکے لاکھوں مرد وزن معذور بنا دئے گئے ہیں۔یہ کون لوگ ہیں جو یہ باطل اور گمراہی کا راستہ اختیار کئے بیٹھے ہیں۔جو ظلم کی انوکھی داستاں رقم کر رہے ہیں۔جو اس ظلم کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔یہ وہی فاجر، فاسق اور ظالم قائدین ہیں جو عیسائیت کے بھیس میں نمرود، فرعون اور یزید کے ایجنٹ اور شر کے پجاری ہیں۔یا اللہ انکو راستگی کا سفر عطا فرما۔ان کو راہ ہدایت بخش۔انکو مذہب کی روشنی عطا فرما۔انکو پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات کا محافظ بنا۔یا اللہ تو کارساز مطلق ہے تو انکے دلوں کو بدل دے۔یا اللہ تو انکی عاقبت سنوار دے۔تو ہم سب پر اور آنیوالی نسلوں پر رحم فرما۔امین

۱۔کیا یہ وہی یہودی ملت ہے جنہوں نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا کلمہ پڑھا اسکے بعد اس ملت نے فرعون کا زبردست مقابلہ کیا۔طرح طرح کی اذیتیں برداشت کیں۔پیغمبر خدا کا ساتھ دیا۔اور فرعونیت کو زیر اور کچل کر رکھ دیا۔فرعون کا جبر وظلم ختم کیا۔اس کا سلسلہ قتال بند کیا۔مخلوق خدا کو راہِ راست دکھانے میں پیغمبر خدا کا ساتھ دیا۔توریت شریف جیسی الہامی کتاب پر ایمان لائے۔اس دور کے قافلہ کی رہنمائی فرمائی۔بنی نوع انسان کیلئے رشد وہدایت کے چراغ روشن کئے۔مخلوق خدا کو توحید کے نغمیں سنائے۔

۲۔کیا یہ عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی وہی امت ہے۔جنہوں نے پیغمبر خدا اور ان پر نازل ہونے والی کتاب انجیل مقدس پر ایمان لایا۔انکی تعلیمات کی قندیلیں دلوں میں منور کیں۔انہوں نے زخموں پر مرہم ،بیماروں کو شفا،بھوکوں کو کھانا ،حاجتمندوں کی حاجت روائی کا کردار اپنایا۔انہوں نے رہبانیت اور فقر کے گلستان کی آبیاری کی۔درد دل کی دوا عام کی۔انسان کو انسانیت کے آداب سکھائے ،خدمت خلق کے چراغ روشن کئے۔ظلم وجبر اور قتل وغارت کا خاتمہ کیا۔اخوت ومحبت اور ایثار و نثار کی ایسی شمع روشن کیں کہ بنی نوع انسان اس پر پروانوں کی طرح اکٹھے ہوتے گئے۔

۳۔کیا یہ محمد الرسول اللہ ﷺ رحمت اللعالمین کی وہی امت ہے۔جن کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ صرف انسانیت کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری مخلوق خدا کیلئے باعث رحمت بنا کر بھیجے گئے۔جن پر اللہ تعالیٰ نے رحمتیں تمام کیں ،حسن اخلاق ،حسن کردار ،حسن عمل ،حسن صفات اور حسن صداقت کی تکمیل کی۔آج انکی امت دین کی تعلیمات اور اسکے نظریات کے تمام اصول وضوابط کو روندتی چلی جارہی ہے۔کیا یہ مسلم امہ کا شیوا ہے۔مسلم امہ نے تو بنی نوع انسان اور آنے والی نسلوں کو توحید کا سبق اور دین کی تعلیمات اور حضور نبی کریم ﷺ اور تمام پیغمبران کے کردار کی خوشبو کو اس جہان رنگ وبو میں پھیلانا تھا۔وہ تو خود جمہوریت کے باطل نظریات کی بری طرح شکار ہوچکی ہے۔یا اللہ اس امت کی رہنمائی فرما اور گمراہی کے عذاب سے نجات عطا کر۔امین

۴۔موسوی عیسوی اور محمدی ﷺ امتوں اور انکے مذہبی ،روحانی پیشواؤں کی تو جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ ،حضرت عیسیٰ روح اللہ اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ رحمت اللعالمین کی تعلیمات ،انکے نظریات ،انکے ضابطہ حیات ،انکے طرز حیات ،انکے مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک ،حسن عمل کے بے نظیر کردار ،انکی اعلیٰ صفات ،انکے روشن ومنور الہامی صداقتوں پر مشتمل انمول معجزات ،انکے انسانیت کی خدمت کے انوکھے اور نرالے واقعات ،انکے بھوکوں کو خوراک ،ننگوں کو لباس ،زخموں کی مرہم ،دکھوں کی دوا ،بیماروں کو شفا مخلوق خدا کے دکھوں کا مداوا ،اخوت ومحبت کے شفیق اعمال اور ایسے تمام الہامی مذہبی جذبوں کی پاکیزہ اور منزہ امانتوں کو ایسے بروئے کار لائے کہ مذاہب کے نور کی روشنیاں اس جہان رنگ وبو میں پھیلتی گئیں۔ذرا یہ تو بتاؤ ان صداقتوں کا نور اب کہاں سے اور کن امتوں کے پاس جا کر تلاش کیا جائے۔یا اللہ ہمیں پیغمبران کی صداقتوں اور انکے راہ راست کی منزل کا مسافر بنا۔یا اللہ ہماری کوتاہیوں کو درگذر فرما اور ہمیں مخلوق خدا کو عزت واحترام پیش کرنے کی توفیق عطا فرما۔امین

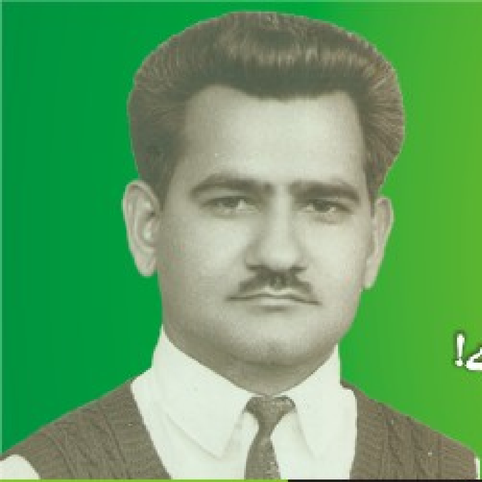

۵۔ مذاہب پرست امتوں کا کیا حشر ہوا، ان پر کیا بیت گئی، انکو زمانے میں کیسے رسوا کیا گیا، انکی کیسے تذلیل کی گئی، انکی پاکیزہ متاع حیات کو کیسے لوٹا گیا، انکی شکل کو کیسے مسخ کیا گیا، ان کو مذہبی انتشار کی چتا میں کیسے جھونکا گیا۔ ان کو مذہب کے نظریات اور حکمرانی کے نظریات کے تضاد کا کیسے ایندھن بنایا گیا۔ انکو پیغمبران کی تعلیمات اور انکے تعلیمی نصاب پر ایمان رکھنے اور نمرود، فرعون اور یزید کے مغربی جمہوریت کی تعلیمات اور انکے تعلیمی نصاب کو سرکاری سطح پر عملی جامہ پہنانے کا پابند کیسے بنایا گیا۔ معبد، کلیسا اور مسجد میں عبادت خداوند قدوس کی اور انکے بعد عملی پوجا نمرود، فرعون اور یزید کے دانشوروں کے تیار کردہ تعلیمات اور تعلیمی نصاب کی۔ ان منافقوں اور باطل قیادتوں، قوتوں اور انکے غاصب ضابطوں کے وارثوں نے ان امتوں پر کیسے جمہوریت، بادشاہت اور آمریت کے کالے جادو سے قابو پا رکھا ہے۔ پیغمبران کا تیار کیا ہوا عظیم اور لاجواب الہامی اور روحانی تہذیب و تمدن جس کی بنیاد حسن خلق، حسن عمل، حسن کردار پر مشتمل ہے۔ خوف خدا اور دنیا کی بے ثباتی کا چراغ انکے دل و دماغ میں روشن و منور رہتا ہے۔ ازدواجی زندگی اور معاشرتی زندگی کے ضابطے، اعتدال و مساوات کے طریقے، عدل و انصاف کے قوانین، دینی اور دنیاوی الہامی اور روحانی نظریات پر مشتمل ضابطہ حیات، عمدہ صفات اور لاجواب صداقتوں پر مشتمل مذہبی عمارت کا اینٹ اور گارا انکی امتوں سے کیسے چھینا جا رہا ہے۔

۶۔ جس مذہبی عمارت کو جمہوریت، آمریت اور بادشاہت کے رائج الوقت تباہ کن باطل اور غاصب ضابطوں، مادہ پرستی، شہوت پرستی، جنسی آزادی، اقتدار پرستی، تعیش پرستی، حق تلفی، ناانصافی، ظلم و جبر، معاشی اور معاشرتی قتل و غارت کے تباہ کن سیاسی قائدین، دانشوروں کے تیار کردہ تباہ کن فرعونی، یزیدی میزائلوں سے تہس نہس اور خاکستر کر دیا ہو۔ مذہب کی روشن و منور، پرنور عمارت کو ریزہ ریزہ ہونے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے۔ پیغمبران کی امتوں اور ان کے ملکوں پر پیغمبران کے باغی، انکی تعلیمات کے منکر، انکے نظریات کے قاتل نمرود، فرعون، اور یزید کے ایجنٹ پیغمبران کی امتوں کی صفوں میں گھس آئے ہوں۔ ان مذاہب کے منافق برسر اقتدار قائدین نے مادیت اور حصول اقتدار کی جنگ جیت کر باطل سیاستدانوں اور غاصب حکمرانوں کے روپ میں ان امتوں پر حاکم وقت بن کر مسلط ہو چکے ہوں۔ انکے باطل نظام حکومت کو چلانے والی غاصب اعلیٰ سرکاری مشینری انکی قصیدہ گو بن چکی ہو۔ جبکہ بے بس رعایا انکے جھوٹے ذرائع ابلاغ، جھوٹے پراپیگنڈے، غیر ترقی یافتہ ممالک کے عوام کا معاشی اور معاشرتی بیجا قتال جو انسانیت کیلئے روح سوز ندامت اور شرمندگی کا عذاب بن کر ابھرتا چلا آ رہا ہو۔ یہ تمام واقعات انکی بدبختی کے مرثیہ خواں بنتے چلے آ رہے ہیں۔ پیغمبران کی امتوں کیلئے یہ ایک سراپا سوال بن چکا ہے۔

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

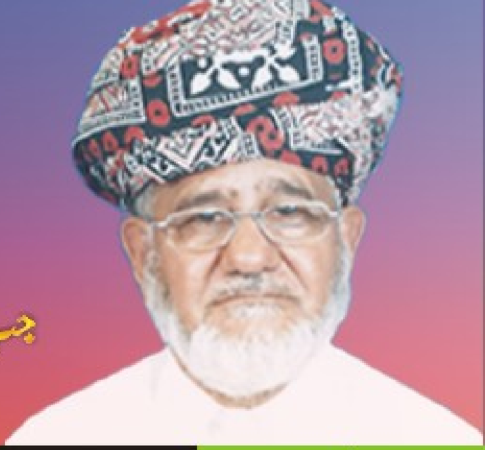

۷۔ اللہ کے الہامی اور روحانی صحیفوں، پیغمبران کے فرمان اور بزرگان کے فرمودات پر سیاسی دانشوروں کے غاصب قوانین اور ضوابط کی بالادستی قائم ہوتی جارہی ہے۔ اہل وطن کو بھوک کی آگ بجھانے، تن کو ڈھانپنے، زندہ رہنے کیلئے اپنی بنیادی ضروریات کو حاصل کرنے، اسکے علاوہ ان حکمرانوں کی خاطر وسائل پیدا کرنے، انکے ٹیکس کلچر کو پورا کرنے انکے لئے سرکاری خزانہ بھرنے، انکی حکومتوں اور انکی سرکاری مشینری کے اخراجات برداشت کرنے، انکی مے پرستی، شہوت پرستی، نفس پرستی، مادہ پرستی، اقتدار پرستی، تعیش پرستی اور انکے جاہ وجلال والی طبقاتی شاہانہ زندگی کے لوازمات کو مہیا کرنے کے حصول میں غرق کررکھا ہو۔ ان حالات وواقعات میں امتوں کی اصلاح اور فلاح اسلئے نہیں ہوسکتی کہ انکا باطن مذہبی نظریات کا پجاری اور انکا ظاہر باطل نظریات کے عمل اور کردار کے تضاد کا شکار ہوچکا ہے۔ ان سے نجات حاصل کرنے کیلئے مغربی جمہوریت، بادشاہت اور آمریت کی سرکاری بالادستی کو منسوخ اور ختم کرنا ہوگا۔ اسکے بعد مذہبی ضابطہ حیات کو سرکاری سطح پر نافذ العمل کرکے انسانیت کو شر کی قوتوں سے محفوظ کرنا ہوگا۔

۸۔ مذہب پرست امتوں کو مذہب سے کیسے دور کیا جارہا ہے۔ مذہب کے دستور حیات، مذہب کی اخلاقیات، مذہب کی طرز حیات، مذہب کی تعلیمات، مذہب کے نظریات، مذہب کی ملکی سطح پر بالادستی کو منسوخ اور معطل کرکے مذاہب پرست امتوں اور پوری انسانیت کو اسکی افادیت سے کیسے محروم کیا جارہا ہے۔ پہلے مذہب کو فرقوں میں تقسیم کرکے اسکی اجتماعیت کو ختم کیا جاتا ہے۔ ان فرقوں میں نفرت اور نفاق کی آگ لگائی اور بھڑکائی جاتی ہے۔ اس فساد کو میڈیا کے ذریعہ پھیلایا جاتا ہے۔ فرقہ پرستوں کی حکومتی سطح پر سرپرستی کی جاتی ہے۔ حکومتی ایجنسیاں اور انکے خفیہ ورکر حکمرانوں کی ناپسندیدہ شخصیات کے قتال کا عمل جاری رکھتی ہیں۔ حکومتیں پیغمبران، انکے مذاہب، انکی تعلیمات اور انکی امتوں کی شکل ذرائع ابلاغ کے ذریعہ بدل کر رکھ دیتی ہیں۔ مذہب کو وجہ عناد اور فساد قرار دیتے ہیں اور ان پیغمبران کی امتوں کو بنیاد پرستوں کا نام دیکر ملکی سطح پر سرکاری طور پر مذہب کی بالادستی کو ختم کرتے چلے آرہے ہیں۔ جو پیغمبر علیہ السلام، انکے مذہب اور انکی امت کے ساتھ ایک بہت بڑا دھوکہ، ایک بہت بڑا ڈاکہ یہ بدنصیب رہزن ڈالے جارہے ہیں۔

۹۔ نمرود، فرعون اور یزید کے مادہ پرست فلاسفرز کے نظریات، انکی تعلیمات، انکی طرز حیات پر مشتمل مغربی جمہوریت، بادشاہت اور آمریت کی طرز حکومت کے ذریعہ پیغمبران کی امتوں پر ملکی سطح پر باطل اور غاصب قوتوں کی سرکاری بالادستی قائم اور نافذ العمل کئے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ ہستیاں اہل کتاب پیغمبران، ان پر نازل فرمائے گئے الہامی صحیفے، انکا ضابطہ حیات، انکے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، انکے عدل وانصاف کے قوانین، اعتدال ومساوات کے ضابطے، انکے خدمت خلق کے اصول اور انکے انسانیت کی رہنمائی کے الہامی اور روحانی چراغوں کو سرکاری طور پر منسوخ کرکے پیغمبران کی امتوں کو نمرود، فرعون اور یزید کے مادہ پرست فلاسفرز کے تخلیق کردہ مذہب میں کنورٹ کیا جارہا ہے۔ جو پیغمبران کی امتوں کی تباہی کا سبب بن چکا ہے۔

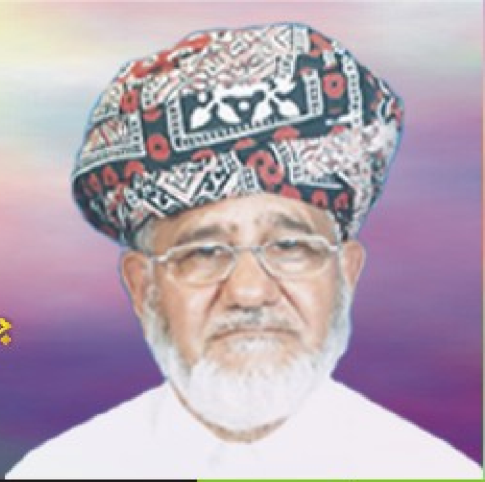

۱۰۔ دوسری طرف ملکی سطح پر مغربی جمہوریت، بادشاہت اور آمریت کے حکمرانوں نے مذہب اور ملت کو فرقہ پرستی کے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے بین الاقوامی سطح پر یہودیت، عیسائیت اور اسلام کو فرقوں کی طرح ایک دوسرے مذہب کے خلاف صف آرا کر رکھا ہے۔ ذرا تعصب اور نفرت کی دنیا سے تو نکلیں۔ ذرا نفاق اور فساد کی نگری سے تو باہر آئیں۔ ذرا خیر اور شر کی پہچان تو کر لیں۔ ذرا سلسلہ پیغمبراں اور انکی ملتوں کی طرف نظر اٹھا کر تو دیکھ لیں۔ حضرت آدم علیہ السلام، اماں حوا کی طرف تو ایک نگاہ ڈال لو، آفرینش نسل کی طرف تو غور کر لو، وحدت اور کثرت کے راز کو تو پہچان لو، تمام انسان ایک ہی درخت کی پتیاں ہی تو ہیں۔ فرشتوں اور جنوں کو فطرت نے صرف عبادت کا عمل ہی ودیعت کیا ہے۔ حضرت انسان کو اس عبادت کے علاوہ اخوت و محبت اور عشق و مستی کے جام عطا کیے اور آسمانی تحفہ کی اضافی دولت محبت سے نوازا ہے۔ مذہب انسانیت کو فطرت کے عظیم تحفہ اخوت و محبت کی آبیاری کیلئے خلق عظیم، خدمت عظیم اور عبادت عظیم کی صداقتوں کے جلوہ سے آگاہی بخشتا ہے۔ مذہب انسان کو خالق اور اسکی مخلوق سے متعارف کرواتا ہے۔ مذہب انسان کو اپنے خالق کی پہچان کرواتا، مخلوق خدا کے ادب و احترام اور عزت و خدمت کا درس دیتا ہے۔ خیر اور شر۔ نیکی اور بدی کا انکشاف عطا کرتا ہے۔ اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کا راستہ بتاتا ہے۔ صبر و تحمل اور قوت برداشت کی افادیت سے آگاہ کرتا ہے۔ انسانوں کے ساتھ حسن عمل اور حسن کردار سے پیش آنے کے اصول بتاتا ہے مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا شرف عطا کرتا ہے۔ حقوق العباد، حقوق اللہ کی ادائیگی سے انسانی دل و دماغ کو روشناس کرواتا ہے۔ ایثار و نثار کے جذبوں کو بیداری عطا کرتا ہے۔ مذہب وحدت آدم، جمیعت آدم اور خدمت آدم کے شعور کو آفاقیت عطا کرتا ہے۔ مذہب فطرت کی صداقتوں کو تسلیم کرنے اور انکی اطاعت کرنے کی رہنمائی فرماتا ہے مذہب کی اطاعت انسان کو معصوم اور انسانیت کیلئے بے ضرر ہی نہیں بلکہ منفعت بخش بنا دیتی ہے۔

۱۱۔ مذہب کا سچا انسان مغربی جمہوریت کے فاجر اور کاذب، بادشاہت کے جھوٹے اور ظالم، آمریت کے باطل اور غاصب نظام اور انکے حواریوں اور پیروکاروں پر روز روشن کی طرح نمایاں اور کڑکتی بجلی ہوتا ہے۔ وہ ظالم کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور اسے ظلم سے باز رکھتا ہے۔ وہ مظلوم کو ظالم کے ظلم سے بچا لیتا ہے۔ وہ دونوں کو عافیت کی نگری تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ ظالم اور مظلوم دونوں کی فلاح اور نجات چاہتا ہے۔ وہ انسانیت کے لئے بے ضرر اور منفعت بخش ہوتا ہے۔ وہ طیب ہستیوں کی تعلیمات اور کردار کا سفیر ہوتا ہے۔ وہ دل و دماغ، جان و روح اور قوت متخیلہ کو حقیقت کے عرفان سے آگاہی بخش جاتا ہے۔ وہ خیر کی صدا، وہ بھلائی کی ندا اور رشد و ہدائیت کے بجھے چراغوں کو جلاتا اور روشن کرتے ہوئے اپنی نامعلوم منزل کی طرف چل دیتا ہے۔ انکے اعمال کے گنبد انکی قبروں کے روشن مینار ہوتے ہیں۔ انکے مزارات آنیوالی نسلوں کے درود و صلوات کے مراکز بن جاتے ہیں۔

۱۲۔نالہ ءنیم شب جب ملت کے ہدی خانوں سے اٹھ جاتا ہے۔اہل نظر نایاب، جگرسوزی کی لذت سے محروم کردئے جاتے ہیں۔روح کی پاکیزگی کی بالیدگی ختم،خیال کی بلندی ناپیداور اچھائی اور برائی کی تمیز مفقود ہوتی جاتی ہے۔ تو باطل قوتیں انسانیت کی بھلائی اور فلاح کا رخ موڑ دیتی ہیں۔اہل دانش دماغ سوزی کے کدال سے مذہب پرست امت کا حشر نشر کر دیتے ہیں۔پیغمبر کے ضابطہ حیات،نظریہ حیات،اسکی تعلیمات،اس کے حسن کردار،اسکے حسن اخلاق،اسکی اعلیٰ صفات،اسکی لاجواب صداقتوں کی تقلید سے انکا منہ موڑ دیتے ہیں۔مادیت اور اقتدار پر فوقیت حاصل کرنے کی خاطر یہ مادہ پرست فلاسفرز کا فرعونی طبقہ معاشی اور معاشرتی جنگ کا آغاز کر دیتا ہے۔وہ اپنے اقتدار کے حصول کی خاطر ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرتے ہیں۔وہ عوام الناس کا معاشی اور معاشرتی قتال،عدل وانصاف،اعتدال ومساوات کے نظام کو ختم کر دیتے ہیں۔

۱۳۔صالح فطرت مذہب پرست لوگ اس قسم کے باطل عمل سے گریز کرتے ہیں۔باطل، غاصب عمل اختیار کرنا ہرگز مناسب نہیں لیکن ان بد بخت فرعونی نسل کے حکومتی ایجنٹوں کو روکنا اہل بصیرت کا مذہبی اور دینی فریضہ ہوتا ہے۔انکی یہ کوتاہی مذہب وملت کی تباہی کا باعث بنتی جاتی ہے۔یا اللہ تمام امتوں کو راہِ ہدایت بخش،امین

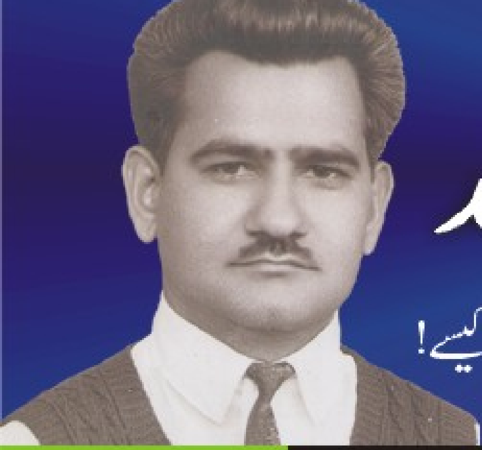

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ا۔اہل دل! اہل نظر! شب بیدار دیدہ وروں! کے در پر یہ سوال دستک دیتا جا رہا ہے۔زبور شریف ،توریت شریف ،انجیل شریف اور قرآن شریف کے الہامی صحیفوں کو تسلیم کرنے والو، انکو ماننے والو، ان پر ایمان لانے والو۔انکی ملتوں کے فرزندو! اپنے اپنے پیغمبران کی عزت و ناموس کی پاسداری کا خیال تو رکھو، انکے حسن اخلاق، انکے حسن کردار، انکی اعلیٰ صفات، انکے افضل و اعلیٰ نظریہ حیات، انکے اولیٰ ضابطہ حیات، انکے عمدہ اخلاقیات، انکا بے نظیر الہامی تعلیمی نصاب، انکے خدمت خلق کے اصول، انکے اخوت و محبت کے درس، انکے صبر و تحمل کے راستے، انکے ایثار و نثار کے طریقے، انکے ازدواجی زندگی کے ضابطے، انکے خاندان کے قیام کے آداب، انکے اعتدال و مساوات کے اصول، انکے عدل و انصاف کے قوانین، انکی مخلوق خدا کی خدمت اور اعتدال و مساوات کے ان تمام آفاقی اصول و ضوابط کی حفاظت اور نگہبانی تو کرو۔انکو بروئے کار تو لاؤ۔ ذرا غور تو کرو کہ چند نفوس پر مشتمل یہ نمرودی، فرعونی اور یزیدی ٹولہ مغربی جمہوریت، بادشاہت اور آمریت کے طرز حکمرانی سے مذہب کی تمام الہامی تعلیمات اور ضابطہ حیات کو سرکاری سطح پر یک قلم منسوخ اور انکی تقلید کو سرکاری سطح پر ختم کرتے چلے آ رہا ہے۔ مذہب کی تہذیبی عمارت کو پاش پاش کیے جا رہے ہیں۔پیغمبران کی جگہ سیاسی دانشوروں کے تیار کردہ اپنی اپنی افادیت کے غیر مذہبی ضابطہ حیات اور اسکی تعلیمات کی سرکاری بالادستی قائم کر کے ان امتوں کی نسلوں کو مذہب کش نظام حیات کا کلمہ پڑھاتے اور اسکی تقلید جبر کی تلوار سے سرکاری طریقہ کار کے مطابق کرواتے چلے آ رہے ہیں۔ جہاں مذہب کے نام پر کاذب حکمران قابض ہو جائیں وہاں صداقت کا سفر ختم ہو جاتا ہے۔اگر اعمال اور کردار کی عبادت نمرود، فرعون اور یزید کے تابع فرمان ہو تو معبد کلیسا اور مسجد کی عبادت سے منافقت کی آبیاری ہوگی۔اہل مذاہب اتنے واضح راز کو کیوں نہیں سمجھتے۔

ا۔یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کو غور کرنا ہوگا۔

۲۔ایک ٹیبل پر بیٹھنا ہوگا۔نفرتوں کو ختم کرنا ہوگا۔

۳۔بنی نوع انسان اور دوسرے عالمگیر نظریات کے ماننے والوں کے سامنے اپنے مذہبی کردار کی خوشبو کو پیش کرنا ہوگا۔

۴۔سلسلہ پیغمبران، مذاہب اور ان کی الہامی تعلیمات سے روشناس کروانا ہوگا۔

۵۔مذہب کی افادیت اور آفاقیت سے آگاہ کرنا اور فکر سے کام لینا ہوگا۔

۶۔حقائق کو پرکھنا ہوگا۔ایک دوسرے کی عزت و آبرو کو بحال کرنا ہوگا۔

۷۔ایک دوسرے کی جان و مال کو تحفظ فراہم کرنا ہوگا۔آپس کی جنگوں کو بند کرنا ہوگا۔

۸۔حکمرانوں اور سیاسی دانشوروں کی نفرت اور نفاق کی لگائی ہوئی آگ کو بجھانا ہوگا۔

۹۔ہمیں تمام امتوں کو آگاہ کرنا ہوگا کہ تمام مذاہب کے بنیادی نظریات اور انکی تعلیمات اور تمام پیغمبران کا سلسلہ ایک ہی مشن کے چراغ ہیں۔

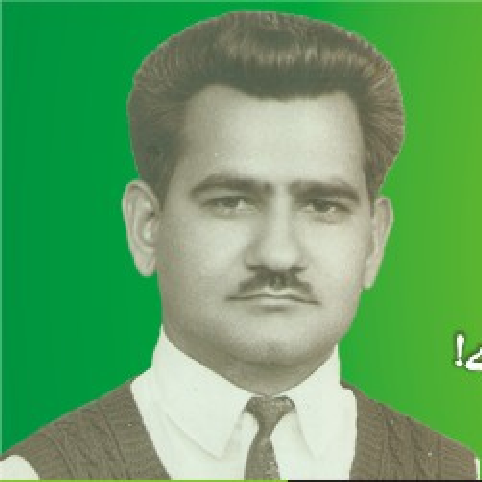

۲۔مذہبی پیشواؤں، رہبانیت میں گم فقیروں اور صاحب بصیرت مذہبی راہنماؤں کو آگے آنا ہوگا۔پیغمبران، انکی تعلیمات، انکے ضابطہ حیات، انکے نظریات، انکے، کردار، انکے اخلاقیات، انکے عدل و انصاف کے طریقے، انکے اخوت و محبت کے جذبوں، انکے ادب و احترام کے طریقہ کار، انکے بخششوں اور شفقتوں کے درس، انکے دلوں اور روحوں کے ساز کو چھیڑنے والے مضراب، انکے توحید کے گھنگرو، انکے ذکر کی جھنکار، انکے راحت اور مستی کے حسین کردار کے جام کو دنیائے عالم کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔پیغمبران اور انکے مذاہب کے مسخ شدہ ضابطہ حیات اور طرز حیات کو بحال کرنا ہوگا۔مغربی جمہوریت کے نظریات کے حکمرانوں اور سیاستدانوں نے مذاہب پرست امتوں کی تعلیمات اور انکے نظریات کے تیار کردہ کردار اور انکے تشخص کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔

۱۔پوری انسانیت اور آنیوالی نسلوں کو جمہوریت کے عذاب نے انکی الہامی، روحانی تعلیمات اور اسکی افادیت سے محروم کر رکھا ہے۔

۲۔مذہبی تشخص نایاب ہوتا جا رہا ہے۔

۳۔انکی تعلیمات، انکے نظریات اور کردار کو بحال کرنا ہوگا۔

۴۔انکے اخلاق سازی کے عمل کو سلام، انکے دلوں میں اترنے والے افکار کو سلام۔

۵۔انکے دنیا کی بے ثباتی کے درس کو سلام، انکی بے سروسامان والی زندگی کو سلام۔

۶۔انکے دلوں میں اترنے والے اعمال کو سلام، انکے دلوں کو تسخیر کرنے والے کردار کو سلام۔

۷۔انکے عدل و انصاف کے اصولوں، انکی اخوت و محبت کی جلائی ہوئی شمع کو سلام،

۸۔انکے ایثار و نثار اور خدمت خلق کے ضابطوں کو سلام، انکے نقش قدم پر چلنے والوں کو بیشمار سلام، انہیں اپنے پیغمبران کی عظیم شان کو پھر سے بحال کرنا ہوگا۔

۹۔پیغمبران کے نظریات، تعلیمات اور ضابطہ حیات کو سمجھنے کیلئے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا ہوگا۔انکے تقدس کو قائم کرنا ہوگا۔

۱۰۔انکے نظریات اور تعلیمات اور ضابطہ حیات کو پھر سے بحال کرنا ہوگا۔

۱۱۔پیغمبران کے طیب و پاکیزہ اور روشن و منور اسما کو ایک تسبیح میں پرونا ہوگا۔

۱۲۔ان کی سوانح حیات کی یادداشتوں کو نوع انسانی میں عام کرنا ہوگا۔

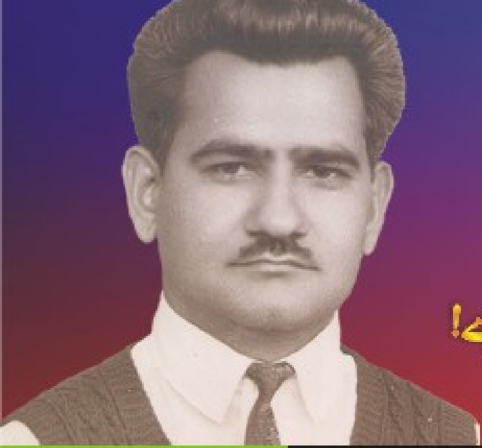

بابا جی عنایت اللہ

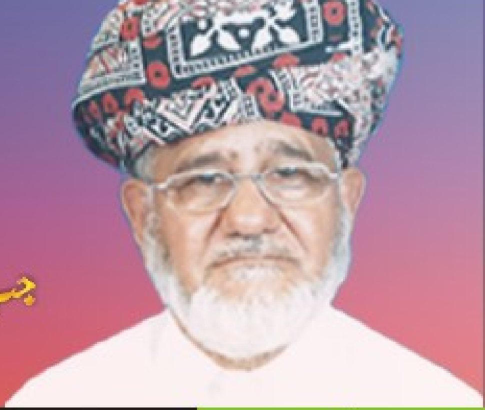

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۔نمرود اور ابراہیم خلیل اللہ کے واقعات، داؤد علیہ السلام پر زبور شریف کے الہامی صحیفہ کا نزول، فرعون اور موسیٰ کلیم اللہ کے حالات اور ان پر توریت شریف کا نزول، عیسیٰ روح اللہ کے معجزات اور ان پر انجیل مقدس کا نزول اور محمد الرسول اللہ ﷺ کے کردار اور رحمت اللعالمین کے لقب کے مضمرات اور ان پر قرآن پاک کا نزول۔ انکی عزت و احترام کی شمع کو پھر سے روشن کرنا ہوگا۔

۱۔زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اور قرآن شریف جیسے الہامی صحیفوں کو یکے بعد دیگرے ان پیغمبران پر کیوں نازل فرمایا گیا۔

۲۔وہ انسانیت کو کیا اسباق دیتے رہے۔ انکی تعلیمات کیا ہیں۔

۳۔انکے نظریات کیا ہیں۔ انکا طرز حیات کیا ہے۔ انکا مذہبی نقطہ نظر کیا ہے۔

۴۔ان پیغمبران کی تعلیمات میں مذہبی نظریات کے بنیادی عنصر کون سے ہیں۔ کونسے احکام کا ارتقائی عمل جاری رہا۔

۴۔اخلاقیات کی تعلیمات، اخوت و محبت کی تعلیمات، ادب و احترام کی تعلیمات، اعتدال و مساوات کی تعلیمات، خدمت خلق کی تعلیمات، نیکی بدی کے نظریات کی تعلیمات ازدواجی زندگی کی تعلیمات، ماں باپ کے ادب کی تعلیمات، خیر اور شر کی پہچان کی تعلیمات توحید پرستی کی تعلیمات، تمام انبیا علیہ السلام اور انکی امتوں کو تسلیم کرنے کی تعلیمات، ان تمام انبیا علیہ السلام اور انکی الہامی کتب پر ایمان لانے کی تعلیمات، ان پر درود وسلام بھیجنے کی تعلیمات، اسکے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی تعلیمات، نماز جیسی پنجگانہ عبادت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل پر درود بھیجنے کی تعلیمات، اسکے علاوہ حقوق العباد اور حقوق اللہ کی تعلیمات کے حقائق کو پرکھنا ہوگا

۱۔ تمام سیاستدانوں اور حکمرانوں اور مذہبی پیشواؤں کے پیدا کردہ اختلافی واقعات اور اصل حقائق کو ایک دوسرے کیساتھ مل کر سمجھنا ہوگا۔

۲۔تمام پیغمبران کی امتوں کا اور بالخصوص امت محمدی ﷺ کا فریضہ اولین بنتا ہے کہ وہ پیغمبران کے دستور حیات اور نمرود، فرعون، اور یزید کے دستور حیات کا موازنہ کر کے تمام امتوں کو اور پوری انسانیت کو اس سے آگاہی بخشیں۔

۳۔انکو آپس میں الجھنے کی بجائے حقائق کو سمجھنا ہوگا۔ مذہبوں میں فرقہ واریت کی آگ کس نے جلائی اور مذاہب میں نفرت اور نفاق کو پھیلانے والے کون ہیں۔

۴۔مذہبی پیشواؤں اور دانش برہانی کے وارثوں سے ملتجی ہوں کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی قندیلیں روشن کریں۔

۵۔اپنی اپنی امتوں اور پوری انسانیت سے محبت کی میٹھی زباں اور اخوت کے شیریں بیاں سے انکو پیغمبران اور انکے مذاہب کی تعلیمات اور انکے فلسفہ حیات سے آگاہی بخشیں اور اصل حقائق کی گرہ کھولیں اور انکو راہ راست کی منزل کی رہنمائی فرماویں خیر کی دنیا کو پھر سے آباد کریں۔ نمرود، فرعون اور یزید کے ایجنٹوں کے مغربی جمہوریت بادشاہت اور آمریت کے مذہب کش فتنہ سے نجات کا راستہ مذہب کے ضابطہ حیات، نظریات اور تعلیمات کی روشنی میں ڈھونڈ نکالیں۔

۵۔ عقلِ سنگدل اور سیاست کے دانشوروں نے بنی نوع انسان، تمام مخلوق خدا اور اس حسین و جمیل کائنات کو تباہ و برباد، نیست و نابود اور خاکستر کرنے کیلئے ایک طویل جدوجہد، ایک طویل کوشش، ایک طویل غور و فکر کے بعد ایسے علوم، ایسی سائنس، ایسی ایجادات، ایسے تباہ کن ہتھیار، ایسا تباہ کن اسلحہ، ایسے تباہ کن جنگی جہاز، ایسی تباہ کن آبدوزیں، ایسے تباہ کن میزائل، ایسے تباہ کن ڈیزی کٹر بم، ایسے تباہ کن جراثیمی بم، ایسے خاکستر کرنے والے نائٹروجن بم، ایسے اس کائنات کی ہر قسم کی مخلوق کو ختم کرنے اور اس حسین و جمیل جہان رنگ و بو کو مسخ کرنے، ویرانے اور کھنڈرات میں بدلنے والے، ایٹم بموں کے انبار، ترقی یافتہ مذہبی اقوام اور دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک نے تیار کر رکھے ہیں۔

۶۔ پون صدی قبل ہیروشیما اور ناگا ساکی کے شہروں پر صرف دو ایٹم بم جو آج کے جدید دور کے ایٹم بموں سے کہیں کمتر تھے انہوں نے لاکھوں انسانی جانیں اور ہر قسم کی مخلوقِ خدا کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔ اسکے بعد آج تک انکی نسلیں معذور اور بیکار پیدا ہوتی آ رہی ہیں۔ آج ان ایٹمی ہتھیاروں کا پھیلاؤ پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ آج انکی کمانڈ دنیا کے تمام دہشت گردوں کے ہاتھ میں پہنچ چکی ہے۔ گیارہ ستمبر کا واقعہ امریکہ جیسی دنیا کی بین الاقوامی سپر طاقت کے تمام دفاعی نظام تمام تحفظ کے جدید آلات کو روند کر دنیا کے دو عظیم ٹاوروں کو پل بھر میں زمین بوس کر کے ہزاروں جانوں کو غلط حرف کی طرح ختم اور مسخ کر دیا۔ ہزاروں انسانوں کے اعضا فضا میں بکھر گئے، ہزاروں معصوم و بے گناہ انسانوں کو معذور بنا کر رکھ دیا۔ امریکی احکام نے دنیا کے سامنے اصل حقائق کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ مجرموں کو جرم سے دیدہ دانستہ الگ کر دیا گیا۔ اسکے بعد امریکی حکمرانوں نے اپنے ناپسندیدہ غیر ترقی یافتہ ممالک کو مورد الزام ٹھہرایا اور انکی عوام کو دہشت گرد، قرار دے کر ان ممالک اور انکی بیگناہ عوام پر جدید مہلک ہتھیاروں کی تباہ کن بارش برسانا شروع کر دی۔ افغانستان اور عراق جیسے کمزور، غیر ترقی یافتہ ممالک اور انکی معصوم و بیگناہ عوام کو دنیا کی سپر طاقتیں اکٹھی ہو کر دنیا کا امن بحال کرنے کی خاطر ان پر حملہ آور ہو گئیں۔ لاکھوں جانیں صفحۂ ہستی سے تلف کر دیں۔ ہزاروں انسانوں کے اعضا فضا میں بکھرتے رہے۔ انکے معصوم بچوں اور بیگناہ مستورات کی بے حرمتی اور قتال جاری رکھا۔ انکی بستیاں، انکے شہر، انکے تعلیمی ادارے، انکے ہسپتال، انکی عبادت گاہیں، انکی سڑکیں، انکے قیمتی اثاثے، انکے خوراک کے ذخیرے، انکے پانی کے ذخیرے، انکے کھیت کھلیان، انکے قدرتی اور ہر قسم کے دوسرے وسائل بغیر کسی معقول جواز اور ثبوت کے شک کی بنا پر نیست و نابود اور قبضہ کرتے رہے۔ انکو بھوک، ننگ اور بیماریوں میں مبتلا کرتے رہے۔ انکو آہنی سلاخوں کے اندر پنجروں میں بند کر کے اور انکو طرح طرح کی اذیتیں دیتے اور مختلف آفات میں مبتلا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان ممالک پر حملوں اور اتنے بڑے قتال کے پیچھے کیا مقاصد تھے۔ سوائے مسلم امہ کے وہ اب کسی سے چھپے نہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۷۔ظالم، غاصب، سنگدل مغربی جمہوریت کے سیاسی دانشور، طاقت کے نشے میں دھت انسان دشمن افراد۔جمہوریت کے نظام اور سسٹم کی دنیا کی رہنمائی کرنے والے سپر طاقتوں کے سپر حکمران، عظیم پیغمبران کی امتوں کے نام نہاد شاہکار، انسانی رنج والم، انسانی اذیتوں، انسانی دکھوں کے درد اور مذہب کے عرفان سے محروم ہو چکے ہیں۔جمہوریت کے باطل اور غاصب علم وحکمت کی سرکاری بالادستی مذہب کے ربانی علم وحکمت کے خزانہ کو لوٹ چکی ہے۔مذاہب کے الہامی، روحانی نظریات کے ضمیر کی خاموش آواز عالمگیر سطح پر اسیر ہو چکی ہے۔مذاہب کی انسانی فلاح و بہبود اور بھلائی کے اعمال آلامِ انسانی میں بدل چکے ہیں۔پیغمبران کے الہامی صحیفوں کے رہزن کتنی تیزی سے مذاہب کی تعلیمات، نظریات، صفات اور صداقتوں کے نقش مٹاتے چلے جا رہے ہیں۔ جمہوریت کے فرعونی یزیدی طرز حکومت کے مادہ پرست حکمرانوں نے مذہب کی تعمیری قوتوں کے تہذیب وتمدن کو فروغ دینے سے کیسے روک رکھا ہے۔ جمہوریت، بادشاہت اور آمریت نے انسانی جمعیت کو قوموں، نسلوں، طبقوں، نظریوں، مذہبوں، فرقوں اور ملکوں میں منقسم کر رکھا ہے۔کسی نے بھی مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کی کوشش تک نہیں کی۔اس نظریہ حیات کا طیب شعور مذہبی امتوں سے چھین لیا گیا ہے۔انسانی نسل کی بین الاقوامی سطح پر اجتماعی ہمدردی، اجتماعی بہبود، اجتماعی معاشی تحفظ، اجتماعی اعتدال ومساوات، اجتماعی اخوت ومحبت، اجتماعی عدل وانصاف، اجتماعی اخلاق واقدار، اجتماعی حقوق وفرائض اور اجتماعی معاشرتی فلاح کے مذاہب کے درس وتدریس کے علوم کو معبد، کلیسا، اور مسجد کی سلاخوں میں مقید کر رکھا ہے۔انکی آفاقیت کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔پیغمبران کے ضابطہ حیات اور طرز حیات کو سرکاری سطح پر پس پشت ڈال رکھا ہے۔جمہوریت کے نظام نے مذاہب کی عالمگیر قوتوں، حسن صفات، حسن صداقت، حسن عدالت کو عالمگیر سطح پر اسیر بنا رکھا ہے۔آج ایسا وقت سر پر آن کھڑا ہوا ہے کہ بادشاہت، جمہوریت اور آمریت کے شاہی محلوں کی شاہی سہولتوں، شاہی آسائشوں، حکومتی اعلیٰ اقتدار اور حکومتی طاقتوں کو بین الاقوامی سطح پر مذاہب کے الہامی ضابطہ حیات اور روحانی طرز حیات اور مقدس دستور حیات کے سامنے ندامت، شرمندگی اور ناکامی سے سر جھکانا پڑ رہا ہے۔

۸۔پیغمبر وقت اس جہان رنگ وبو میں بے سروسامانی کی حالت میں تشریف لاتے رہے۔بے سروسامانی کی حالت میں زندگی گذارتے رہے۔وہ اخوت و محبت کا درس، عدل وانصاف کا ضابطہ۔اعتدال ومساوات کی زندگی۔غور وفکر کی عبادت۔ہمت ومحنت کا عمل۔خدمت خلق کا جذبہ۔خیر وبرکت کے راستہ کے تمام ایٹمی پلانٹ انسانی دل ودماغ میں ایسے پیوست کرتے رہے کہ وہ من کی دنیا کے مست نگر کے پجاری بن کر رہ جاتے۔وہ اپنی زندگیاں انسانیت کی خدمت کیلئے وقف کر دیتے تھے۔

وہ دنیا کی بے ثباتی کے ساتھ آنکھ سے آنکھ ملا کر اسکی حقیقت کو دیکھتے تھے۔ رہبانیت اور فقر کو عیسائیت کے مذہب کی روح اور اسکی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ اسی عمل سے وہ انسانوں کے دلوں کو تسخیر کرتے اور ان کو پیروکار بنا کر اپنی نامعلوم منزل کی طرف چل دیتے۔ عیسائیت اپنے مذہب سے دور ہٹتی چلی گئی۔ عیسائیت اپنی روحانی اور الہامی مذہبی تعلیم وتربیت کی سرکاری بالادستی ختم کر بیٹھی۔ عیسائیت کے سیاستدانوں اور دانشوروں نے عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر جمہوریت کے نظام کی سرکاری بالادستی حکومتی سطح پر قائم کردی۔

۹۔ مذہبی نظام کلیسا کے سپرد کر دیا گیا۔ اس طرح جمہوریت کی تعلیم وتربیت، اسکے علم اور اسکے عمل اور اسکے کردار کا اژدہا، مذہبی نظام اور اسکی تعلیمات اسکے فقر کے کردار کو نگلتا گیا۔ پوری عیسائیت مادیت اور اقتدار کی دلدل میں پھنس کر رہ گئی۔ انہوں نے بنی نوع انسان کے دلوں کو اخوت ومحبت سے تسخیر کرنے کی بجائے انکے جسموں کو نمرودی، فرعونی اور یزیدی طاقت سے فتح کرنے کیلئے اسلحہ ساز فیکٹریاں، نائٹروجن بم، گیس بم، ڈیزی کٹر بم، انکے علاوہ بیشمار مہلک ہتھیار، ایٹمی پلانٹ، ایٹمی آبدوزیں، ایٹمی میزائل، ایٹم بموں کے انبار اپنے ممالک میں ذخیرہ کرتے گئے۔ اسلحہ سازی کو انہوں نے ذریعہ معاش بنالیا۔ اقوام عالم اور دنیا کے ممالک کو جنگوں میں الجھاتے اور اسلحہ فروخت کرتے چلے آرہے ہیں۔ بنی نوع انسان کی تباہی کا یہ سامان انکی خوشحالی اور ترقی کا ذریعہ بن چکا ہے۔ اس جہان رنگ وبو اور اس میں بسنے والی ہر قسم کی مخلوق کی مکمل تباہی کا سامان وافر مقدار میں انکے پاس پڑا ہے۔ وہ اس مہلک اسلحہ سے انسانی بستیاں ویران اور مخلوق خدا کا قتال، معصوم وبیگناہ انسانوں کو بلاجواز اذیتوں سے دوچار، انکے وسائل کو نیست ونابود، انکی نسلوں کو اپاہج کرنا انکی زندگی کا روز مرہ کا کھیل بن چکا ہے۔ عیسائیت کا اجتماعی کردار بین الاقوامی دہشت گردوں کا کردار بن چکا ہے۔ انسانیت سے اخوت ومحبت اور خدمت وادب کی بجائے کمزور ممالک اور انکی عوام کے وسائل لوٹنا، ان کو جنگوں میں الجھانا، انکو اسلحہ فروخت کرنا، انسانی زندگیوں کو معاشی اور معاشرتی تباہی سے دوچار کرنا، ان پر از خود حملے کرنا ان پر قبضہ کرنا، انکو قتل کرنا، انکے ممالک اور وسائل پر قبضہ کرنا انکی سیاست کا حصہ بن چکا ہے۔ انسانیت کا قتال انکا ذریعہ معاش بن چکا ہے۔ مذاہب اور فطرت کے اصولوں کی بالادستی کے وہ عملی طور پر منکر بن چکے ہیں۔ وہ اس راز کو بھول چکے ہیں کہ انسان اس دنیا میں صرف آتا اور جاتا ہے۔ ہر مسافر کا تمام ساز و سامان اس فناہ کے دیس میں ہی لٹ جاتا ہے۔ اسکے ساتھ صرف اسکے اعمال ہی جاتے ہیں۔ وہ ابابیل اور ہاتھیوں کے لشکر کے انجام کو بھول چکے ہیں۔

وہ اس حقیقت کو بھول چکے ہیں کہ ایسا واقعہ پھر بھی سرزد ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی ایسا واقعہ دنیا میں پھیلے ہوئے ہزاروں ایٹمی پلانٹوں، ایٹمی آبدوزوں، ایٹمی وار ہیڈوں، ایٹمی بموں کے ساتھ پیش نہیں آسکتا۔ کیا یہ نمرود، فرعون اور یزید کے ایجنٹ، عبرتناک منظر کو دیکھنا اور ضرور معرض وجود میں لانا چاہتے ہیں، جسکے بعد اس دنیا میں اس واقعہ کو کوئی دیکھنے والا اور بیان کرنے والا ہی نہ رہے گا۔ یا اللہ یہ تیرے پیارے پیغمبران کی پیاری امتوں کی پیاری نسلیں ہیں۔ ان انسانی نسلوں پر رحم فرما اور ان ظالموں، غاصبوں اور مخلوق خدا کے قاتلوں، انکے وسائل، ذرائع آمدن، ممالک پر قبضہ کرنے والے مادہ پرست دانشور دہشت گردوں کو راہ ہدایت بخش۔ امین۔

۱۰۔ اس مادہ پرست دانشوروں کی جمہوریت کے نام پر غیر مذہبی تہذیب حاضر کے خردمندان کی تباہی سے انسانیت کو بچانا اور اس گلستان جہاں کو خیر کی آبیاری سے سینچنا ہر مذہب کے امتی کا فریضہ اولیں ہے۔ انسانیت کو ظلمات سے نکال کر نور کی منزل پر گامزن کرنا ان پر انسانیت کا قرض ہے جو انہوں نے ادا کرنا ہے۔ یا اللہ یہ جتنا بڑا کام ہے۔ تو اپنے بندوں کو اس سے بڑھ کر اتنی بڑی توفیق بھی عطا فرما تو ہی تمام توفیقوں کا مالک اور وارث ہے۔ تو ہم پر رحم فرما، تو ہم پر کرم فرما، تو ہم پر آسانیاں عطا فرما۔ ہمیں آسانیاں تقسیم کرنے کی توفیق بھی عطا فرما، تو ہماری کوتاہیوں سے درگذر فرما۔ یا اللہ۔ تو ہمیں گلستان محبت اور شبستان محبت کا نغمہ خواں بنا۔ یا اللہ تو ان شب خیزی کے موتیوں کو شرف قبولیت بھی بخش۔ یا اللہ ان موتیوں کی صداقت کو صفات سے بھی نواز اور انکا فیض عام فرما۔ امین۔

ا۔ کائنات کی کتاب کا ورق ورق انسان کو عقلی، شعوری، الہامی، روحانی، ظاہری اور باطنی، آنکھ کو سوچنے، سمجھنے، پرکھنے اور پڑھنے کیلئے دعوت عام دیتا ہے۔ غور وفکر کے عمل پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ الہامی صحیفے زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اور قرآن شریف! پوری انسانیت کے اخلاق و کردار اور تشخص کی وراثت ہیں۔

ا۔ جو بنی نوع انسان کو حسن اخلاق سنوارنے کے آداب سکھاتے ہیں۔

۲۔ پاکیزہ اور طیب زندگی گذارنے کا راستہ دکھاتے ہیں۔

۳۔ خیر اور شر کی پہچان کراتے ہیں۔ نیکی اور بدی کے تصور کا شعور عطا کرتے ہیں۔

۴۔ فطرت کے اصولوں کی نگہبانی کی تعلیمات دیتے ہیں۔

۵۔ ازدواجی زندگی اور خانگی زندگی کے اصول بتاتے ہیں۔

۶۔ اخوت ومحبت کے درس سے آشنائی بخشتے ہیں۔

۷۔ معاشرے کی احسن طریقہ سے تشکیل وتکمیل کے گر سکھاتے ہیں۔

۸۔ مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے، انکی بنیادی ضروریات حیات مہیا کرنے کی راہ ہدائت کا راستہ دکھاتے ہیں۔

۹۔ اعتدال ومساوات کے عمل سے زندگی گذارنے کی ہدائت فرماتے ہیں۔

۱۰۔ صبر وتحمل کا عرفان عطا کرتے ہیں۔

۱۱۔ قوت برداشت کی طاقت سے آگاہی بخشتے ہیں۔

۱۲۔ مخلوق خدا کی خدمت اور ادب کی عبادت کے گیان سے روشناس کراتے ہیں۔

۱۳۔ زندگی کے تاریک صحرا میں انسانیت کی فلاح کے دیپ روشن کرتے ہیں۔

۱۴۔ درگذر اور شفقتوں کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

۱۵۔ اعلیٰ عمدہ صفات کو پروان چڑھانے کا راستہ بتاتے ہیں۔

۱۶۔ صداقتوں کی پیروی کے حسن عمل کے فیض کو عام کرتے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۔ کسی پیغمبر کا امتی کہلانے اور اسکی صداقتوں اور صفات اور تعلیمات سے لاتعلق اور منقطع رہنے اور انکے متضاد ضابطہ حیات کی پیروی کرنے سے نہ انکے امتی بن سکتے ہیں۔ نہ انکے وارث بن سکتے ہیں اور نہ ہی انکی وراثت کے مالک۔

۱۔ ایسے افراد ایسی نام نہاد ملتوں سے وابستہ انسانوں کو کن ناموں سے پکاریں۔

۲۔ پیغمبران کے امتی یا منکرین یا منافقین۔

۳۔ فیصلہ یہ از خود کر کے آپنے آپ کو آگاہ کر دیں اور مخلوق خدا کو بھی مطلع کر دیں۔ تا کہ انکو اس نام سے پکارا جا سکے۔

۴۔ مذہب میں مسلک پرستی اور فرقہ پرستی کی چتا کون جلاتے ہیں۔

۵۔ مذاہب میں عالمگیر سطح پر نفرت اور نفاق کی آگ کون بھڑکاتے ہیں۔

۶۔ بین الاقوامی سطح پر مذہب کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا اور قتل و غارت کون کرواتے ہیں۔ پیغمبران کی امتوں کا تو یہ فعل نہیں۔

۷۔ ان اعمال پر مذاہب کی تعلیمات کی روشنی اور انسانیت کے ناطے سے سوچنا ہوگا۔ اسکے علاوہ ان حقائق کی روشنی میں عالمگیر سطح پر مختلف نظریات پر مشتمل انسانی برادری میں مذاہب کے نظریات کا حقیقی معیار اور مقام کیسے تعین کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ جب مذاہب کی عطا کی ہوئی دلکش عمدہ الہامی صفات، اعلیٰ دلوں کو موہ لینے والے اخلاق اور دلوں میں اترنے والی فطرتی صداقتوں پر مشتمل ضابطہ حیات کے متضاد مذاہب کے منافق پیش کرتے ہیں۔

۹۔ مغربی جمہوریت کے نام نہاد پیغمبران کی تمام امتیں بنی نوع انسان کی فلاح میں بری طرح حائل ہو چکی ہیں۔

۱۰۔ یہ انسانی نسلوں کو پیغمبران کی تعلیمات، نظریہ حیات اور ضابطہ حیات کی افادیت سے محروم کئے جا رہی ہیں۔ ان کا تدارک ازبس ضروری ہے۔

۱۱۔ مذہب جہاں انسانیت کو ظاہری اور باطنی اصلاح کی تعلیمات کا درس دیتا ہے وہاں وہ غور و فکر کی عبادت سے انسانیت کو روشناس بھی کرواتا ہے۔

۱۲۔ غور و فکر کی تلاوت کا عمل اس کائنات کے مخفی خزانوں کو دریافت کرتا رہتا ہے۔

۱۳۔ غور و فکر کا مضراب کن فیکون کی صدائیں پیدا کرتا رہتا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۴۔غور فکر کا عامل اپنے من کی دنیا میں غوطہ زن رہتا ہے۔

۱۵۔غور فکر کا پجاری نت نئی تخلیق پیدا کرتا رہتا ہے۔

۱۶۔غور فکر کی عبادت بندے اور خدا کی دوری کا سفر ختم کر دیتی ہے۔

۱۷۔غور فکر کی ریاضت خیرو فلاح کی منزل کا مسافر بنا دیتی ہے۔

۱۸۔تمام بنی نوع انسان کو، تمام امتوں کو اور خاصکر مسلم امہ کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد کرنا ہوگا۔

۱۹۔ اس امت کیلئے حکم ہے علم سیکھو۔ چاہے تمہیں چین جانا پڑے۔

۲۰۔طالبعلم کی زندگی بہترین عبادت سے ہمکنار رہتی ہے۔

۲۱۔آج کا علم، فزکس کا علم، کیمسٹری کا علم، ریاضی کا علم، زراعت کا علم اور ہر قسم کی سائنس کے علم کا دور ہے۔ان علوم کا سیکھنا انسانی زندگی کی ضرورت کا اہم حصہ ہے۔ مذہب کی حدود میں یہ تمام نئے علوم اور نئی ایجادات بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور زندگی کے ہر شعبہ حیات میں خیر کے ارتقائی عمل کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ جب کہ جمہوریت کے زیر سایہ، یہ تمام علوم اور ایجادات انسانیت کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔

۴۔جہاں بنی نوع انسان کیلئے دنیا کی مادی بنیادی ضروریات، اسکے بعد دنیاوی آشائشوں اور مادی سہولتوں کے لوازمات کے حصول کے علوم، اسکے ہنر، اسکی ٹیکنیک اور اسکے سائنسی لوازمات اور کاروبار کو سیکھنا ضروری اور واجب ہے۔اسی طرح معاشرے کو تشکیل دینے کیلئے ایک نظریہ، ایک لائحہ عمل، ایک ضابطہ حیات بھی درکار ہوتا ہے۔جس کی روشنی میں معاشرے کی اقدار، معاشرے کے اصول، معاشرے کے ضابطے، معاشرے میں اعتدال و مساوات کو قائم کرنے کے طریقے، عدل و انصاف کے پیمانے اور نظم وضبط کے قوانین کو مرتب کیا جاتا ہے۔جن کی روشنی میں انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی تک کے حقوق وفرائض کا عمل احسن طریقہ سے چل سکے۔اس ضابطہ حیات کو قائم کرنا اور اسکے تقدس کو قائم کرنا حکومت اور عوام کا بنیادی فریضہ ہوتا ہے۔دنیا میں کئی نظریات موجود ہیں۔کیمونیزم، سوشلزم، ہندوازم، بدھ ازم، جین مت اور آتش پرست۔وغیرہ وغیرہ۔جمہوریت اور مذہب کے نظریات۔

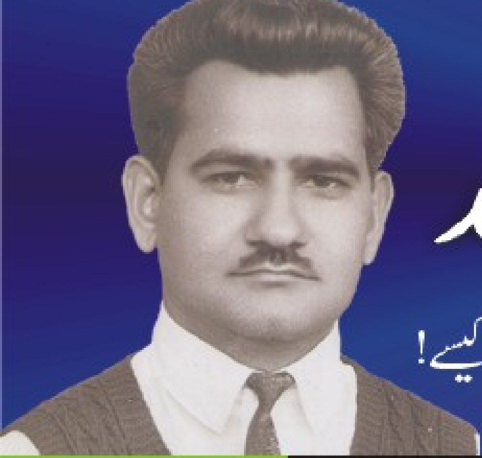

۵۔ مذاہب پرست امتیں پیغمبران پر، خدا پر، انکی الہامی کتابوں پر، انکے نظریات پر، انکے ضابطہ حیات پر، انکی طرز حیات پر، انکی تعلیمات پر ایمان اور یقین رکھتی ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ تک ۔حضرت اسحٰق علیہ السلام سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ۔حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ رحمت اللعالمین آخری پیغمبر تک یہ سلسلہ پیغمبران جاری رہا۔اس طرح اس جہان رنگ و بو کو سنوارنے کیلئے ایک لاکھ چوبیس، پچیس ہزار پیغمبران تشریف لائے۔

۶۔یہ بات بڑی واضح ہے کہ دنیائے عالم کے تمام نظریات کے اپنے اپنے موجد ہیں۔ان کا اپنا اپنا دستور حیات موجود ہے۔جس کے مطابق وہ اپنے اپنے ممالک میں وہ اپنی اپنی زندگی گذارتے اور اپنا تہذیب وتمدن تیار کرتے چلے آرہے ہیں۔لیکن تمام پیغمبران بنی نوع انسان کو توحید پرستی کا سبق، عبادات کا طریقہ، ازدواجی زندگی کے اصول، اخلاقیات کے ضابطے، خدمت وادب کے طریقے، کنبہ خدا کا احترام، مذہبی تعلیمات اور دنیا کی بے ثباتی کا درس دیتے رہے۔جن کے مطابق انکی امتوں کا تہذیب وتمدن تیار ہوتا رہا اور وہ اپنی زندگی انکے مطابق گذارتی آرہی ہیں ۔اسوقت مغربی جمہوریت کا نظریہ، حکومتی سطح پر دنیائے عالم کے بیشتر ممالک پر رائج الوقت ہے۔اسکے مطابق عوام پر حکومت کرنے کیلئے عوام ہی بذریعہ الیکشن ممبران کا چناؤ کرتے ہیں۔جن سے اسمبلیاں تیار ہوتی ہیں۔انکے ممبران ملک کے معاشی اور معاشرتی اصول، قوانین اسمبلی کے ذریعہ وقت کی ضرورت کے مطابق منظور کر کے ملک پر نافذ العمل کرتے چلے آرہے ہیں۔اس طرح جو ضابطہ حیات تیار ہوتا ہے، اسمبلیوں کے ممبران اسکے خالق ہوتے ہیں۔رعایا انکی اطاعت کرتی ہے۔اس طرح پیغمبران کی امتوں پر پیغمبران کے الہامی صحیفوں، الہامی کتابوں کی تعلیمات، پیغمبران کا دستور حیات، پیغمبران کے نظریات، پیغمبران کے اخلاقیات، پیغمبران کے کردار، پیغمبران کی الہامی صفات، پیغمبران کا ازدواجی زندگی کا نظام، پیغمبران کی فطرتی صداقتوں کو سرکاری طور پر ختم، منسوخ، معطل اور فرسودہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔

۷۔ستم بالائے ستم ان تمام انبیاء علیہ السلام کی الہامی کتابوں کی موجودگی میں ان کی امتوں پر اور انکے ممالک پر مغربی جمہوریت کی اسمبلیوں کے ممبران کے تخلیق کردہ جمہوری نظریات، انکے قوانین، انکے ضوابط، انکی تعلیمات، انکے ضابطہ حیات، انکے طرز حیات، انکے ازدواجی زندگی کے اصولوں کی پابندی کو ملکی قوانین کا حصہ بنا دیا جاتا ہے۔اس طرح تمام پیغمبران کے نظریات، ضابطہ حیات اور تعلیمات کو کچل کر رکھ دیا جاتا ہے۔انکی جگہ اسمبلیوں کے پیغمبران کے قوانین وضوابط کی ہر شعبہ حیات میں سرکاری بالادستی قائم ہو جاتی ہے۔پیغمبران کی امتیں مغربی جمہوریت، نان کرسچن جمہوریت کے اس کفر، منافقت اور مذہبی تضاد کے نظریات کا شکار ہو کر سسک سسک اور تڑپ تڑپ کر دم توڑتی جاتی ہیں۔

ا۔جنسی آزادی سے خاندان کی ازدواجی عمارت ریزہ ریزہ ہو چکی ہے۔

۲۔مغربی جمہوریت نے بنی نوع انسان کی خدمت کے جذبے انسانی دلوں سے کچل کر رکھ دیئے ہیں۔ سچ کی جگہ جھوٹ، ازدواجی زندگی کے طیب و مطہرہ نظام حیات کی بجائے جنسی آزادی یعنی زنا کاری کی زندگی کا نظام حکومت مسلط ہو چکا ہے۔

۳۔زخموں پر مرہم پٹی لگانے والے مغربی جمہوریت کے حکمران نیپام بموں، ڈیزی کٹر بموں سے انسانیت کا قتال اور زخموں سے چھلنی کیے جا رہے ہیں۔

۴۔پیغمبران کی امتیں جمہوریت کے سائے تلے دنیا کی بے ثباتی کی تعلیمات، مختصر اور بے سرو سامانی والی زندگی کا نقش ذہنوں سے مٹا چکی ہیں۔

۵۔اخوت و محبت کا درس بھول چکی ہیں۔

۶۔دلوں کو تسخیر کرنے والے اعمال ترک کر چکی ہیں۔

۷۔انسانوں کا قتال اور اسلحہ کی عبرتناک زبان کا استعمال عام کر چکی ہیں۔

۸۔دنیا کے طاقتور حکمران اور انکے نقش قدم پر چلنے والے ترقی پذیر ممالک کے حکمران درندہ صفات بن چکے ہیں۔

۹۔وہ جمہوریت کی سیاست میں مادیت اور حصول اقتدار کی جنگ کا شکار ہو چکے ہیں۔ یہ سب امتیں پیغمبران کی دوری کی سزا میں مبتلا ہو چکی ہیں۔

۱۰۔دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں انسانیت اور اس کائنات کو مسخ کرنے کیلئے ایٹمی پلانٹوں کا حساب ہی نہیں۔

۱۱۔دنیا کے مظلوم، اذیتوں سے چور، کسی دکھیارے نام نہاد دہشت گرد انسان کا انتقامی جذبہ اسکو، ان ایٹمی پلانٹوں تک رسائی، جدید میزائل یا خودکش حملے کی صورت میں حاصل ہو گیا تو اس دنیا اور انکی تاریخ لکھنے والا کوئی نہ ہوگا۔

۸۔ نان کرسچن جمہوریت کے پجاریوں نے یہ دہشت گردی اور خودکش حملوں کی جنگ اسرائیل۔ افغانستان اور عراق کی حدود سے نکال کر پوری دنیا میں پھیلا دی ہے۔ دہشت گرد اور خودکش حملہ آور، انکے اندر سے پیدا ہوتے اور پنپتے رہیں گے۔ جو انکی تباہی کا باعث بنتے رہینگے اور یہ بے گناہ افغانستان اور عراق جیسے کمزور اور غیر ترقی یافتہ ممالک کی معصوم اور بے گناہ عوام کو نشانہ عبرت بنائے اور نیست و نابود کرتے پھریں گے۔

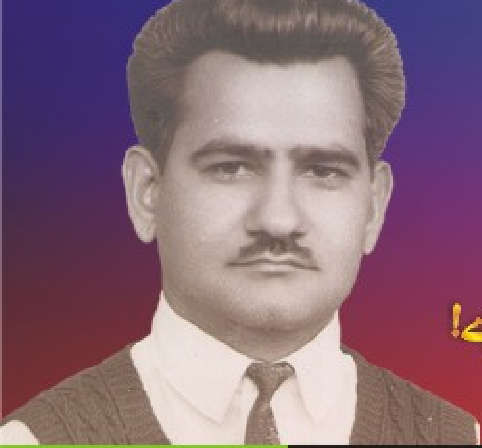

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۹۔ نان کرسچن جمہوریت کے پجاریو! پیغمبران کے باغیو! مذاہب کے سرکشو! امتوں کے رہزنو، جمہوریت کے کفر کے ایجنٹو! یہ تو بتاؤ تم نے تو مذاہب کے نظریات، مذاہب کی عبادات، مذاہب کے طرز حیات، مذاہب کے دستور حیات اور مذاہب کی الہامی تعلیمات، مذاہب کے اخلاقیات، مذاہب کے کردار، مذاہب کے ازدواجی ضابطے اور مذاہب کا تیار کردہ تہذیب وتمدن کا نظام معبد، کلیسا اور مسجد کے مذہبی پیشواؤں کے سپرد کیا تھا۔ کہ تم اس الہامی، روحانی مذاہب کے نظام اور سسٹم میں مداخلت نہیں کریں گے۔ حکمرانوں اور حکومتوں کے کاروبار میں مذہبی پیشوا مداخلت نہیں کریں گے۔ تم نے تمام پیغمبران کی امتوں کیساتھ دھوکہ کیا۔ تمام مذاہب کے نظریات پر ڈاکہ ڈالا۔ تمام مذاہب کی تعلیمات کو روند دیا۔ تمام مذاہب کے اصولِ اخلاقیات کو رہزنوں کی طرح لوٹ لیا۔ تمام مذاہب کی ازدواجی زندگی کے نظام کو روند دیا۔ تمام مذہبی اقدار کا حشر نشر کر دیا۔ تم نے تو معاشیات کے حصول کی آگ میں مخلوق خدا کو دھکیل دیا۔ تم نے تو دنیا کی بے ثباتی کی حقیقت کو چھپا لیا۔ تم نے تو رہبانیت اور فقر کے دروازے انسانیت پر بند کر دیئے۔ تم نے تو پیغمبران کی امتوں اور انکی نسلوں کو جمہوریت کے نظریات اور مذاہب کے نظریات کے تضاد کا ایندھن بنا دیا۔ مذاہب کے تہذیب وتمدن کو مسخ کر کے رکھ دیا۔

۱۰۔ مذاہب کی امتوں نے تو اقوام عالم اور دنیا بھر کے نظریات کی رہنمائی کرنی تھی۔ نان کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں اور حکمرانوں نے تمام پیغمبران کے سلامتی کے نور کو بجھا دیا ہے۔ انہوں نے مذاہب کی عمارت کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔ انکی تہذیب وتمدن کو روند دیا ہے۔ انہوں نے پیغمبران کی امتوں کا جو تشخص دنیائے عالم میں پیش کیا ہے۔ وہ جھوٹا، غلط، مادہ پرست، ظالم، غاصب، قاتل اور مخلوق خدا کی تباہی کی صفات پر مشتمل ہے۔ کتنا ظلم عظیم ہے کہ پیغمبران کے تشخص میں صداقت کی کوئی ایک کرن تک نظر نہیں آتی۔

۱۱۔ اے تمام مذاہب کے مذہبی پیشواؤ! غور سے سن لو۔ اس جہان فانی میں کب تک زندہ رہو گے۔ یہ دنیا یقیناً ایک عارضی ٹھکانہ ہے پیغمبران کی زندگی سادہ اور بے سروسامانی والی مختصر ضروریات اور لوازمات پر مشتمل تھی۔ وہ رحم دل اور بے ضرر زندگی گذارتے تھے۔ وہ انسانی دکھوں کا مداوا کرتے تھے۔ وہ مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھتے تھے۔ وہ بیماروں کی دوا اور شفا کا ذریعہ بنے رہتے تھے۔ وہ توحید کا درس دیتے۔ وہ انسانیت کے حقوق بڑے ادب کیساتھ نبھاتے تھے۔ وہ بھوکوں کو کھانا اور ننگوں کو لبادہ مہیا کرتے تھے۔ وہ انسانیت کا ادب اور خدمت بجالاتے تھے۔ وہ نفاق اور نفرت کی آگ کو بجھاتے تھے۔ وہ حیات میں خیر اور بھلائی کا مرکز بنے رہتے تھے۔ وہ سچائی اور صداقتوں کے پیامبر کے فرائض ادا کرتے تھے۔ وہ کمزور اور بے سہارا انسانوں کا سہارا بنے بیٹھے تھے۔ وہ محبت کے ازلی نور کی قندیلیں روشن کرتے تھے۔ وہ اخوت کا سبق سکھاتے تھے۔ وہ امانت و دیانت کی صلاحیتیں عطا کرتے تھے۔ وہ اعتدال و مساوات کا عمل پیش کرتے تھے۔ وہ عدل وانصاف کی شمع روشن کرتے تھے۔ انکی زندگی مخلوق خدا کی بھلائی کیلئے وقف ہوتی تھی۔ وہ قربت خداوندی کیلئے رہبانیت اور فقر کا جبہ عطا کرتے تھے۔

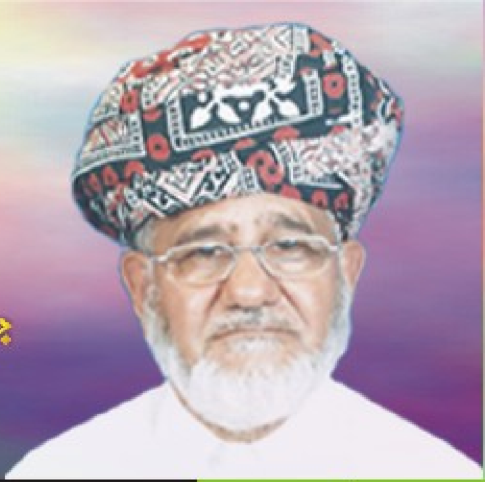

۱۲۔ وہ مرنے سے پہلے مرنے کے علم سے آشنائی کرواتے تھے۔ اس وقت یہ کائنات اور اس میں بسنے والی تمام مخلوق، تمام پیغمبران کی امتیں نان کریچن جمہوریت کے ظلمت کدے میں مقید ہو چکی ہیں۔ جمہوریت کے شاہکار سیاستدانوں نے ان ملتوں کو ترک دنیا اور قلیل لوازمات کی تعلیمات سکھانے کی بجائے ان کو مادیت اور اقتدار کے حصول کی چتا میں جھونک رکھا ہے۔ خود غرضی، نفسانفسی انفرادی اور اجتماعی معاشی، معاشرتی قتال کا ضابطہ حیات رائج پذیر ہے۔

۱۳۔ اے ساربانو! اے مذہبی پیشواؤ! اے وارثانِ مرسلین!

آؤ بنی نوع انسان اور تمام انبیا کی امتوں کو جو نان کریچن جمہوریت کے دجال کے اژدہا کی گرفت میں سسک سسک کر دم توڑ رہی ہیں۔ انکو نجات دلائیں۔ نان کریچن مغربی جمہوریت کے حکومتی سربراہوں اور انکے اسمبلیوں کے ممبران نے مذاہب پر نہ صرف سرکاری بالادستی قائم کی۔ بلکہ مذاہب کی بنیادی عمارت، اسکی عمدہ قدروں، عمدہ صفات، بنیادی اخلاق، ازدواجی زندگی اور مذہبی صداقتوں اور فطرتی سچائیوں کو ختم کر کے سیاست کے اسمبلی ممبران یعنی نان کریچن جمہوریت کے حکومتی پیغمبران کے قوانین، اصول وضوابط، جنسی آزادی، کے نظام حیات کو بروئے کار لا کر ان کو بدل کر رکھ دیا ہے۔

۱۴۔ مذاہب کی تعلیمات اور اس سے تیار ہونے والی تہذیب کو نان کریچن جمہوریت کے سیاستدانوں سے واگذار کروانا، انکی اجارہ داری ختم کرنا، ہر قسم کی عبادت سے افضل ہے۔ یہ طیب اور پاکیزہ فریضہ تمام امتوں اور انکے اہل بصیرت پیشواؤں کا فرض ہے۔ وہ مل کر ایک بار پھر انسانی شعور کو مذہبی صداقتوں کا لباس عطا کریں۔ خلوص واعتبار کا جہاں آباد کریں۔ تاکہ تمام انبیاء علیہ السلام کی امتیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی نافرمانی، گستاخی اور بے ادبی کا سلسلہ نان کریچن جمہوریت کا نظام کفر بند کریں۔ یا اللہ تو ہم سب پر رحم فرما۔ ہمیں نان کریچن جمہوریت کے عذاب سے نجات دلا۔ امین

جہاں مادی ترقی کیلئے سائنس کے علوم کا سیکھنا ازحد ضروری ہے۔ وہاں معاشرے کو پیغمبران کے بتائے ہوئے دینی نظریات، دینی اخلاقیات، دینی عدل و انصاف، دینی صفات، دینی صداقتوں کی تعلیمات کو سیکھنا اور انکو بروئے کار لانا بھی اشد ضروری ہے۔ ان پر غور و فکر کرنا اور انکی ملکی، ملی اور سرکاری سطح پر بالادستی قائم کرنا۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کو ان علوم میں ڈھالنا ان سائنس کے علوم سے بھی کہیں زیادہ اہم ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے دستور حیات، نظریہ حیات کی ملکی سطح پر سرکاری اور اجتماعی بالادستی میں مضمر ہے۔

۲۔ یا اللہ اس ملت کو ان جاہل، ظالم، غاصب، منافق، بد دیانت نان کرپٹ جمہوریت کے سیاستدانوں، حکمرانوں سے نجات دلا۔ جنہوں نے اپنی اولادوں کیلئے ایچی سن کالج، اپنی اعلیٰ سرکاری مشینری اور اپنے خوشحال طبقہ کی حکمرانی کیلئے شہروں میں اعلیٰ قسم کے انگلش میڈیم تعلیمی ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ اسکے علاوہ انہی شہروں میں غریبوں کیلئے اردو میڈیم تعلیمی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں۔ انکے ظلم اور ناانصافی کی انتہا یہ ہے۔ کہ دیہاتوں میں ستر فیصد اور شہروں میں انتیس فیصد عوام الناس کیلئے اردو میڈیم پرائمری سکول قائم کر رکھے ہیں۔

۳۔ مسلم امہ کو حکمرانوں نے چار درجات یعنی کلاس ون، کلاس ٹو، کلاس تھری اور کلاس فور میں تقسیم کر رکھا ہے۔ معاشرہ اونچ نیچ کی معاشی اور معاشرتی دردناک اور عبرتناک طبقاتی اذیتوں کا شکار ہوتا جاتا ہے۔

۴۔ ملک میں برہمن اور شودر کا نظام نافذ کرنے والو۔ انکے ماتھے پر تلک بھی لگا دو۔ تاکہ براہمنوں کی پہچان تو ہو سکے۔

۵۔ اس تعلیمی پروگرام کی ٹی وی پر نشر و اشاعت کرنے والو۔ یہ تو بتا دو کہ پورے ملک میں کسی دیہات میں کوئی انگلش میڈیم ادارہ، کوئی انگلش میڈیم کالج، کوئی ایک زرعی کالج یا کوئی اور کسی قسم کی یونیورسٹی اس پورے ملک میں ہے تو بتا دو! تم کونسے طبقے کے نصاب کی تعلیمات عام کر رہے ہو۔

۶۔ اسکے علاوہ یہ بھی بتا دو کہ ان کے پاس ان اعلیٰ و افضل تعلیمی اداروں کی کتابوں، کاپیوں اور فیسوں کے اخراجات برداشت کرنے کی طاقت ہے جہاں تمہارے اپنے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یا انکے پاس شہروں میں واقع ان تعلیمی اداروں تک آنے جانے کا کرایہ ادا کرنے کی سکت ہے۔

۷۔ اس داستاں کو رقم کرنے والو، اسکے انجام سے بھی آشنا ہونا ضروری ہے۔ کب تک اسلام کی تہذیبی عمارت میں ان طبقات کے بتوں کو سنوارتے اور سجائے رکھو گے۔ کب تک انکی پوجا پاٹ جاری رکھو گے۔ یہ چند حروف اس حقیقی انقلاب کے داعی ہیں۔ تم میں سے انشا اللہ اس انقلاب کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس ملک میں ایک تعلیمی نصاب، ایک اعلیٰ عمدہ تعلیمی معیار، ایک جیسی تعلیم کا نظام قائم ہو گا۔ فقیر برملا، برملا بات کر رہا ہے۔

۸۔ چودہ کروڑ انسانوں کو طبقات میں تقسیم کرنے والو!

۹۔ان کے مال ومتاع لوٹنے والو!

۱۰۔انکے مال سے تعیش کی زندگی گذارنے والو!

۱۱۔ وزیر اعظم ہاؤس میں ریس کے گھوڑے پالنے والو!

۱۲۔سرے محلوں میں زندگی گذارنے والو!

۱۳۔رائیونڈ ہاؤس اور شاہی محلات تیار کرنیوالو!

۱۴۔ملک کی اندرونی اور بیرونی تجارت کے وارثو!

۱۵۔اندورونی اور بیرونی مما لک کی انڈسٹری کے مالکو!

۱۶۔ دنیا کی خاطر دین فروخت کرنے والے مذہبی پیشواؤ!

۱۷۔۵۱فیصد حقوق نسواں کے ذریعے اپنی بہو بیٹیوں کو ننگی لگا کر اسمبلیوں میں لے جانے والو! ملکی وسائل ، ذرائع آمدن ،خزانہ پر ڈاکہ ڈالنے والو!

۱۸۔مادیت اور اقتدار کی خاطر دین کی حیا کو فروخت کرنے والو!

۱۹۔دین کے خلاف مخلوط معاشرہ تیار کرنے والے مذہبی اور روحانی پیشواؤ!

۲۰۔ملک کی اندرونی اور بیرونی تجارت کے وارثو!

۲۱۔ملک کے وسائل کے مالکو! ملک کے خزانے کے امینو!

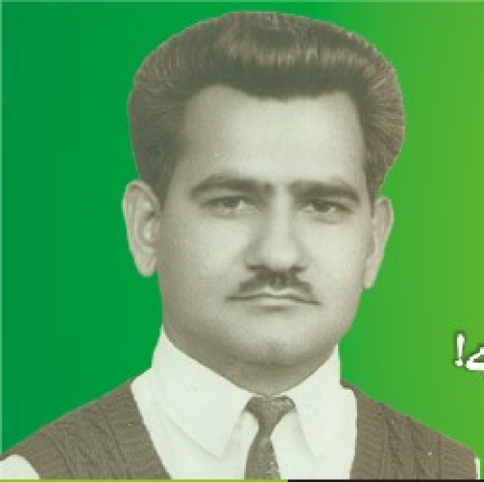

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۲۔ بیواؤں، یتیموں، مسکینوں، اپاہجوں، بوڑھوں، بیروزگاروں، غریبوں کے مکانوں کے ٹیکس، بجلی کے ٹیکس، سوئی گیس کے ٹیکس، پانی کے ٹیکس، سڑکوں کے ٹیکس، پیدائش کے ٹیکس، موت کے ٹیکس، سیلز ٹیکس، پرچیز ٹیکس، ہر چیز پر ٹیکس، مہنگائی ٹیکس لاتعداد، لامتناہی ٹیکسوں سے ان بے بسوں اور مجبوروں سے قوانین کی تلوار سے چھینی ہوئی دولت اور اس دولت سے بھرا ہوا **ملک** کا خزانہ، اس کو چاٹنے والے بے رحم اور عیاش حکمران، انکی اسمبلیاں، انکی شاہانہ بود و باش اور انکی اعلیٰ سرکاری مشینری کے ہوتے ہوئے۔ ان چودہ کروڑ انسانوں کی بھوک، ننگ اور غربت کیسے دور ہو سکتی ہے۔ کیوں ٹی وی پر غربت دور کرنے کا جھوٹا پراپیگنڈہ کرتے ہو! اپنی جائدادوں، کارخانوں اور کاروباروں اور مخفی دولت کو ذرا ٹی وی پر مشتہر تو کرو! اصل کھاتوں اور دو نمبر کھاتوں کے ذریعہ ٹیکس چوری کی داستاں تو بتاؤ! یہ بھی ملت کے چودہ کروڑ فرزندان کو بتا دو کہ کونسی مزدوری سے یہ مال و متاع اکٹھا کیا ہے۔ یہ بھی لگتے ہاتھوں انکو مطلع کر دو، کہ کتنے انسانوں کا بے رحمی اور بیدردی سے معاشی اور معاشرتی قتال کر کے ان عہدوں پر فائز ہوئے ہو۔ ان عہدوں سے کتنی افادیت حاصل کر چکے ہو۔ کتنے نئے قرضے لے چکے ہو۔ کتنے پہلے قرضے ہڑپ کر چکے ہو۔

۲۳۔ ملکی خزانے کا رخ کیسے اسمبلیوں کی طرف موڑ چکے ہو۔ یہ سب کچھ جو تمہارے پاس ہے۔ وہ اس دھرتی اور اسکے ستر فیصد کسانوں اور انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام کی ملکیت ہے۔ آپکے رائج کردہ نان کرپشن جمہوریت کے نظام حکومت کے تحت ریفرنڈم کروا کر اس دولت کو واپس لیا جائیگا۔ کسی کے ساتھ کسی قسم کا ظلم یا زیادتی نہیں کی جائیگی۔ اس دھرتی، اس **ملک**، اس ملت کی تمام دولت، وسائل جو یہ بیرون **ملک** لے کر جا چکے ہیں واپس لائی جائیگی۔ احتساب کے الفاظ کی حرمت بحال کی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلم امہ کے دستور حیات کو بحال کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ امین

۲۴۔ یہ نظام، یہ سسٹم اور یہ نان کرپشن جمہوریت چودہ کروڑ انسانوں کو غلام بنانے، انکو مقید کرنے کے یہ ظالمانہ، غاصبانہ قانونی ضابطے ہیں۔ جن کے ذریعے یہ مادیت اور اقتدار کے حصول کی جنگ جیتتے ہیں۔ اہل مذہب کے اہل بصیرت دانشورو اور مذہبی پیشواؤ۔ اسلام کے شورائی جمہوری نظام اور اسکی افادیت کو سمجھنے کی کوشش تو کرو۔ اس سے نفرت نہ کرو۔ اس نظام کو سمجھنے میں کیا عار ہے۔

۲۵۔ شورائی نظام یعنی اسلامی جمہوریت کا ایک ایسا الہامی، روحانی، خدائی نظام حکومت ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہوتی ہے۔ عدل و انصاف اور اعتدال و مساوات کی قندیلیں منور رہتی ہیں۔ مخلوق خدا کی خدمت و ادب اور اخوت و محبت کی شمع روشن ہوتی ہیں۔ مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کا شعور بیدار رہتا ہے۔ مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا عمل جنم لیتا ہے۔ شورائی ممبران سلیکشن کے ذریعہ دین کی روشنی میں چنے جاتے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جہاں دیدہ ور، صاحب بصیرت، ایماندار، سادگی اور شرافت سے نظام حکومت چلا نے کے آشنا، عدل و انصاف کے عارف، خدمت خلق کے عمل کے مشتاق، سادہ اور سلیس انبیا کی زندگی کے وارث، ضروریات قلیل، انسانی خوبیوں سے سرشار لوگوں کا چناؤ کیا جاتا ہے۔مجلس شوریٰ کے ممبران کا انتخاب ایک دینی الہامی نظریات کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔اس طرح معاشرے میں سے بلند کردار اور بالغ شعوری پر مشتمل ممبران کی تشکیل معرض وجود میں آتی ہے۔ اس طرح ملک کا نظم ونسق صالحین کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے۔شوائی نظام یعنی اسلامی جمہوریت کسی بادشاہ، کسی حاکم، کسی جماعت، کسی فلسفی یا کسی دانشور کا تیار کردہ نظام حکومت نہیں۔اس کا تعلق الہامی کتاب قرآن حکیم، رسول پاک ﷺ اور خدا سے واسطہ ہے۔شورائی نظام یعنی اسلامی جمہوریت اعلیٰ معیار، جامع حقائق اور ممتاز مرتبہ انسانی فلاح کی آماجگاہ ہے۔یہ ازل سے لیکر ابد تک بنی نوع انسان کی رہنمائی کے فرائض ادا کرتا ہے۔

۲۶۔جمہوریت کا نظام ایک ایسا نظام ہے۔جس میں صرف سرمائے دار اور جاگیر دار طبقہ ہی حصہ لے سکتا ہے۔انکی ملک میں چھ سے لے کر سات ہزار کے قریب تعداد موجود ہے جو ہر الیکشن میں حصہ لیتے چلے آرہے ہیں۔ان میں سے بارہ چودہ سو ممبران چاروں صوبوں، وفاق، سینیٹ کے باری باری چنے جاتے ہیں۔وہ اسمبلیوں میں پہنچ کر جمہوریت کے ضابطہ حیات کی روشنی میں قانون سازی کرتے ہیں۔ ملک انھی خاندانوں کی ملکیت بن چکا ہے۔جمہوریت آمرانہ کردار کی تربیت گاہ ہے۔جس سے سیاست کے ابلیسی کردار تیار ہوتے ہیں جو ملک کے وسائل، ملکی خزانہ، ملکی تجارت اور ملک کی حکمرانی کے وارث ہوتے ہیں۔طبقاتی تعلیم سے طبقاتی معاشرہ مرتب کرتے ہیں۔اس طریقہ کار سے عوام آقا اور غلام اور رقیدی کی حثیت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔جج، جرنیل اور جرنلسٹوں کو خدا توفیق دے تو یہ ملک نان کرپچن جمہویت کے عذاب سے بچ سکتا ہے۔ورنہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں۔انکے پاس کوئی وسائل یا ذرائع کی کمی نہیں۔اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرماویں۔امین

۲۷۔انہوں نے دین اور دینی احکام کی حرمت کو بری طرح کچل دیا ہے۔قرآن شریف جیسے الہامی ضابطہ حیات کو سرکاری طور پر منسوخ کر رکھا ہے۔ورنہ قرآنی دستور حیات کی روشنی میں جو معاشرہ جنم لیتا ہے اور معاشرے کی تشکیل وتکمیل اعلیٰ عمدہ اخلاقیات کی بنیاد پر ابھرتی ہے۔اسکا دنیا میں کوئی ثانی نہیں۔ قرآنی ضابطہ حیات انسان کو غور وفکر اور محنت وہمت کی عبادت سے سرشار کرتا ہے۔جو لوگ اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ان سے ایجادات کے معجزے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔غور وفکر کی عبادت سے انسان انسانیت کی معراج کی منازل طے کرتا جاتا ہے۔یا اللہ اس معصوم و بیگناہ اور بے ضرر امت کو نان کرپچن جمہوریت کے سیاستدانوں کے عذاب سے نجات دلا۔جو دین کے بنیادی نظریات اور تعلیمات کو دجال کی طرح نگلتے جارہے ہیں۔امین

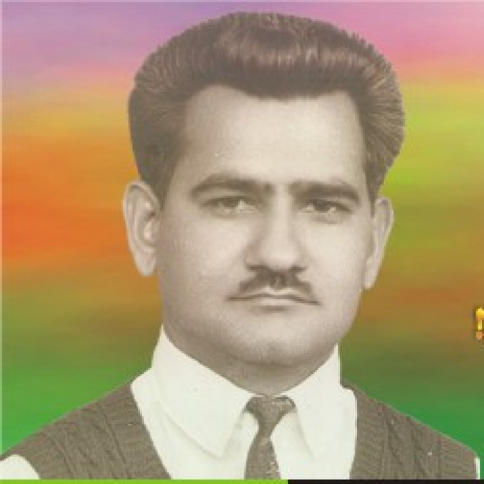

پردہ اور شرم و حیا تمام مذاہب کا ایک بنیادی عنصر ہے

مسلمان دوسرے مذاہب کی طرح ایک مذہب پرست امت ہے۔ یہ امت سلسلہ پیغمبران کی ایک آخری کڑی ہے۔ مسلمان تمام پیغمبران کو تسلیم کرتے ہیں۔ انکے الہامی صحیفوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان پر اور انکی آل پر درود و سلام ہر نماز میں بھیجتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رحمت اللعالمین پر اور انکی آل پر درود و سلام بھیجنا انکی عبادت، انکے ایمان کا ایک اہم اور بنیادی حصہ ہے۔ تمام پیغمبران، احترام نسواں اور حقوق نسواں اور ادب نسواں کا درس دیتے رہے۔ مذاہب ہی نے مستورات کو ادب و احترام اور عزت و توقیر کی عظمت سے نوازا۔ مذاہب ہی نے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے تقدس کا الہامی اور روحانی علم سکھایا۔ مذاہب ہی نے انکو معاشرے میں ایک اولیٰ مقام بخشا۔ مذاہب ہی نے مرد و زن کو ازدواجی زندگی کا پاکیزہ دستور حیات عطا کیا۔ مذاہب ہی نے مستورات کے نان و نفقہ کا مردوں کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ مذاہب ہی نے مستورات کو چادر اور چار دیواری کے تحفظ کا ضابطہ حیات فراہم کیا۔ مذاہب ہی نے مستورات کے تحفظ کیلئے باپ، بیٹا، بھائی اور خاوند جیسے آسمانی رشتوں کا نظام قائم کیا۔ مذاہب ہی نے ان رشتوں کے روپ میں پاکیزہ اور طیب محبت جیسے عظیم آسمانی تحفہ کو دلوں میں بیدار فرمایا۔ مذاہب ہی نے ان رشتوں کے نظام کو قائم کر کے دنیا میں امن و سکون اور راحت پر مشتمل معاشرہ تیار کرنے کا راستہ دکھایا۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا سے انسانی زندگی کا آغاز ہوا۔ جڑواں بچے لڑکی لڑکا پیدا ہوتے رہے۔ جڑواں بہن بھائیوں کی شادی دوسرے جڑواں بہن بھائیوں سے ہوتی رہیں۔ آفرینش نسل کا عمل جاری رہا۔

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہودی امت کے فرزندان کسی غیر یہودی نسل کی عورت سے شادی نہ کر سکتے۔ آج تک انکا ازدواجی زندگی کا دستور حیات اسی طرح قائم دائم چلا آ رہا ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عیسائی امت کے فرزندان زندگی میں صرف ایک ہی شادی کر سکتے ہیں۔ نہ وہ اس کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی طلاق دے سکتے ہیں۔ خاوند کی وفات کے بعد عورت دوسری شادی نہ کرنے کی مذہبی طور پر پابند ہوتی ہیں۔ لیکن ان میں یہودیوں کی طرح نسل سے باہر شادی کرنے کی پابندی نہیں ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۴۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے فرزندان ایک وقت میں چار شادیاں کر سکتے ہیں۔ اسلام میں مردوں کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح عورتیں بھی طلاق حاصل کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہیں۔ مرد کی وفات کے بعد عورت کو مکمل اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ دوسری شادی کر سکتی ہیں۔ مسلمان مرد عیسائی مستورات سے شادی کر سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ کسی بھی عورت کے ساتھ وہ ازدواجی بندھن باندھ سکتے ہیں۔ اگر وہ اسکو اسلام کے دائرے میں داخل کر لیتے ہیں۔

۵۔ مذاہب کی شریعتیں بدلتی رہیں۔ کسی پیغمبر نے کسی دوسرے پیغمبر سے اختلاف رائے یا تنقید کا عمل اختیار نہ کیا۔ وہ اپنے سے پہلے پیغمبران کی عزت و توقیر اور ادب و احترام کی تعلیمات کی روشنیاں پھیلاتے رہے۔ مذہبی نسبت سے تمام امتیں ایک دوسری امت کے مذہبی نظریاتی تعلق کے رشتہ سے منسلک ہیں۔ آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تو اہل کتاب پیغمبران اور ان پر نازل ہونے والی الہامی کتابوں کی نہ صرف تصدیق فرمائی بلکہ جو ان پیغمبران پر اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان نہ لائے۔ ان پر اور انکی آل پر ہر نماز میں درود نہ بھیجے۔ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اسکی کوئی عبادت قبولیت کا شرف حاصل کر سکتی ہے۔

۶۔ تمام مذاہب نے اپنی امتوں کو انسانی نسل کی آفرینش کیلئے ازدواجی زندگی کے الہامی روحانی اور آسمانی طرز حیات اور دستور حیات کی تعلیمات سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے مرد و زن، میاں بیوی کے فرائض اور اولاد کے حقوق و ضوابط سے آگاہ فرمایا۔ کنبہ سے لیکر معاشرے تک کے حسن اخلاق، حسن کردار کے سنوارنے کے فرائض کی عقدہ کشائی فرمائی۔ انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی تک کے الہامی اصول و ضوابط سے آگاہی بخشی۔ معاشرے کی تشکیل و تکمیل کے لئے ازدواجی زندگی کے اخوت محبت اور ایثار و نثار کے آسمانی رشتوں کے نور سے دلوں کو منور کیا۔

۷۔ مذہب نے معاشرے کی تشکیل کیلئے ازدواجی زندگی کے نظام کو مکمل تحفظ فراہم کیا۔ جنسی بے راہ روی اور بدکاری اور زناکاری کا مکمل تدارک کیا۔ معاشرے کو پاکیزہ اور طیب بنیادوں پر استوار کیا۔ مذہب پرست امتوں نے ماں باپ، بہن بھائی اور بیٹی بیٹا کے محبت کے جذبوں سے سرشار آسمانی رشتوں کا تقدس اور انکی عظمت کا سفر انسانی زندگی میں جاری رکھا۔ انسانی فطرت میں ماں بہن، بیٹی کے رشتوں کے تقدس کی شمع روشن کیں۔ مذہب کی روشنی میں انسانی محبت سے بھرپور ازدواجی زندگی کا سلسلہ آفرینشِ نسل کا عمل قائم کیا۔ انسانی نسل اس جہان رنگ و بو میں پھولوں کی طرح پھلتی پھولتی رہی۔ گھر کا باغیچہ اولاد کے بیٹی بیٹوں کے پھولوں سے سجتا سنورتا اور استوار ہوتا رہا۔ اولاد کی الہامی، آسمانی محبت اور اولاد کی روحانی فطرتی کشش سے ماں باپ، دادی دادا اور نانی نانا مسحور ہوتے رہتے ہیں۔ مذاہب کے تیار کئے ہوئے یہ آسمانی رشتے اخوت و محبت کے سفیر بن کر دنیا میں پھیلتے اور معاشرہ عمدہ اور انمول بنیادوں پر استوار ہوتا رہتا ہے۔

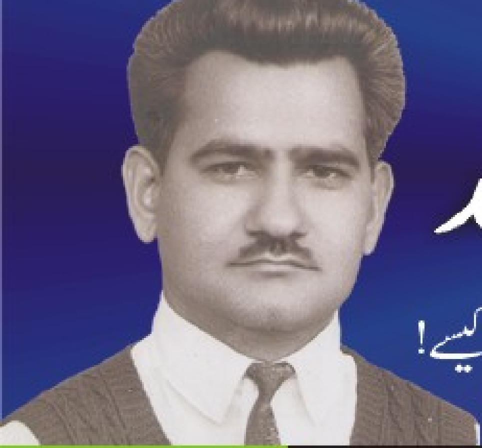

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۸۔ اولادیں جواں ہوتیں، گھر کی رونقیں دوبالا ہوتیں، مائیں اولادوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک روحانی یونیورسٹی کا رول ادا کرتیں۔ تعمیرِ انسانیت کا کردار جاری رہتا ہے۔ مائیں اولاد کے اخلاق وکردار کو مذہب کی تعلیمات کی روشنی میں پروان چڑھاتیں۔ رشتوں کی حرمت سے آگاہی عطا کرتیں۔ مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کا درس دیتیں۔ اخوت ومحبت کی روحانی تعلیمات سے انکی آبیاری کرتیں۔ اعتدال ومساوات کے الہامی فلسفہ کی روشنی میں انسانی کردار تیار کرتیں۔ خدمت خلق کے جذبوں کو بیدار کرتیں۔ مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کی روحانی تعلیمات سے انسانیت کو سینچتیں۔ دنیا کی بے ثباتی کا درس دیتیں۔ پیغمبران کے فلسفہء حیات کی تعلیمات کو نسل درنسل منتقل کرتیں۔ ان پاکیزہ رشتوں کا تقدس بحال رہتا۔ مذہب کے درس وتدریس اور نظریات کی آبیاری کا سلسلہ جاری رہتا۔ عمدہ اخلاق اوراعلیٰ کردار کی قندیلیں تیار ہوتی رہتیں۔ آسمانی صفات کی روشنیاں پھیلتی رہتیں۔ الہامی، روحانی صداقتیں اس جہان رنگ وبو میں نورانی نور کا اپنا جلوہ دکھاتی رہتیں۔ انسانی نسلوں کے رنگارنگ کے اولادوں کے پھول اورانکے رشتوں کے تقدس کی خوشبوئیں اس جہان فانی کو معطر کئے جاتی رہتیں۔ انسان عزیز واقارب کے رشتہء اخوت ومحبت کا پیکر بنا رہا۔ مذہبی ازدواجی طریقہ کار خاندان کی تشکیل اورامن وامان اور ہرقسم کی عافیت کی آماجگاہ کا محور بنا رہا۔ نان کرسچن جمہوریت کے حکومتی ٹولہ اورانکے اسمبلی ممبران نے ماں سے روحانی یونیورسٹی اوراس سے ملی معلمی کا کرداراوراس سے شرم وحیا کی طیب دولت اورعزت وتقدس کا نورانی مقام آزادیءنسواں کی ضرب سے لوٹ لیا ہے۔ مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ مخلوط حکومت کے دستورحیات نے مذہب کے دستورحیات کو ختم کردیا ہے۔

۹۔ جب سے مذاہب کی کمانڈ چندنفوس پر مشتمل مادیت پرست اوراقتدار پرست نمرودی، فرعونی اوریزیدی نظریات پر مشتمل نان کرسچن جمہوریت کے سیاسی پیغمبران نے ہتھیالی۔ مذہب کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے نظریات کی کڑی کو نان کرسچن جمہوریت کے جال میں مقید کرلیا۔ یہودیوں، عیسائیوں اورمسلمانوں کے مذاہب کو زیر کرلیا۔ ان تمام مذاہب اورانکی امتوں پر سرکاری اورحکومتی سطح پر مذہب کش جمہوریت کی بالادستی قائم کرلی۔ مذاہب کے نظریات، انکے اصول وضوابط، انکے دستورحیات، انکا تعلیمی نصاب، انکی درسگاہیں اورانکی تعلیم وتربیت کا سلسلہ سرکاری سطح پر معطل اورمنسوخ کردیا۔ الہامی کتابوں کے نظریات اورتعلیمی نصاب پر اسمبلیوں کے ممبران کے تیارکردہ مذہب کش جمہوریت کے باطل نظریات نے فوقیت حاصل کرلی۔ نان کرسچن جمہوریت کا تعلیمی نصاب، اسکے اصول وضوابط اورقوانین کا نفاذ جاری ہوتا گیا۔ مذہب کش جمہوریت کے کلچر کے اسمبلی ممبران کے تیارکردہ تعلیمی نصاب کے قوانین کی تقلید سرکاری احکام کی پابند بنادی گئی۔ مذہب کش جمہوریت کے اقدار اورکردار، قوانین اورضابطوں کے نفاذ کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ مذاہب کے نظریات، انکا دستورحیات، انکا طرز حیات سسک سسک کردم توڑتے چلا گیا۔ جب تک پیغمبران کی امتیں انبیا علیہ السلام کی تعلیمات پر گامزن رہیں۔ دنیا امن کا گہوارہ بنی رہی۔ انبیاء علیہ السلام کے الہامی صحیفوں کی تعلیمات بنی نوع انسان کے دلوں میں اترتی چلی جاتی۔ مذہب کش جمہوریت کے نظریات کی سرکاری بالادستی نے انبیاء علیہ السلام کے دلوں کو تسخیر کرنے والی الہامی اقدار اور روحانی کردار کو کچل کررکھ دیا۔ اس طرح دنیا میں مغربی جمہوریت نے ایک خوفناک نمرودی، فرعونی اوریزیدی فتنہ برپا کردیا ہے۔

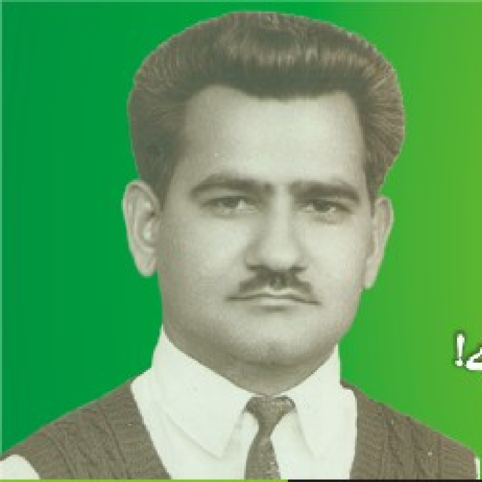

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پردہ اور شرم وحیا تمام مذاہب کا ایک بنیادی عنصر ہے

۱۰۔ سترھویں صدی کے آخر تک یہ تمام امتیں چادر اور چاردیواری کے نظام حیات کو جاری رکھنے میں پیش پیش تھیں۔ جب سے مادہ پرستوں اور اقتدار پرستوں فلاسفرز جو خدائی کو مانتے اور خدا کے منکر ہیں۔ انکے قلیل سے ٹولہ کے پیروکاروں نے مذاہب پرست امتوں سے اقتدار کی جنگ جیت کر مذہب کش جمہوریت کا نظام حکومت قائم کرلیا تو مذاہب کے نظریات، انکے دستور حیات اور انکے طرز حیات کو پابند معبد، کلیسا اور مسجد کر دیا گیا۔ نان کرسچن جمہوریت کے طرز حکومت کے آسمبلی ممبران کے (پیغمبران) نے قانون سازی کا عمل جاری کرلیا۔ مذاہب کی سرکاری سرفرازی ختم کردی گئی۔ مذاہب کے نظریات اور انکی تعلیمات کے خلاف مذہب کش جمہوریت کے نظریات کی روشنی میں قانون سازی کرکے اسکی تقلید سرکاری مشینری کے ذریعہ ان پیغمبران کی امتوں پر نافذ العمل کردی گئی۔ جس کی وجہ سے مذہبی امتیں اور ان کا معاشرہ انکے نظریات اور انکی تعلیمات بتدریج دم توڑی اور ختم ہوتی گئیں۔

۱۱۔ سب سے پہلے مذہب کش جمہوریت کی روشنی میں عورت کے حقوق کے تحفظ اور آزادی کی جنگ مغرب میں لڑی گئی۔ وہاں خاوند، بھائی، بیٹا، باپ نے مذہب کی روشنی میں مستورات بیوی، بیٹی، بہن اور ماں کے حقوق سلب کرکے ان کے ترقی کے راستے روکے ہوئے تھے۔ انہوں نے مستورات کو مردوں کے برابری کے حقوق سے بھی محروم کررکھا تھا۔ انہوں نے مستورات کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے سے بھی روک رکھا تھا۔ انہوں نے مستورات کو مردوں کے نان ونفقہ مہیا کرنے کی قید میں مقید کررکھا تھا۔ انہوں نے ماں، بہن، بیٹی کے جسمانی اور روحانی تحفظ کے نام پر گھروں میں قید کررکھا تھا۔ اس طرح مردوں نے مستورات کی آزادی کے حقوق کو چھین رکھا تھا۔ مردوں نے مستورات کو چادر اور چاردیواری کی اذیتناک قید میں ڈال رکھا تھا۔ کتنے غضب کی بات ہے کہ مردوں نے عورتوں کو اپنے گھروں کی عزت وعظمت اور زینت بنا رکھا تھا اور گھر کی سرداری انکے حوالے تھی۔

۱۲۔ حقوق نسواں کی جنگ میں مغربی مردوں کو شکست فاش ہوئی۔ مستورات کو مادیت کے حصول اور ترقی کے کردار کو ادا کرنے کیلئے مخلوط معاشرے میں مادی خوشحالی کی غرض سے متعارف کروایا گیا۔ مذہب کش جمہوریت کے حکومتی ٹولہ نے عورت کے حقوق نسواں کی جنگ جیت لی۔ وہ چادر اور چاردیواری کی دیوار پھلانگ کر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوگئی اور روزگار کی تلاش میں گھر سے باہر نکل آئی۔ ان کو گھر کی چاردیواری سے آزادی مل گئی۔ مردوں کے شانہ بشانہ فیکٹریوں، کارخانوں، سرکاری اور غیرسرکاری دفاتر میں ملازمتیں مل گئیں۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے ساتھ شامل ہوگئیں۔ گھریلو ذمہ داریوں سے آزاد ہوگئیں سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مخلوط تعلیم کا سلسلہ جاری ہوگیا اور مخلوط معاشرہ وجود میں آنا شروع ہوگیا۔ مذہب کے تقدس اور شرم وحیا کو نوچ لیا۔

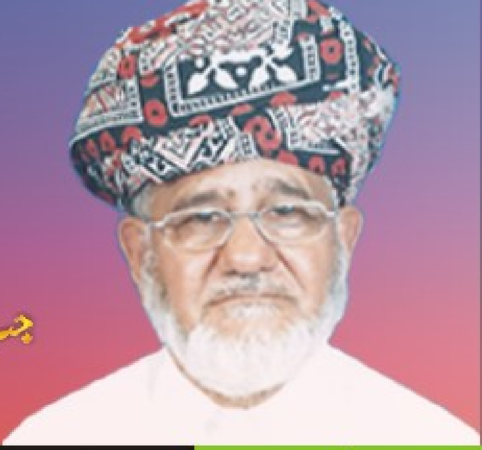

۱۳۔مذہب کے نظریات اور دستور حیات اور طرز حیات سے بغاوت کے آثار اور نتائج کھل کر سامنے آنا شروع ہو گئے۔روحانی اور جسمانی تقدس پامال ہونا شروع ہو گیا۔نوجوان طبقہ جنسی بے راہ روی کا شکار ہوتا گیا۔مذہب کش جمہوریت نے بدکاری اور زناہ کے گناہ کی زندگی کو قانون سازی کے ذریعہ جائز قرار دے دیا۔ہم جنس کے ساتھ جنسی آزادی کا قانون بھی معرض وجود میں آ گیا۔نوجوان جوڑے اپنے اپنے پسند کے نت نئے ساتھی کے ساتھ جنسی خواہشات پوری کرنے کے عمل میں مبتلا ہوتے گئے۔مذاہب کی ازل سے لیکر اب تک کے ازدواجی زندگی کے نظریہ حیات اور طرز حیات کے طیب اور پاکیزہ عمل کو مذہب کش جمہوریت کے سیاسی پیغمبران نے جمہوریت کی چتا کا ایندھن بنا کر رکھ دیا۔

۱۴۔مستورات کو آزادی ءنسواں کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔مذہب کے عطا کئے ہوئے ازدواجی زندگی کے طریقہ کار کے تحت عورت چاردیواری کے اندر رہ کر اپنے دیوتا کی پوجا کرتی تھی۔بچے پیدا کرتی تھی۔گھر پر راج کرتی تھی اور دیوی کہلاتی تھی۔ماں کی ممتا محفوظ اور زندہ تھی۔خالق کائنات کی طرح وہ اولاد کو شفقت اور محبت کا انمول آسمانی تحفہ تقسیم کرتی تھی۔اولاد دل وجان سے ماں کی خدمت و ادب کے آداب بجالاتی تھی۔عورت کا تقدس،اسکے جسم کا تقدس،اسکی روح کا تقدس اور اسکے وجود کی موجودگی ایک سایہ ءابر رحمت بن کر خاندان کے افراد پر چھائی رہتی تھی۔مذہب کش جمہوریت کے طرز حیات میں مستورات مارکیٹ کی سامان آرائش اور ڈیکوریشن پیس بن کر رہ گئی۔اسکے جسم اور جوانی کے خریدار بہت نکلے۔وہ مارکیٹ میں محبت کے جھوٹے الفاظ کے دھوکے میں جنسی تشدد کا شکار ہوتی چلی آ رہی ہے۔زندگی میں اسے کئی جنسی دیوتا ملے۔لیکن وہ کسی دیوتا کی دیوی بن کر زندگی نہ گذار سکی۔مذہب کے فطرتی اصولوں کے خلاف جنگ لڑ کر مغرب میں مذہب کش جمہوریت کے سیاستدانوں کے تیار کردہ ضابطہ حیات کی جیت تو ہو گئی۔لیکن عورت اور مغربی معاشرہ مذہب کی ازدواجی زندگی کے نظام سے محروم ہوتا گیا۔ماں سے ممتا چھن گئی اور اولاد کیلئے ماں باپ کی خدمت و ادب کا چشمہ خشک ہوتا گیا۔عیسیٰ علیہ السلام کی ملت اور اس کی اولادیں بی بی پاکدامن حضرت مریم پاک کی بیٹیوں کی دعاؤں سے محروم ہوتی گئیں۔

۱۵۔یہاں یہ بات بڑے دلی دکھ اور روحانی اذیت سے ادا کرنی پڑتی ہے۔کہ انبیا علیہ السلام پر مذہب کش جمہوریت کے جاہل،مادہ پرست سیاسی ممبران کی سرکاری بالادستی کا فتنہ پیغمبران کی امتوں پر،انکے نظریات،تعلیمات پر ہر قسم کی فوقیت حاصل کر چکا ہے۔

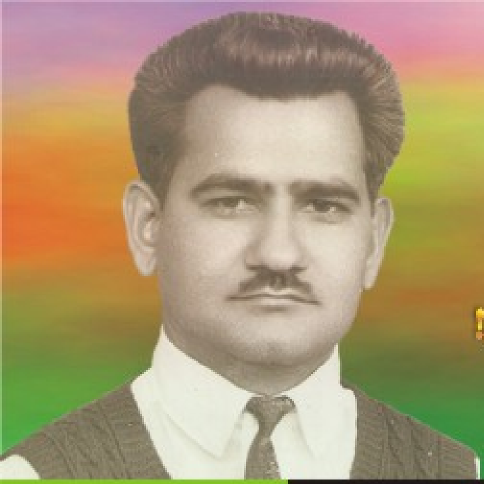

بابا جی عنایت اللہ

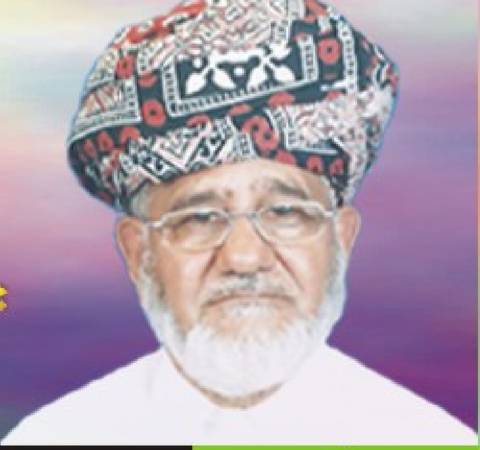

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پردہ اور شرم وحیا تمام مذاہب کا ایک بنیادی عنصر ہے

۱۶۔ان سیاسی جہلا کے پاس نہ عدل ہوتا ہے اور نہ ہی انصاف ۔ نہ امانت اور نہ ہی دیانت ۔ نہ اعتدال اور نہ ہی مساوات ۔ نہ صبر اور نہ ہی شکر ۔ یہی ملت کے رہبر بھی ہوتے ہیں اور یہی رہزن بھی ۔ یہی ظالم بھی اور یہی جابر بھی ۔ یہی چودہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کا خون چوستے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں ۔ یہی خزانہ کے امین بھی ہوتے ہیں اور لوٹنے والے مجرم بھی ۔ یہی زانی بھی ہوتے ہیں اور عیاش بھی ۔ یہی ملک کے خادم بھی ہوتے ہیں اور حکمران بھی ۔ یہی بارہ سو برہمن چودہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو شودر بنائے بیٹھے ہیں ۔ یہ دین بھی لوٹ رہے ہیں اور مسلم امہ کا خزانہ بھی ۔ یہ آدھا ملک توڑ بھی چکے ہیں اور باقی آدھا ملک زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا بھی کر رکھا ہے ۔ کیا ان مذہب کش حکومتی ٹولہ سے اور انکی مذہب کش جمہوریت کے نظام حکومت سے نجات حاصل کرنا ملک وملت کی سلامتی کیلئے ضروری نہیں ۔ کیا انکے روبرو حق بات کہنا ہزار سال کی عبادت سے افضل وارفع نہیں ۔ان ظالموں ،عیاشوں نے اپنی ڈکشنری سے رحم اور عدل کا لفظ خارج کر رکھا ہوا ہے ۔ چودہ کروڑ مسلم امہ کے مظلوم فرزندان کے آنسو ،ان ظالموں کی دودھاری تلوار سے کہیں زیادہ مہلک اور خطرناک بن کر انکے سامنے آ چکے ہیں ۔ ان کی عقل مات کھا چکی ہے ۔ پانی سر سے گذر چکا ہے ۔انکو نان کرپچن مغربی جمہوریت کے اس دین کش طرز حیات کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی ہو گی ۔ مذاہب کے انقلاب کا طوفان انکے سامنے کمر باندھے آن کھڑا ہے ۔ مادہ پرست حکومتی ٹولہ کے لٹیروں ، رہزنوں ، رشوت ، کمیشن ، کرپشن خوروں کے شاہکاروں ، شاہی طبقاتی تنخواہوں اور شاہی مراعات کے ڈاکوؤں ، ملکی وسائل ، خزانہ کے مجرموں ، ملک کے اجارہ داروں کو پاکستان کے کروڑوں افراد پر مشتمل محروم انسان اپنا حق لینے کیلئے سامنے آ چکے ہیں ۔ نان کرپچن جمہوریت کے الیکشنوں سے کروڑوں محروم افراد کیسے اسمبلیوں میں پہنچ سکتے ہیں ۔ وہ کیسے مجرمانہ مذہب کش جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کو بدل سکتے ہیں ۔اب یہ کھیل مزید نہیں چلے گا ۔

۱۷۔ پاکستانی حکمران مغرب کے ممالک کے حکمرانوں کی اچھائیوں اور خوبیوں کو پس پشت ڈالے چلے آ رہے ہیں ۔انکو انکے اعتدال ومساوات کے سسٹم کی سمجھ نہیں آتی ۔ انکو انکے انسانی حقوق کے ادا کرنے کے عمل کی بھی سمجھ نہیں آتی ۔ انکو انکے رائج الوقت اعتدال پر مشتمل معاشی نظام کی بھی سمجھ نہیں آتی ۔انکو انکے ایک تعلیمی نصاب قائم کرنے کی افادیت کا بھی پتہ نہیں چل سکا ۔انکو انکے امانت ودیانت کے اصولوں پر گامزن ہونے کا بھی پتہ نہیں چل سکا ۔انکو انکے یتیموں ، مسکینوں ، محتاجوں ، بیماروں ، بے روزگاروں اور بوڑھوں کی بنیادی ضروریات کے فرائض کو سرکاری سطح پر ادا کرنے کا عمل بھی دکھائی نہیں دے سکا ۔انکو انکے ممالک میں عدل وانصاف اور اپنے ملک کے عدل وانصاف کے فرق کا بھی علم نہیں ہو سکا ۔

پردہ اور شرم وحیا تمام مذاہب کا ایک بنیادی عنصر ہے

ان کور چشموں کو انکی اخلاقی خوبیوں اور اپنی خامیوں کا فرق بھی محسوس نہیں ہو سکا۔ ان کو مغرب کی ترقی کے اسباب اور پاکستان کے زوال کے محرکات کے عوامل کی نشاندہی کون کرے۔ یہ تو اقتدار کے نشہ میں دھت۔ ملک کی عوام سے ٹیکسوں اور مہنگائی کے ذریعہ انکا معاشی خون چوسنے اور ملکی وسائل کو لوٹنے۔ انکو اپنے اپنے کارخانوں، فیکٹریوں، محلوں اور بنکوں میں منتقل کرنے سے ابھی فرصت ہی کہاں۔ ملک کی تمام دولت، تمام خزانہ اور تمام وسائل اقتدار کی نوک پر ان ساڑھے سات ہزار خاندانوں میں تقسیم ہوتے چلے آرہے ہیں۔ قیمتوں میں بے پناہ اضافے کرتے جائیں انکو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔

۱۸۔ بیوہ، یتیم، اپاہج، بوڑھوں، ناداروں اور بے روزگاروں کی بنیادی ضروریات کی ذمہ داری نبھانے کی بجائے ان سے ہر قسم کے ٹیکس، بجلی گیس، پانی کے بل۔ مکان کے ٹیکس، مہنگائی کے ٹیکسوں سے انکا معاشی خون چوسا جاتا ہے۔ انکو خودکشیوں اور خودسوزیوں پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ وہ اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کو قائم کرنے سے گریز کرتے چلے آرہے ہیں۔ اگر ملک میں معاشی اعتدال ومساوات کو بروئے کار لایا جائے۔ تو ملک میں غربت قسم کی کوئی چیز نظر نہیں آسکتی۔ اعتدال ومساوات چودہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کا بنیادی حق ہے۔ اس حق کو نافذ العمل کرنا ان کا دینی فریضہ ہے۔

۱۹۔ اگر ملک میں طبقاتی تعلیم ختم کر دی جائے اور ایک تعلیمی نصاب مقرر کر دیا جائے اور تعلیم کے اخراجات عمومی یا نارمل سطح پر لا دیئے جائیں جن اخراجات تک عوام الناس کی رسائی ہو سکے۔ تو ملک سائنس کی دنیا اور ترقی میں کسی سے پیچھے نہیں رہ سکتا۔ طبقات کے عذاب سے ملک وملت بچ سکتے ہیں۔ ایک تعلیمی نصاب قائم کرنا اور طبقات ختم کرنا، چودہ کروڑ انسانوں کی عبادت کا حصہ ہے۔

۲۰۔ اردو کے قومی زبان کے ورثہ کو ملک میں بحال کر دیا جائے تو چودہ کروڑ انسانوں کی جہالت اور غلامی دور ہو سکتی ہے۔ ورنہ فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے چند انگلش میڈیم کے طبقاتی انگریزی اداروں کے پروردہ ملت اسلامیہ کے فرزندان کو انتظامیہ، عدلیہ اور فوج کی لاٹھی سے جاہل بنا کر ہانکتے چلے جائیں گے۔ چودہ کروڑ انسانوں کو اپنی جہالت اور غلامی کو دور کرنے کیلئے انتظامات کرنا انکا پیدائشی حق بنتا ہے۔ انگریزی زبان کی حاکمیت سے مغربی جمہوریت کی حاکمیت قائم ہوتی جا رہی ہے۔ چین، روس، روس کی بارہ آزاد ریاستیں اور دنیا کے بے شمار مغربی ممالک جن میں اپنی مادری زبان میں تعلیم و تربیت دی جا رہی ہے۔ کیا وہ تمام ممالک ترقی یافتہ ممالک نہیں ہیں۔ اہل وطن کو اپنے حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔ یا اللہ چودہ کروڑ اہل وطن کو انگریزی زبان، اسکے حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی غلامی سے نجات دلا۔ امین

۲۱۔ دین پر علما کی عربی زبان کی اجارہ داری کو ختم کرنے کیلئے اور قرآن پاک کی روح کو سمجھنے اور اسکی حکمتوں سے مسلم امہ اور پوری انسانیت کو آشنا کرنے کیلئے اور اس پر عمل پیرا ہونے کیلئے قرآن حکیم کا ترجمہ اردو زبان میں پہلی جماعت سے لیکر پی ایچ ڈی تک کا نصاب تیار کر کے ملک میں رائج کرنا ہوگا۔ اس سے دین کے نظریات، دین کے ضابطہ حیات، دین کی طرز حیات، دین کے حسن اخلاق، دین کے حسن کردار، دین کی اعلیٰ فطرتی صفات اور دین کی صداقتوں کے نور سے ملت کے فرزندان کی آبیاری ہونا شروع ہو جائیگی۔ جس سے وہ دین کی روشنی میں ملت کی رہنمائی کے فرائض ادا کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ ایسا کرنے سے دین کی قندیلیں پوری دنیا میں روشن ہونگی، چودہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان اور انکی آنیوالی نسلیں دین کی روح کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے قابل ہو سکیں گی۔ اسی سے مسلم امہ کی کردار سازی کا عمل بھی جاری ہو جائیگا۔ ایسا کرنا مسلم امہ کا فرض اولین ہے جو انہوں نے ادا کرنا ہے۔ یا اللہ مسلم امہ کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما اور مذہب کش جمہوریت کے نظام حکومت کے عذاب سے نجات بھی دلا۔ امین

۲۲۔ چادر، چاردیواری اور پردہ مسلم امہ کے دین کا ایک اہم جز ہے۔ جس نے پردہ کی دیوار کو توڑا اس نے زنا کی طرف پہلا قدم اٹھالیا۔ دین اسلام مخلوط معاشرے کی اجازت نہیں دیتا۔ تعلیم کی دولت کو مخلوط تعلیمی اداروں کے سپرد کرنا مسلم امہ کے تشخص کے خلاف ایک گھناؤنی دین کش سازش ہے۔ سیاستدان اور حکمران عیش عشرت کے دلدادہ شراب نوشی اور بدکاری کے رسیا بن چکے ہیں۔ یہ مخصوص پیشہ ور مستورات کے ساتھ رقص و ڈانس اپنی مخلوط محفلوں اور کلبوں میں تو کر سکتے ہیں۔ کھلے عام یہ آج بھی اپنے بیٹیوں، بہنوں، بیویوں اور پھوپھیوں کو داد عیش دینے کی اجازت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مغرب کی طرح مخلوط معاشرے کی تکمیل کا عمل درجہ بدرجہ آگے بڑھاتے جارہے ہیں۔ آزادی نسواں اور مخلوط معاشرہ کے ذریعہ ملک و ملت کو مغرب کی تقلید میں دین کے ازدواجی نظام کو مفلوج کرنے۔ ماں کی مامتا کو ختم کرنے، ماں کی حیا کو نوچنے۔ ماں کی عزت کو روندنے، ماں کی روحانی صفات کو پائمال کرنے، ماں کے تقدس، ماں کی حرمت، ماں کی شفقت، ماں کی محبت، ماں کے جذبہ ایثار، ماں کے دعا کیلئے اٹھنے والے ہاتھوں کو کیسے مفلوج کیا جاسکتا ہے اور ماں کا اولاد کے ساتھ خدائی رشتہ ترک کرنے کے عذاب کو کیسے قبول کیا جاسکتا ہے۔ یا اللہ یہ کیسا عذاب ہے کہ بدکردار سیاسی علما اور بے حیا سیاسی دانشوروں اپنی بہو بیٹیوں کو انگلی لگا کر نان کرپچن جمہوریت کی اسمبلیوں ک ننگے ناچ ہالوں میں پہنچ گئے ہیں۔ ان سے حیا کے الفاظ کی تاثیریں چھین لی گئی ہیں۔ وہ دین کی دوری کی سزا میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ یا اللہ انہیں رانگی کی منزل کا مسافر بنا۔ یا اللہ ہم پر ہماری آنیوالی نسلوں پر رحم فرما۔ ہمیں پیغمبران خدا کے دستور حیات کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما امین

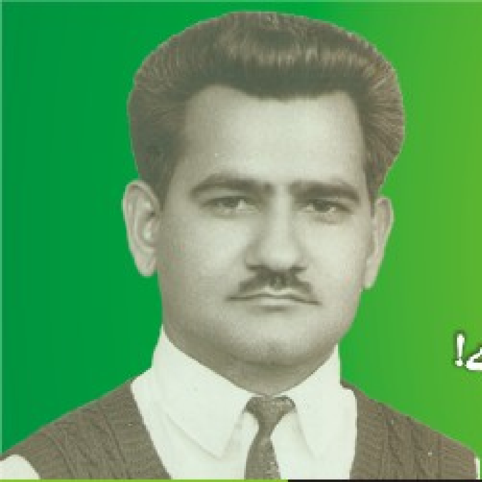

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پردہ اور شرم و حیا تمام مذاہب کا ایک بنیادی عنصر ہے

۲۳۔ مغربی تہذیب کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے نظام حکومت نے مذہب کو کلیسا میں بند کر دیا۔ مخلوط معاشرہ بتدریج اپنی منازل طے کرتا رہا۔ اس طرح عیسائی نسلیں مغربی جمہوریت کے ظلمت کدہ کی زینت بنتی گئیں۔ مذہب کی ابتدائی اکائی ازدواجی زندگی کو انہوں نے پاش پاش کر دیا۔ مغرب میں چادر اور چاردیواری کا تصور اور ازدواجی زندگی کا نظام درہم برہم اور فرسودہ بنا کر رکھ دیا گیا۔ جنسی آزادی نے خانگی زندگی میں ایک انوکھا انقلاب برپا کر دیا ہے۔ عورت اور مرد نت نئے ساتھیوں کے ساتھ جنسی خواہشات کے عمل میں مصروف ہو چکے ہیں۔ عورت کی جوانی جنسی تشدد کا شکار ہوتی جاتی ہے۔ حرام کے بچے جنتی ہے اور وہ وکٹورین ہومز میں جمع کرا دیتی ہے۔ مغرب میں مرد و زن اولاد کی پرورش سے مبرا اور مستثنیٰ ہو چکے ہیں۔ اولاد ماں باپ کی شفقت سے محروم ہو چکی ہے۔ آسمانی رشتے بکھر چکے ہیں۔ اخوت و محبت کے فطرتی جذبے نایاب اور ناپید ہو چکے ہیں۔ ازدواجی اور خانگی زندگی مذہب کش جمہوریت کے عذاب کی نظر ہو چکی ہے۔ دین دار سیاستدانوں، حکمرانوں، وقت کے دانشوروں، اور صاحب شعور مسلم امہ کے فرزندان کو سوچنا اور سنبھلنا ہوگا۔ کیا وہ ماں کے تقدس کو روندنا چاہتے ہیں یا تحفظ فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ ملت کو آپنے دوٹوک فیصلہ سے آگاہ فرماویں۔

۲۴۔ ہمارے سیاستدان اور حکمران بھی ملک میں مذہب کش جمہوریت کے نظام کے تحت مذہب کے نظریات، ضابطہ حیات کو مسجد کی چاردیواری میں پابند سلاسل کر چکے ہیں۔ مذہب کش جمہوریت کی سرکاری بالادستی کی طاقت سے مخلوط تعلیم، مخلوط اسمبلیاں، مخلوط حکمرانی، مخلوط سرکاری اور غیر سرکاری ملازمتیں جمہوریت پسند سیاستدان اور حکمران ملک و ملت پر رائج کرتے جا رہے ہیں۔ مذہب کش جمہوریت کی سرکاری بالادستی مسلم امہ کے چودہ کروڑ پاکستانی فرزندان اور تمام مسلم ممالک کے عوام کو دین محمدی ﷺ سے فارغ کرنے کی ایک عالم گیر گہری سازش ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے ابلیسی فکر کے رہنما مسلم امہ کا اور دین محمدی ﷺ کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔ انکے شکنجوں کو توڑنا ہوگا۔

۲۵۔ مذہب کش جمہوریت کے پروردہ جاگیردار اور سرمایہ دار، مذہبی سیاسی جماعتوں کے علما کرام اور مشائخ کرام اور ان پر مشتمل حکمران ٹولہ پاکستان میں حکومتی سطح پر مستورات کو حقوق نسواں کے نام پر اسمبلیوں میں آبادی کے لحاظ سے ۵۱ فیصد نشستیں مہیا کر کے ملک میں مخلوط حکومتیں بنانے کا عمل جاری کر چکے ہیں۔ مغرب کی طرح آزادیٔ نسواں کی جنگ کا آغاز مارشل لا کی گن پوائنٹ پر فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے شروع کر رکھا ہے۔ فوجی سیاسی سیاستدان اسلامی تہذیب کے چادر اور چاردیواری کے تحفظ کے ضابطہ کو توڑنے کا عمل جاری کر چکے ہیں۔ مخلوط تعلیمی نظام، ملک میں رائج کر چکے ہیں۔

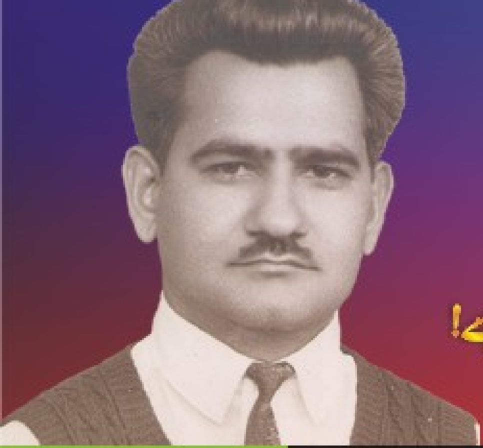

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

سرکاری اور غیر سرکاری محکمہ جات کی ملازمتوں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کی پالیسی اپنا چکے ہیں۔افواج پاکستان ،انتظامیہ اور عدلیہ کے ہر شعبہ میں مستورات پہنچ چکی ہیں۔ہوٹلوں اور کلبوں تک آزادی ءنسواں کا سفر طے ہو چکا ہے۔زندگی کے ہر شعبہ میں مخلوط طرز حیات کی سرکاری پذیرائی جاری ہو چکی ہے۔بدکاری اور بے حیائی کا دین کش مخلوطی معاشرے کا سفر مغرب کی طرح اپنے منطقی انجام کی منزل کی طرف رواں ہو چکا ہے۔سرکاری غیر سرکاری اداروں میں نوجوان لڑکیوں کو عیاش افسر اور عیاش سرمایہ دار انکی ظاہری بدنی جاذبیت کے تحت معقول تنخواہوں کے عوض بھرتی کرنا شروع کر رکھا ہے۔نوجوانوں کیلئے نوکریاں حاصل کرنا ممکن ہی نہیں رہا۔سیاسی جماعتوں کے ممبران اور سیاسی عالم دین اور مشائخ کرام مذہب کش جمہوریت کے کفر کے سائے تلے مسلم امہ کی بیٹیوں کو مخلوط معاشرے کی زینت اور بدکاری اور بے حیائی کا دوزخ کا ایندھن بنانے کا سرکاری قانون نافذ کر چکے ہیں اور اپنی بیٹیوں کو انگلی لگا کر اسمبلیوں میں پہنچ چکے ہیں۔دین محمدی ﷺ کی امت کے نظریات ،دستور حیات ،تعلیمات اور کردار کے قاتل بن چکے ہیں۔امت محمدی ﷺ کی حیا کو اقتدار کے عوض فروخت کر چکے ہیں۔مذہب کش جمہوریت کے کفر کی حکومتی بالا دستی دینی اقدار اور کردار کو بری طرح روندتی چلی جا رہی ہے۔سیاستدانوں اور حکمرانوں اپنے اعمال کا احتساب خود کر لو۔نیک مشورہ ہے۔دنیا اور آخرت سنور جائیگی۔ورنہ حالات آپکے سامنے ہیں۔وقت ایسا آ رہا ہے کہ کوئی شخص کسی کی کوئی مدد کر نہیں سکے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی ناگہانی آفات سے محفوظ فرماویں۔امین۔

حکومتی سطح پر ٹی وی مخلوط معاشرہ تیار کرنے میں اہم رول ادا کر رہا ہے۔

۲۶۔ڈراموں میں چوری ،ڈاکے اور رہزنی کے کردار ملک میں چوری ،ڈاکے اور رہزنی کی تربیت گاہ کا سرکاری فریضہ ادا کر رہے ہیں۔حکومتی پالیسی کے مطابق حکمرانوں نے نوجوان مرد و زن کو ٹی وی ڈراموں کے ذریعہ نفس پرستی ،ہوس پرستی ،مادہ پرستی ،اور شہوت پرستی کی تربیت گاہ بنا رکھا ہے۔ٹی وی پر سفارش ،کرپشن اور رشوت کے ڈراموں کے کردار معاشرے کو ان برائیوں سے متعارف کروانے اور ان پر عمل پیرا ہونے کا رول ادا کرنے میں مصروف ہیں۔ٹی ۔وی آرٹسٹوں میں شامل مرد و زن دین محمدی ﷺ کے دستور حیات کی دیواریں پھلانگنے اور دین کا مذاق اڑانے کا فریضہ سرکاری ہدایات کی روشنی میں ادا کر رہے ہیں۔ٹی ۔وی کا یہ سب مخلوط نظام اور سسٹم تمام مذاہب اور خاص کر دین محمدی ﷺ کے نظریات ،ضابطہ حیات ،تعلیمی نصاب ،دینی اخلاقیات ،دینی کردار ،دینی صفات اور فطرتی صداقتوں اور مذہبی دستور حیات کو ختم کرنے ،اسکو منسوخ کرنے ،اسکو مسخ کرنے اور اسکو روندنے اور انکو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ٹی ۔وی پر جو مستورات ایکٹرسوں اور مرد حضرات اداکاروں کا رول ڈراموں میں ادا کر رہے ہیں۔

جو ڈرامہ نویس ان ڈراموں کے خالق ہیں یا جو مرد و زن پر مشتمل اشتہار ٹی۔وی پر مشتہر ہو رہے ہیں۔انکی تعداد گن لو۔ان بے حیاؤں کی نفری ہزار بارہ سو سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔بے حیائی پھیلانے والے بہترین شہرت یافتہ ادیبوں اور فنکاروں کے سرکاری تغمات کی تعداد گن لو۔جن کو بے حیائی پھیلانے کا انعام دیا جاتا ہے۔انکا پاکستان کی تہذیب و تمدن اور ثقافت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔جمہوری حکمران دنیائے عالم کو جو پاکستانی مسلم امہ کا تشخص پیش کر رہے ہیں۔وہ سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔ انبیا علیہ السلام اور انکے الہامی، روحانی صحیفوں کے خلاف مذہب کش جمہوریت کے کفر کے سیاسی دانشوروں، سیاسی سکالروں، سیاسی لکھاریوں کی ایک عالمگیر سازش ہے جس کے ذریعہ تمام پیغمبران اور انبیا علیہ السلام اور انکے الہامی صحیفوں کی توہین اور انکے نظریات کو بین الاقوامی سطح پر منسوخ کر کے اور مذہب کش جمہوریت کے باطل، غاصب نظریات کی سرکاری بالادستی قائم کر کے پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات کو بے اثر بنایا جا رہا ہے۔مذہب پرست امتیں مذہب کش جمہوریت کے کفر کی سرکاری بالادستی کی قید میں مقید اور بے بس ہو چکی ہیں۔آج بھی حسینی قافلے کے خلاف بدنصیب علما کرام اور مشائخ کرام یزیدی نظام کا ساتھ دینے سے گریز نہیں کر رہے ہے۔جس کے ذریعے یہ نمرود، فرعون اور یزید کے نظریات کی جنگ جیتنا چاہتے اور مذہب کش جمہوریت کے اقتدار کی تلوار سے ورلڈ آرڈر کے تحت ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے نظریات، تعلیمات، کردار اور پوری تہذیب کو دنیا سے ختم کرنا چاہتے ہیں۔

۲۷۔ان حقائق کی روشنی میں اصل حقیقت تک رسائی کرنا ازبس ضروری ہے۔اس دین کش جمہوریت کے کفر اور اسکے سیاستدانوں اور مذہبی سیاسی پیشواؤں کو روکنا مسلم امہ کے ہر فرد کا دینی پاکیزہ فریضہ ہے۔عالم دین اور مشائخ کرام جو مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام میں اپنی دینی سیاسی جماعتیں بنا کر جمہوریت کے باطل، غاصب نظام کفر کا حصہ بنے بیٹھے ہیں۔انکے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔کہ وہ مادیت اور اقتدار کے حصول کی خاطر ضمیر اور دین کو فروخت کرنے کا عمل جاری رکھنا چاہتے ہیں یا ترک کرنا چاہتے ہیں۔اس تحریر کے بعد ان سے پوچھ لینا بہتر ہوگا۔کیا وہ اسکے بعد بھی مذہب کش جمہوریت کے کفر کی حکومت کا حصہ بننا پسند کرتے ہیں۔یہ اپنی اپنی سیاسی اسلامی جماعتوں کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اپنے ورکروں کو مطلع کر دیں۔تا کہ انکا اصل روپ انکے سامنے آسکے۔ اگر یہ ملک میں قرآن حکیم اور ۱۹۷۳ کا آئین نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ تو حکومت سے فارغ ہو جائیں۔آئین مہینوں میں نہیں دنوں میں نافذ ہو گا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۲۸۔ کیا علما کرام اور مشائخ کرام مذہب کش جمہوریت اور دین محمدی ﷺ کے شورائی نظام یعنی اسلامی جمہوریت کے فرق کو سمجھتے ہیں۔ کیا وہ اچھی طرح جانتے نہیں کہ مغربی جمہوریت کے کفر کے نظریات اور دین کے نظریات ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔

۱۔ پاکستان میں مذہب کش جمہوریت کے کفر کی سرکاری بالادستی نمرود، فرعون اور یزید کے دستو حیات کے نظریات علم عمل اور کردار کی اور نام مسلمان! ملک میں اصول وضوابط مذہب کش جمہوریت کے کفر کے! مخلوط اسمبلیاں جمہوریت کی! مخلوط تعلیمی نظام جمہوریت کا! مخلوط معاشرتی نظام جمہوریت کا! سودی معاشی نظام جمہوریت کا! طبقاتی سرکاری نظام جمہوریت کا! دین محمدی ﷺ کی تقلید سرکاری طور پر زندگی کے ہر شعبہ میں منسوخ! اے دینی اسلامی جماعتوں کے سیاسی رہنماؤ۔ اے مذہب کش جمہوریت کے کفر کی سیاست کے علما کرام اور مشائخ کرام، اے مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظریات کے ایم پی اے، ایم این اے اور سینیٹرو! ۔ اے مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام حکومت کو چلانے والے مشیرو، وزیرو یہ تو بتاؤ! تمہیں کس نام سے پکارا جائے۔ فرعون یا یزید کے ایجنٹ، دین کے منکر، دین کے منافق یا دشمن دین۔ یا مسلمان فیصلہ کر کے امت کو بتا تو دو۔ ورنہ اپنی غلطی کا اعتراف کرو اور دین کو بحال کرو۔ یا اللہ انکو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ امین۔

۲۔ کیا وہ مذہبی رہنما مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام حکومت میں شامل ہو کر دین محمدی ﷺ کی حفاظت کر رہے ہیں یا دین کو ضرب کاری لگا رہے ہیں کیا پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ سرکاری طور پر مذہب کش جمہوریت کے کفر کے باطل، غاصب ضابطہ حیات کی تقلید کے پابند نہیں بن چکے۔

۳۔ کیا وہ شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کو ترک کر کے دین کے خلاف مذہب کش جمہوریت کے کفر کے الیکشنوں میں حصہ لیکر ایم پی اے۔ ایم این اے اور سینیٹر کے ممبران بنتے نہیں ہیں۔

۴۔ کیا وہ الیکشن جیتنے کے بعد مشاورتیں، وزارتیں حاصل کر کے مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام کی حکومتوں کا حصہ نہیں بنتے چلے آ رہے۔

۵۔ کیا مذہب کش جمہوریت کے باطل نظریات اور غاصب ضابطہ حیات کی سرکاری تقلید سے اسلام کا نفاذ ممکن ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے سیاستدانوں نے مسلم امہ کو ۷۸ سیاسی جماعتوں میں منقسم کر رکھا ہے۔ اور مذہبی رہنماؤں نے ملت اسلامیہ کی وحدت کو مسلکوں اور فرقوں میں بکھیر رکھا ہے۔ مسلم امہ کی وحدت کو ختم کرنے کے یہ تمام گھناؤنے طریقے ہیں۔ دین کی عمارت میں جمہوریت، مسلکوں اور فرقوں کے بتوں کو ختم کرنا ہوگا۔ وحدت دین کی شمع روشن کرنی ہوگی۔

۶۔ کیا اسلام کے نظریات اور دستور حیات کو اسمبلیوں کے ذریعہ سرکاری طور پر ختم کرنے اور ترک کرنے سے اسلام نافذ کیا جا سکتا ہے۔ تم کیسے عالم دین اور مشائخ کرام ہو۔ ملت اسلامیہ کو اپنا اصل تعارف کراؤ۔

۷۔ کیا یہ عالم دین اور مشائخ کرام مذہب کش جمہوریت کے کفر کی سیاست میں دین کے نام پر اپنی اپنی جماعتیں تشکیل دینے والے دین اسلام کے رہبر ہیں یا رہزن۔

۸۔ کیا اس مذہب کش جمہوریت کے کفر کی عملی زندگی کے بعد، ان سے پوچھ لیا جانا مناسب ہے کہ وہ یزید کے ساتھی ہیں یا حضرت امام حسینؓ کے قافلے سے تعلق رکھتے ہیں۔

۹۔ ان سے یہ بھی پوچھ لینا مناسب ہوگا کہ وہ زندگی تو فرعون کی گذاریں اور عاقبت انکو کس کی ملنی چاہیئے۔ فرعون کی یا موسیٰ علیہ السلام کی۔ انکو اپنا قبلہ فوری طور پر درست کر لینا چاہیئے۔

۲۹۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے باطل اور غاصب نظریات اور دستور حیات کا راستہ صرف اور صرف پیغمبران کی امتیں اور انکے مذہبی پیشوا ہی روک سکتے ہیں۔ تمام مذاہب کی تمام امتیں اور دنیا کے تمام نظریات کی تقلید کرنے والے عوام مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام اور سسٹم کی گرفت میں بری طرح پھنس چکے ہیں۔ جمہوریت کا نظریہ حیات۔ جمہوریت کا تعلیمی نصاب۔ جمہوریت کا علم۔ جمہوریت کے مخلوط تعلیمی ادارے۔ جمہوریت کا معاشی نظام۔ جمہوریت کا معاشرتی نظام۔ جمہوریت کے اخلاقی اصول۔ جنسی آزادی کا ضابطہ اور ازدواجی اور خوانگی زندگی کا خاتمہ۔ دنیائے عالم کے تمام ممالک کی مذہبی امتوں کو سیاست کے ممبران کے پیغمبران کی تحویل میں دیدیا گیا ہے۔ تمام مذاہب کی امتوں کا سرکاری مذہب جمہوریت مقرر ہو چکا ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے دانشوروں، سکالروں، داناؤں اور پیشواؤں نے بڑی ہنرمندی اور بڑے ٹیکنیکل طریقہ کار سے تمام مذاہب کے ضابطہ حیات کے اصول وضوابط کو سرکاری سطح پر منسوخ کر کے انکی معاشی اور معاشرتی افادیت کو ختم کر دیا ہے۔ روحانیت پر مادیت کی بالادستی قائم کر دی ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے مادہ پرستی اور اقتدار پرستی کے فتنہ نے دنیائے مذاہب کی امتوں میں فساد پھیلا رکھا ہے۔ مادہ پرست، زن پرست، ہوس پرست، شہوت پرست اور اقتدار پرست مخلوق خدا اور بنی نوع انسان سے ظلم کی نوک پر حق چھینتے ہیں۔ غاصبانہ قوت اور طاقت کی بنا پر وسائل چھینتے ہیں۔ اسی طاقت اور وسائل کی برتری سے ملک کا اقتدار سنبھالتے ہیں۔ طاقتور ممالک کمزور اور غیر ترقی یافتہ ممالک کے بے گناہ عوام پر حملے کرتے اور ان کا قتال جاری رکھتے ہیں۔ جسموں کو تسخیر کرتے ہیں۔ انسانی دلوں سے اترتے جاتے ہیں۔

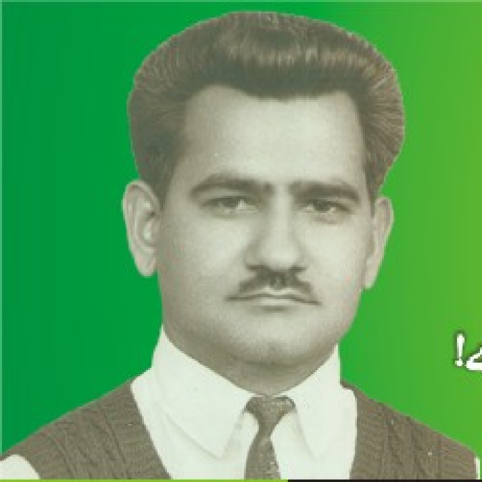

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پردہ اور شرم وحیا تمام مذاہب کا ایک بنیادی عنصر ہے

۳۰۔ مذاہب بنی نوع انسان میں اخوت ومحبت اور ادب واحترام کی شمع روشن کرتے ہیں۔ خدمت خلق کے عمل کو حسن اخلاق سے ادا کرتے ہیں۔ عدل و انصاف قائم کرتے ہیں۔ ایثار وشار کی قندیلیں منور کرتے ہیں۔ بنی نوع انسان کے دلوں کو اعلیٰ صفات سے مالا مال کرتے ہیں۔ نیکی کی راہ استوار کرتے ہیں۔ مذاہب کے ضابطہ حیات کی حدود وقیود معاشرتی زندگی کو سنوارتی ہیں۔ مذاہب کے نظریات کی آبیاری دلوں کو عاجزی اور انکساری سے روشناس کرواتی ہے۔ مذاہب کی تعلیمات اپنی ذات سے متعارف کروانے کا سلیقہ عطا کرتی ہے مخلوق خدا سے حلیمی اور کریمی کے عمل کا راستہ اور اسکی افادیت سے آشنائی اور آگاہی بخشتا ہے۔ ہم نے تو مذاہب کے الہامی نور کی قندیلوں کو روشن کرنا تھا۔ ہم نے تو مخلوق خدا کو سچائی کا راستہ دکھانا تھا۔ ہم نے تو دوسرے نظریات سے منسلک مخلوق خدا کو راہ راست دکھانا تھا۔ ہم نے تو مخلوق خدا کو سلسلہ انبیاء علیہ السلام سے متعارف کروانا تھا۔ ہم نے تو انکے کردار کی روشنیاں پھیلانی تھیں۔ ہم نے تو مخلوق خدا کے دلوں اور روحوں میں مذہبی تعلیمات کے چراغ روشن کرنے تھے۔ ہم نے تو انسانیت کی خدمت کے آداب بجالانے تھے۔ ہم نے تو انسانیت کو دکھوں اور اذیتوں سے نجات دلانی تھی۔ ہم نے تو دنیا کی بے ثباتی کا سبق مخلوق خدا کو یاد کروانا تھا۔ ہم نے تو خالق کی خدائی اور کنبہ خدا کی عزت وتوقیر کرنی تھی۔ ہم نے تو اخوت ومحبت کے نور کو عام کرنا تھا۔ ہم نے تو زخمیوں کی مرہم پٹی، بیماروں کو دوا اور شفا مہیا کرنی تھی۔ ہم نے تو دوسرے نظریات سے منسلک عوام الناس کو اپنے کردار کی خوشبو سے معطر کرنا تھا۔ انکے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا تھا۔ لیکن ہم نے تو انبیاء علیہ السلام کی نافرمانی کا عمل جاری کرلیا۔ اور انکی تعلیمات، ضابطہ حیات اور طرز حیات کو سرکاری طور پر ختم کردیا۔ جمہوریت کے مذہب کش نظام حیات کو سرکاری طور پر نافذ کرکے دنیا میں مذہب کے خلاف جمہوریت کا ایک خوفناک تباہ کن فتنہ پیدا کردیا۔ مذاہب کے قوانین اور ضابطوں کو جمہوریت پرست سیاستدانوں اور حکمرانوں نے کثرت رائے کی تلوار سے نیست ونابود کرکے رکھ دیا۔ مادیت اور حصول اقتدار کے عالمی دہشت گردوں نے مذہب کش جمہوریت کے کفر کی عالمی قیادت قائم کرلی۔ امتوں کا نام پیغمبران کے ناموں تک محدود رکھا۔ انبیا کی صداقتیں اور صفات مذہب کش جمہوریت کے کفر کے رہبر نگل گئے۔ امتیں پیغمبران کیلئے باعث ندامت بن کررہ گئیں۔

۳۱۔ وقت کے تمام، مذہبی دانشوروں، اہل علم مذہبی رہنماؤں اور اہل بصیرت روحانی پیشواؤں کی توجہ مذہب کش جمہوریت کے کفر کی سیاہ اندھیری رات کی طرف مبذول کروانا نہائیت ضروری سمجھتا ہوں۔ دنیا مختلف نظریات کے پھولوں سے آراستہ ہے۔ جیسے کمیونیزم، سوشلزم، ہندوازم، بدھ ازم اور مذہب پرستی کے نظریات کے مختلف پھول۔ نظریات سے نفرت کرنا انسانوں سے نفرت کرنے کے مترادف ہے۔ انسانوں سے نفرت خالق کے عمل سے نفرت کرنے کے مترادف ہے۔ مذاہب خدا اور اسکے انبیاء علیہ السلام کے نظام سے متعارف کرواتے ہیں۔ خیر اور شر کی تمیز سکھاتے ہیں۔ اچھائی اور برائی کی پہچان کرواتے ہیں۔ نیکی اور بدی کا شعور عطا کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰی کی حاکمیت سے آشنائی کرواتے ہیں۔ اس دارالفناہ کی حقیقت سے آگاہی بخشتے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے انسان کی رہنمائی کیلئے چار الہامی صحیفے چار پیغمبران پر یکے بعد دیگرے نازل فرمائے۔ یہ صحیفے پوری انسانیت کی ملکیت ہیں۔ انکی امتوں نے تو بنی نوع انسان کی رہنمائی کا طیب فریضہ تو انبیاء علیہ السلام کے ان صحیفوں کی روشنی میں فروزاں اور ادا کرنا تھا۔

۳۲۔ لیکن سیاستدانوں اور حکمرانوں نے دنیا کے تمام مذاہب اور نظریات پر مذہب کش جمہوریت کے کفر کی بالادستی اور حکمرانی کا طرز حکومت قائم کر لیا ہے۔ جس نے دنیائے عالم میں تمام مذاہب، نظریات اور دستور حیات کی تہذیب و تمدن کو دبوچ اور ختم کر رکھا ہے۔ مذاہب کی تمام امتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک ہی نظریات اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد مصطفٰی ﷺ تک کی تمام امتیں ایک ہی نظریات کی آبیاری کرتی چلی آ رہی ہیں۔ مادہ پرست فلاسفرز کے تخلیق کردہ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظریات نے تمام مذاہب کے نظریات، دستور حیات، ضابطہ اخلاق، طرز حیات، تعلیمات اور ان کا تہذیب و تمدن، معاشی اور معاشرتی اقدار کو نگل کر رکھ دیا ہے۔ مخلوق خدا اور مذاہب پرست امتیں انکی مسلط کی ہوئی مادیت اور اقتدار کی دلدل اور انکی حکومتی بالادستی میں پھنس چکی ہیں۔ آج کے مذہب کش جمہوریت کے کفر کے پسندیدہ حکمران نفرت، نفاق اور جنگ و جدل میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اور دنیا کو نیست و نابود کرنے کے مہلک ہتھیاروں کی دوڑ میں پھنس چکے ہیں۔ اس نفرت و نفاق اور جنگ و جدل اور قتل و غارت کی آگ کو صرف اور صرف انبیا کرام کی اخوت و محبت اور خدمت و ادب کی تعلیمات اور کردار کی رحمتیں، محبتیں، صداقتیں ہی بجھا سکتی ہیں۔ تمام صاحب بصیرت مذہبی پیشواؤں سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنا مذہبی فریضہ بین الاقوامی فورم پر مل کر پورا کریں۔ دنیا میں انبیا علیہ السلام کا امن اور سلامتی کا راستہ انسانیت کو دکھائیں۔ تا کہ دنیا امن کا گہوارا بن سکے۔ آمین

پاکستان کا سیاسی اور معاشی نظام

پاکستان دنیا کے نقشہ پر ایک مذہبی نظریاتی اسلامی ملک بن کر ابھرا۔ مسلم امہ کا ایک اپنا مکمل دستور مقدس اور دستور حیات موجود ہے۔ انکے لئے دین کش جمہوریت اور اسکا کفر کا باطل ضابطہ حیات ایک زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے نظام کفر اور نظریات کی سرکاری بالادستی اور انکے سرکاری احکام کی اطاعت نے مسلم امہ کا تشخص مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ پاکستان کے مسلم امہ کے فرزندان مانتے تو اللہ تعالیٰ اسکے پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہیں اور اطاعت مادہ پرست فلاسفرز کے تخلیق کردہ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام حکومت کی کرتے ہیں۔ جو مسلم امہ کا بہت بڑا المیہ ہے۔

ا۔ پاکستان میں مذہب کش نان کرسچن جمہوریت نے چودہ کروڑ مسلم امہ کو جو ملکی سطح پر معاشی اور معاشرتی ماحول مہیا کر رکھا ہے۔ اس کا اسلام کی تہذیب و تمدن کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ملک میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ قرآن پاک کو بھی سنا جا سکتا ہے۔ اسلام کا نام لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اسلام کو، اسلام کے نظریات کو، اسلام کے دستور حیات کو، اسلام کے نظام کو، اسلام کے قوانین وضوابط کو، اسلام کی طرز حیات کو نہ ہم نے سرکاری طور پر تسلیم کیا ہے۔ اور نہ ہی سرکاری طور پر اسلامی نظام ملک میں رائج کیا ہے۔ اس وجہ سے ہم سرکاری طور پر اسلامی نظام، نظریات، تعلیمات کی پیروی یا اطاعت نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں مسلم امہ اور اسکی نسلوں کی دین کی روشنی میں کردار سازی ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا مذہب کش جمہوریت کے کفر کی بالادستی ملک میں نافذ العمل اور رائج ہونے کی وجہ سے جو تہذیب اور جو معاشرہ تیار ہو رہا ہے۔ اس کا دین محمدی ﷺ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا اس وقت ملک میں جو معاشرتی اور معاشی نظام اور اقدار نافذ العمل ہیں وہ مذہب کش جمہوریت کے کفر کو فروغ دینے کے فرائض ادا کر رہی ہیں۔

ملک میں سیاستدانوں نے مذہب کش جمہوریت کا جو معاشرتی نظام رائج کر رکھا ہے۔ ملک میں جو معاشرتی اعتدال ومساوات کا ضابطہ مسلط کر رکھا ہے۔ ملک میں جو معاشرتی عدل کا طریقہ رائج کر رکھا ہے۔ ملک میں جو معاشرتی انصاف مہیا کیا جا رہا ہے۔ ملک میں جن معاشرتی اصول وضوابط کی پیروی کی جا رہی ہے۔ ملک میں جو مخلوط معاشرتی طرز حیات اپنا رکھا ہے۔ ملک میں جو مخلوط حکومتیں بنائی اور چلائی جا رہی ہیں۔ ملک میں جو مخلوط تعلیمی نظام چلایا جا رہا ہے۔ ملک میں جو طبقاتی نظام حیات قائم ہے۔ ملک میں جو طبقاتی تعلیمی ادارے مسلم امہ کی نسلوں کی تربیت کر رہے ہیں۔ ملک میں جو طبقاتی تعلیمی نصاب رائج پذیر ہے۔ ملک میں جو معاشی نظام چلایا جا رہا ہے۔ ملک میں جو اور جیسے ملکی خزانہ کی بندر بانٹ ہو رہی ہے۔ ملک میں جو اور جیسے ملکی وسائل کو لوٹا جا رہا ہے۔ ملک میں جو اور جیسے ملی دولت کا استعمال ہو رہا ہے۔ ملک میں جو اور جیسے حکومتیں بنائی اور قائم کرنے کیلئے جو حشر خزانہ کا کیا جا رہا ہے۔ وہ کسی سے چھپا نہیں۔

۲۔ان تمام بالا رائج الوقت ضابطہ حیات کا اسلام کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ملک کا تمام طرز حیات مذہب کش جمہوریت کے ابلیسی ارباب سیاست کے باطل، غاصب بے دین نظریہ حیات پر مشتمل ہے۔ ملک کے تمام اصول وضوابط، عدل وانصاف اور امانت ودیانت کے پیمانے، اعتدال و مساوات کے قوانین، ملک کے نظم وضبط کے ضابطے اسلام کے نظریات، اسلام کے دستور حیات اور اسلام کے طرز حیات کو کچلنے اور اسکی روح کو مسخ کرنے کیلئے ارباب سیاست پر مشتمل جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے ملک میں نافذ العمل کر کے چودہ کروڑ مسلمانوں کے کردار کا جو تشخص دنیائے عالم کے سامنے پیش کیا ہوا ہے۔ نہ وہ دین اسلام کا مظہر ہے اور نہ ہی اسکا کسی اور مذہب کے ساتھ دور کا کوئی تعلق یا واسطہ ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے ابلیسی نظریات پر مشتمل ان سرکاری ضابطوں سے جو معاشرہ تیار ہو رہا ہے۔ وہ ہرگز مذہبی معاشرہ نہیں کہلا سکتا۔

۳۔مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظریات کی مخلوط تعلیم مخلوط سرکاری اور غیر سرکاری ملازمتیں مخلوط اسمبلیاں مخلوط وزارتیں مخلوط سرکاری ایوانوں میں مخلوط حکومتیں اور مخلوط معاشرہ مسلم امہ کے چودہ کروڑ مرد وزن کے دین کے نظریات اور تعلیمات اور دستور حیات اور طرز حیات کے منافی ہی نہیں بلکہ مہلک ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے کلچر کا طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیم، طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی سرکاری اور غیر سرکاری ملازمتیں۔ طبقاتی تنخواہیں، طبقاتی سرکاری سہولتیں، طبقاتی فوج شاہی، منصف شاہی افسر شاہی، طبقاتی نوکر شاہی، طبقاتی برہمن اور طبقاتی شودر، طبقاتی سیاستدان، طبقاتی براہمن حکمران، طبقاتی شودر رعایا، طبقاتی آقا اور طبقاتی غلام، طبقاتی طرز حیات، طبقاتی ضابطہ حیات طبقاتی معاشی نظام اور طبقاتی معاشرتی نظام۔ یہ تمام مذہب کش جمہوریت کے کفر کا طرز حکومت مغرب کے ابلیسی ارباب سیاست کے دانشوروں کے ذہنوں کی تخلیق ہے۔ جس سے مسلم امہ اور انکی نسلوں کی تربیت مذاہب کش جمہوریت کے کفر کے کلچر کے قوانین کے تحت کردار سازی اور آبیاری ہوتی جارہی ہے۔ پاکستان کفر نگری بن چکا ہے۔

۴۔مغرب آزادی ءنسواں اور مخلوط معاشرے کے کینسر میں مبتلا ہو کر اپنے مذہبی اور ازدواجی زندگی کی عمارت کو ریزہ ریزہ کر چکا ہے۔ جب مذہب کش جمہوریت کے کفر کے سیاستدانوں اور حکمرانوں نے مغرب میں قانون سازی کر کے عیسائیت کے ازدواجی زندگی اور خوانگی زندگی کے مذہبی نظام کو توڑ دیا۔ تو اسکی جگہ مخلوط معاشرہ تیار کرنے اور قائم کرنے کیلئے سرکاری طور پر قانون کا تحفظ فراہم کیا۔ عورت نے چادر اور چاردیواری کے مذہبی نظام کو ترک کیا۔

تو عیسوی ملت کے نوجوان مرد و زن کو مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظریات کے مطابق مادیت کے حصول کی خاطر مخلوط معاشرے میں آپس میں کھل کھیلنے کا موقع ملا۔ اس طرح نوجوان طبقہ کو جنسی آزادی کا موقع بھی فراہم ہوا۔ بدکاری، بے حیائی اور زناکاری کے عمل کو پذیرائی بھی ملی۔ سرکاری قانونی تحفظ ان شہوت پرستوں، جنس پرستوں اور عیاشوں کو میسر ہوا۔ وکٹورین چائلڈ پیدا ہونے اور چائلڈ ہومز میں پرورش پانا شروع ہو گئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ بتدریج مذہبی معاشرتی تہذیب مذہب کش جمہوریت کے کفر کی معاشرتی کلچر میں ڈھلنا شروع ہو گئی۔ خانگی زندگی اور ازدواجی زندگی بدکاری، بے حیائی اور زناکاری میں بدل گئی۔ گھریلو زندگی دم توڑتی گئی۔ خاندان کی عمارت ریزہ ریزہ ہوتی گئی اور اسکے رشتوں کا تقدس روند دیا گیا جو انکے معاشرے میں گوہر نایاب بن کر رہ گیا۔ مغرب نے مخلوط معاشرہ اور مرد و زن کو جنسی آزادی دے کر جیون ساتھی کا تصور مفقود اور نایاب کر دیا ہے۔ کلیسا میں شادیوں کا مذہبی رجحان ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اب وہ معاشرے کا رخ مذہب کی طرف واپس موڑنا چاہتے ہیں جو انکے لئے ممکن ہی نہیں رہا۔

۱۔ میاں بیوی کے خدائی رشتہ کی ازدواجی زندگی ناپید اور ماں باپ اولاد کی پرورش کے جذبہ سے محروم اور فارغ ہوتے جا رہے ہیں۔

۲۔ عورت کا شباب چند درہموں اور چند میٹھے بولوں کے عوض مارکیٹ میں فروخت ہونا شروع ہو گیا۔ زندگی بھر اسکے جیون ساتھی بدلتے چلے جاتے ہیں۔

۳۔ عورت بچے جننے کی مشین بن کر رہ گئی۔ اسکے پاس نہ گھر رہا اور نہ ہی اسکو ماں کے میٹھے اور پاکیزہ نام سے کوئی پکارنے والا رہا۔

۴۔ انسان میاں بیوی، ماں باپ، بیٹی بیٹا اور بہن بھائی کے خونی اور آسمانی رشتوں اور انکی الہامی محبتوں کے دلربا پر لطف روحانی لطائف کے نور سے محروم ہوتا گیا۔ اب وہ اس معاشرے کو مذہب کی طرف موڑنا چاہتے ہیں اور ازدواجی زندگی کے مذہبی نظام کو رائج کرنا چاہتے ہیں جو انکے لئے ممکن ہی نہیں رہا۔ کیونکہ مذہب کش جمہوریت کے کفر کی حکمرانی مادہ پرست فلاسفرز کے باطل نظریات کے پیروکاروں کی گرفت میں ہے ۵۔ دراصل آج مذہب کش جمہوریت کا کفر اس دور کا ایک ایسا عبرتناک دجالی نظریہ اور مغربی کلچر بن کر سامنے آیا ہے۔ جو مادیت اور اقتدار کی آگ کی کوکھ سے جنم لیتا ہے۔ جو خداوند قدوس کے مذاہب کے نور کو اور پیغمبران کی امتوں اور ملتوں کو اس آگ کی چتا میں جلاتا اور بھسم کرتا جا رہا ہے۔ ملت عیسوی مذہب کی دوری کی سزا میں مبتلا ہو چکی ہے۔ کیا پاکستان اور اسکی مسلم امہ اس نظام کو مسلط کرنے کے بعد اسکے مضمرات سے بچ سکے گی۔ پاکستان کا سودی معاشی نظام اور ٹیکس کلچر مغرب کے زیر سایہ پروان چڑھ رہا ہے۔ اس معاشی نظام سے سرمایہ داروں، سیاستدانوں اور حکمرانوں کا ملکی دولت اور ملکی وسائل پر پورا کنٹرول حاصل ہو چکا ہے۔ عوام سے ملک کی تمام دولت ٹیکسوں کے ذریعہ چھین لی جاتی ہے۔ عوام سے گدھوں کی طرح صبح شام سخت محنت اور خرکاروں کی طرح معاشی اور معاشرتی ضابطوں کی اذیتناک چھڑی سے پٹائی کر کے ایک غلام اور ایک قیدی کی زندگی گذارنے پر مجبور اور بے بس بنا دیا گیا ہے۔ اس عدل کش جمہوریت کے غاصب نظام کو رائج کرنے کے بعد اسلامی معاشرہ کیسے تیار ہو سکتا ہے۔

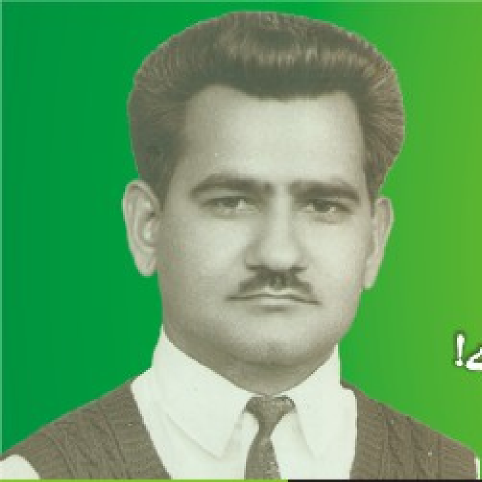

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۶۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے اس دور میں دنیا میں پھیلے ہوئے انسانوں کی اکثر و بیشتر معاشرتی زندگی عدم توازن کا شکار ہو چکی ہے۔ اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کے عمل سے مفقود معاشرہ زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہو چکا ہے۔ مذاہب کی تعلیمات کا نصاب، زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم انسانوں کو تلاش کرنے کا راستہ دکھاتا ہے۔ بھوکے انسان کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا اور ننگے کو لباس پہنانے کا عمل مذہب کے نزدیک ایک اعلیٰ اور افضل عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ مذہب انسانوں کو انکی بنیادی ضروریات مہیا کرنے کا درس دیتا ہے۔ اور ان تک پہنچانے کا علم اور عمل سکھاتا ہے۔ جبکہ مذہب کش جمہوریت کا نظام کفر دنیا میں چند معاشی اور معاشرتی دہشت گردوں کا نظام حکومت ہے جو بنی نوع انسان سے انکی ضروریات چھیننے اور انکے معاشرتی قتال کے گر سکھاتا ہے۔ ملکی سطح پر سیاستدان اور حکمران اور بین الاقوامی سطح پر ترقی یافتہ اور طاقتور ممالک کے سیاستدان اور حکمران اعتدال و مساوات کے اصول کو ترک کرتے اور عدل و انصاف کو کچلتے ہیں۔ دنیائے عالم میں بنی نوع انسان مذہب اور جمہوریت کے معاشی اور معاشرتی علم اور عمل کے کردار کے تضاد کا شکار ہو چکا ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے نظام کفر کا دجال پیغمبران کی تعلیمات اور نظریات کو نگلتا جا رہا ہے۔

۷۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کی بنا حصول مادیت اور حصول اقتدار کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔ پاکستان میں بھی معاشیات کا جو نظام اور جو سسٹم پروان چڑھ رہا ہے۔ وہ بھی مغرب کی مذہب کش جمہوریت کے نظام کفر کی تقلید پر مشتمل ہے۔

۱۔ ہمارے معاشی نظام کا طریقہ کار اور پالیسی مغرب کی طرح سودی معاشی نظام کے زیر سایہ نشو و نما پا رہا ہے۔ ملک کے تمام بنک اور سرکاری اور نیم سرکاری ادارے اور پورا معاشرہ مذہب کش جمہوریت کے کفر کی روشنی میں سودی معاشیات کے سرکاری قوانین اور ضوابط کے زیر قیادت اپنی منازل طے کرتا چلا آ رہا ہے۔

۲۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے کلچر کے خالقوں نے دنیا کی معاشیات پر قبضہ اور کنٹرول کرنے کیلئے ایسے قوانین اور ضوابط دنیا پر نافذ العمل کر رکھے ہیں۔ جس سے دنیا کے تمام ممالک کی دولت، وسائل اور معاشیات تجارت کے خودکار نظام اور ٹیکس کلچر کے تحت انکے پاس خود بخود پہنچ جاتے ہیں۔

۳۔ معاشی برتری کی بنا پر وہ دنیا کی ہر قسم کی تجارت پر چھائے ہوئے ہیں۔ اسطرح دنیا کے تمام ممالک کا معاشی کنٹرول انکے قبضہ میں پہنچ چکا ہے۔ وہ بڑی بے دردی سے بنی نوع انسان کا معاشرتی اور معاشی قتال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس طرح دنیا کی دولت، دنیا کی تجارت، دنیا کے وسائل اور دنیا کے ممالک کے خزانے انکی ملکیت بن چکے ہیں۔

۴۔ پاکستان کے اندر انکے سیاسی پیروکار مادیت اور اقتدار کی جنگ مذہب کش مغربی جمہوریت کے کفر کے نظام اور سسٹم کے ذریعہ جیت کر ملک کی دولت، ملک کے وسائل اور ملک کے خزانہ اور ملک کی تجارت پر قابض ہو کر اہل وطن چودہ کروڑ انسانوں کو ان سے محروم کر کے ان کا معاشی اور معاشرتی قتال جاری کیے ہوئے ہیں۔اور یہ عمل دنیا کے تمام ممالک کے اندر انکے مذہب کش جمہوریت کے نظام کفر کے حکومتی ٹولہ کی زیر قیادت جاری ہے۔

۵۔ مذہب کش جمہوریت کے نظام کفر کے ضابطہ حیات کی روشنی میں پاکستان کے چودہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان ٹیکسوں کی سرنجوں سے اپنا معاشی خون، اپنی روزمرہ بنیادی ضروریات کا خون، اپنی دولت کا خون، اپنے وسائل کا خون، اپنے کاروبار کا خون ہر کوئی ملکی خزانہ میں جمع کرواتا چلا آرہا ہے۔ان ظالمانہ ٹیکسوں کے عذاب اور اس دولت کی لوٹ مار اور انکے شاہی اخراجات نے ملک کو معاشی اور معاشرتی قتل گاہ بنا رکھا ہے۔فوج انتظامیہ اور عدلیہ کی طاقت سے ہر مجبور کو قانون کی پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے۔اس تنگدستی کی زندگی سے تنگ آکر اہل وطن خودکشیاں خودسوزیاں کرنے پر مجبور کر دیئے جاتے ہیں۔جبکہ ان باوقار سرمایہ دار شرفا کو سرکاری قرضوں کو کھلے عام معاف کر دیا جاتا ہے۔ملک کی تمام دولت، تمام وسائل اور ملکی خزانہ ان چند غاصب سیاستدانوں اور قلیل سے ظالم، بے رحم حکمرانوں اور انکی اعلیٰ سرکاری مشینری کی ملکیت اور شاہانہ تصرف میں چلا آرہا ہے۔

۶۔ پاکستان سمیت اس وقت چھپن اسلامی ممالک دنیا میں موجود ہیں۔انکی آبادی ایک ارب بیالیس کروڑ انسانوں پر مشتمل ہے۔ان ممالک کو بنیادی ضرویات بیرون ممالک خرید کرنے کی ضرورت نہ ہونے کے برابر ہے۔وہ بڑی حد تک خودکفیل ہیں۔ان ممالک کے امرا، راؤسا، سیاستدان، حکمران مکمل طور پر ملکی وسائل، ملکی خزانہ، ملکی بجٹ اور تمام اخراجات آپس میں جنگیں لڑنے کیلئے اسلحہ خریدنے، اسکے علاوہ اعلیٰ قسم کی مہنگی گاڑیاں، گاڑیوں کیلئے پٹرول ہر قسم کا سامان تعیش، تمام قسم کے مشروبات اور لاتعداد غیر ضروی اشیا جو انسان کی بنیادی ضروریات نہیں ہیں، کی خرید وفرخت ان ممالک سے کر رہے ہیں۔جو انکو انکی ان غیر ضروری اشیا کی خرید و فرخت کی آمدن کی وجہ سے ان سے سب کچھ لوٹ لیتے ہے ۔اس مادی لوٹ مار سے وہ ان ممالک کو کمزور، بے بس اور نادار بناتے چلے آرہے ہیں۔اگر تمام اسلامی ممالک کی عوام اپنے ان رہزنوں کو کنٹرول کر لیں تو وہ بڑے ممالک چند یوم میں مالی طور پر زمین بوس ہونے پر مجبور ہو جائیں گے۔ملک ایک گھر کی طرح ہوتا ہے۔تمام ڈائننگ روم کی قیمتی اشیا، تمام کچن کے عمدہ برتن، تمام ڈرائنگ روم کے عمدہ صوفے، تمام قیمتی در و دیوار، تمام قیمتی ساز و سامان نہ یہ از خود کھانا پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی روزمرہ کی دوسری بنیادی ضروریات مہیا کر سکتے ہیں۔جب تک اس صاحب خانہ کے ذرائع آمدن موجود نہ ہوں۔ورنہ اس گھر کا تمام نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔آج کی معاشی جنگ جیتنے کیلئے بڑے سے بڑا ملک وسائل کا محتاج ہوتا ہے۔ان وسائل اور واقعات پر قابو پا کر مسلم امہ ہر دشمن کو زیر کر سکتی ہے۔انکی ترقی اور طاقت کا راز افشاں کر دیا گیا ہے۔اب مسلم امہ کا فرض بنتا ہے کہ وہ اب ان ملکی سرمایہ داروں، سیاستدانوں اور حکمرانوں کی باطل، غاصب طرز حیات کو کنٹرول کریں۔

۸۔ مسلم ممالک میں مسلم امہ کو دین کے فلسفہ حیات، نظریہ حیات، طرز حیات، ضابطہ حیات اور دستور حیات کی تعلیمات کی روشنی میں معاشرہ تیار کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو قائم کیا جاتا ہے۔ شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کی روشنی میں امیر المومنین یا خلیفہ وقت کا چناؤ کیا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالٰی کے دستور حیات کی خود بھی پابندی کرتا ہے اور مسلم امہ کے ہر فرد کو بھی اسکا پابند بناتا ہے۔

الف۔ حکومت کے نظام کو چلانے اور اسکے سرکاری اخراجات کو برداشت کرنے کیلئے شورائی نظام یعنی اسلامی جمہوریت کے تحت زکوۃ، عشر اور خمس کا نظام رائج کیا جاتا ہے۔ جس کے تحت ملک کا خزانہ اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اس خزانہ سے ملک کے فلاحی کام اور دوسرے عوام الناس کے بنیادی حقوق ادا کیئے جاتے ہیں۔

ب۔ اگر ملی خزانہ ملک کے اخراجات برداشت کرنے کا متحمل نہ ہو اور مزید اخراجات کی ضرورت پڑ جائے تو بقایا رقم ان اخراجات کو پورا کرنے کیلئے صاحب حشیت یعنی امرا اور رؤسا سے وصول کی جاتی ہے۔

۹۔ یہاں یہ بات واضح کرنا بہت ضروری ہے۔ معاشرے میں اعتدال و مساوات کے دینی ضابطہ کی من وعن ہر کس و ناقص پر پیروی لازم ہوتی ہے۔ خلیفہ وقت، اس کے سرکاری اہلکاروں کا بود و باش، روزمرہ زندگی کے اخراجات، انکی خوراک، انکا لباس، انکی رہائش ایک عام آدمی، ایک عام شہری، ایک عام فرد، ایک عام کسان، ایک عام مزدور کے برابر ہوتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں عدل و انصاف کا ترازو قائم ہوتا ہے۔ ملکی وسائل، ملکی دولت، ملکی خزانہ کی حفاظت سربراہ مملکت کا اولین فریضہ ہوتا ہے۔ عام شہری ملکی خزانہ کے غلط استعمال کو چیک کرسکتا ہے۔ ملکی خزانہ، ملکی دولت اور ملکی وسائل کی امانتوں کی مکمل حفاظت کی جاتی ہے۔

۱۰۔ آج دین محمدی ﷺ ملک میں نافذ العمل کرلو۔ اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کی تاثیریں دنیا کے کونے کونے میں اپنی خوشبوؤں سے انسانیت کو معطر کریں گی۔

۱۔ جس ملک میں طبقاتی تعلیم، طبقاتی نظام حکومت چلانے کیلئے رائج کر رکھی ہو۔

۲۔ جہاں اعلٰی تعلیمی ادارے براہمن اور شودر تیار کرنے کے فرائض ادا کر رہے ہوں۔

۳۔ جہاں سرکاری سطح پر ملکی معاشیات کو اونچ نیچ کے طبقوں میں بانٹ رکھا ہو۔

۴۔جہاں سیاسی نظام وزارتوں کی رشوتوں پر قائم کر رکھا ہو۔

۵۔جہاں ملت کی وحدت کو ۸۷ سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر رکھا ہو۔

۶۔جہاں سیاستدان اپنی جماعتوں سے غداری کر کے، نئی سیاسی جماعتیں تشکیل کر کے، وزارتیں تقسیم کرنے اور بانٹنے اور حکومتیں قائم کرنے کا شرمناک ابلیسی جمہوری طریقہ جاری کر رکھا ہو۔

۷۔جہاں وزارتوں کی رشوتوں پر حکومتیں قائم ہوتی ہوں۔

۸۔جہاں سیاستدان اربوں کی سرکاری املاک ہضم کر جاتے ہوں۔

۹۔جہاں سیاستدان اور حکمران کروڑوں اور اربوں کے قرضے نگل جاتے ہوں۔

۱۰۔جس ملک کی سیاست اور حکومت کے وارث جاگیردار اور سرمایہ دار بن چکے ہوں۔

۱۱۔جس ملک میں سرکاری محکموں میں برہمن اور شودر اور نجی کارخانوں، فیکٹریوں اور کاروباری اداروں میں آقا اور غلام کا بدترین نظام قائم ہو چکا ہو۔

۱۲۔جس ملک کا قلیل سا ٹولہ حکومت پر قابض ہو جائے۔ ملک کا خزانہ، وسائل انکے قبضہ میں آجائیں تو اس ملک کی عوام خودکشیاں نہ کرے تو اور کیا کرے گی۔

۱۳۔جب ملک میں اس طرح کے حالات پیدا ہو جائیں تو ملک کی سلامتی کی گرنٹی کون دے سکتا ہے۔

۱۴۔جس ملک کی فوج، انتظامیہ اور عدلیہ ان غاصب سیاستدانوں اور ظالم حکمرانوں نے اپنے تحفظ کے لئے قائم کر رکھی ہو۔

۱۵۔جہاں ٹیکس کلچر سے عوام کا خون چوسا جا رہا ہو۔

۱۶۔ جہاں جب چاہئیں سرمایہ دار اپنی مصنوعات کی قیمتیں بڑھا لیں۔

۱۷۔جہاں ملکی وسائل اور قومی خزانہ انکی بندر بانٹ کی نظر ہوتا جا رہا ہو۔

۱۸۔جہاں چند معاشی دجال ملک کی گوشت جیسی بنیادی خوراک کو بیرون ممالک سپلائی کر کے اربوں ڈالر اکٹھے کر لیں اور چودہ کروڑ عوام الناس کیلئے گوشت کی خرید انکی دسترس سے باہر ہو جائے۔ سیمنٹ کا ریٹ راتوں رات بڑھ جائے۔ اشیائے خوردنی نایاب ہو جائیں تو ایسے حکمران اور ایسے تاجر کب تک عوام کا خون چوستے رہیں گے۔ یہ مجرمانہ استحصالی پالیسیاں کب تک جاری رہیں گی۔

۱۹۔ جہاں فوج، انتظامیہ اور عدلیہ انکی وزارتوں اور حکومت کو تحفظ، انکی جاگیروں کو تحفظ، انکے کارخانوں کو تحفظ، انکی جائیدادوں کو تحفظ، انکے کاروباروں کو تحفظ اور انکی لوٹ مار کو تحفظ فراہم کرنے کیلئے انکی بنیادی ضرورت بن چکی ہو۔

۲۰۔ جہاں انتظامیہ اور عدلیہ کی نگرانی میں ملکی خزانہ، ملکی وسائل اور چودہ کروڑ انسانوں کا مال و متاع لوٹا جائے اور انکے شاہانہ تعیش کی نظر ہوتا جارہا ہو۔

۲۱۔ جہاں سیاستدانوں کی کل تعداد چھ، سات ہزار خاندانوں پر مشتمل ہو جن میں بارہ سے چودہ سو تک چاروں صوبائی اسمبلیوں، وفاقی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران پر مشتمل ہو اور ملک پر قابض ہوئے بیٹھے ہیں۔

۲۲۔ جہاں مذہب کش جمہوریت کے باطل، غاصب نظام حکومت کے ذریعہ مشاورت، وزارت، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم، گورنر اور صدارت کے عہدے آپس میں بانٹ لئے جاتے ہوں۔

۲۳۔ جہاں اس طریقہ کار سے یہ ٹولہ عیش و عشرت اور شاہی سہولتوں، ملکی خزانہ اور ملکی وسائل کو بڑی بے دردی سے نوچتا چلا جارہا ہو۔

۲۴۔ جہاں چودہ کروڑ انسانوں کو یرغمال بنالیا گیا ہو۔

۲۵۔ جہاں چودہ کروڑ انسانوں کی دولت، خزانہ اور وسائل غاصب سیاستدان اپنی انتظامیہ اور عدلیہ کی تلوار کی نوک پر قابض ہو کر لوٹے جارہا ہو۔

۲۶۔ جہاں اس نظام اور سسٹم کے ذریعہ عوام کو ملکی سطح پر قید کرلیا جاتا ہو۔

۲۷۔ جہاں ٹیکسوں اور مہنگائی کے ذریعہ چودہ کروڑ انسانوں کا لقمہ انکے منہ سے چھین لیا جاتا ہو۔

۲۸۔ جہاں بنکوں سے زکوۃ کے ذریعہ غریبوں کی دولت چھین لی جاتی ہو۔ اس دولت کے ذریعہ وزیروں اور سیاسی جماعتوں کو حکومتیں قائم رکھنے کیلئے خریدا جاتا ہو۔ عوام بجلی کا ٹیکس، گیس کا ٹیکس، پانی کا ٹیکس، مکان کا ٹیکس اور بیشمار اور لاتعداد ٹیکسوں کو جمع کرانے کیلئے محنت مزدوری کو ترک کرکے بنکوں کی قطاروں کی اذیتیں اور حصول ضروریات کے اوقات کے ضائع ہونے کی اذیتیں ان کی روزمرہ زندگی کا جان لیوا روگ بن چکا ہو۔

۲۹۔ جہاں یتیم، بیوہ، مسکین، اپاہج، بیمار، بوڑھے اور بیروزگار بھی ان ٹیکسوں کے عذاب کا ایندھن بنتے جارہے ہوں۔ یہ لوگ بھوک اور ننگ سے تنگ آکر خودکشیاں اور خود سوزیاں کرتے اور حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ عیاشانہ زندگی گذارتے پھریں۔ مذہب کش باطل نظام حکومت کب تک جاری رہیگا۔

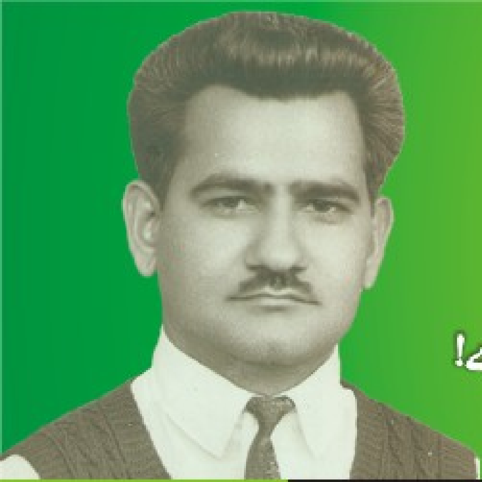

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۰۔ یہ ظالم اور غاصب سرمایہ دار سیاستدان اور حکمران عوام کی پیدا کردہ دولت، وسائل اور ٹیکسوں سے چھینے ہوئے ملکی خزانے کو بڑی بے رحمی سے نوچتے پھریں۔ وہ اس مال و متاع سے عیش وعشرت اور شاہی سرکاری سہولتوں کو اپنا سرکاری حق سمجھیں۔

۳۱۔ یہ تمام معاشی اور معاشرتی بیماریاں ملت کے جسد کو ایک کینسر کی طرح چمٹ چکی ہیں۔ یہ سیاستدان اور حکمران اور انکی اعلیٰ سرکاری مشینری آپس میں مل کر ملت کی معاشی عمارت کو نوچتے اور ختم کیے جا رہے ہیں۔

۳۲۔ ہم مسلمان کی حیثیت سے مسجد میں نماز عبادت کے طور پر پڑھتے ہیں، دلوں میں ذکر رب جلیل کا اور درود پاک کا ورد زبانوں پر جاری رکھتے ہیں۔ زندگی مذہب کش جمہوریت کے باطل اور غاصب نظام رشوت، کمیشن، کرپشن کے کفر اور منافقت کے اعمال اور کردار کی گذارنے پر سرکاری طور پر پابند بنا دیئے جاتے ہیں۔

۳۳۔ ان سیاستدانوں نے ملت کا مال و متاع بھی چھین رکھا ہے اور ملت سے دین کی انمول دولت بھی لوٹے جا رہے ہیں۔ ملت کو جمہوریت کی نمرودی، فرعونی اور یزیدی آگ سے بچانا بھی ہوگا اور اس آگ کو بجھانا بھی ہوگا۔

۳۴۔ جس ملک کے برسر اقتدار سیاستدان اور حکمران اپنے مخالفین کو قتل کرواتے، انکے خلاف بے بنیاد، جھوٹے اور مختلف نوعیت کے بوگس مقدمات درج کرواتے چلے آرہے ہوں۔ بے اصولی، دھوکہ اور غداری سیاست کے بنیادی ذریعہ حصولِ اقتدار کے اصول بن چکے ہوں۔ انکے کردار کے خلاف آواز اٹھانے والوں اور انکی غلط پالیسیوں کو بے نقاب کرنے والوں کو کچلنے اور کرش کرنے کیلئے انتظامیہ اور عدلیہ کے اداروں کے اہلکاران کو بروئے کار لاتے چلے آرہے ہوں۔

۳۵۔ جہاں انتظامیہ اور تھانوں کو نارکاٹکس، سمگلنگ، چوری، ڈاکے، قتل اور دہشت گردی کے عمل کو جاری رکھنے اور مخالفین اور عوام الناس پر مقدمات تیار کروانے پر مامور کر رکھا ہو۔

۳۶۔ جہاں یہ تمام بداعمالیاں وزیروں مشیروں کے ذرائع آمدن بن چکے ہوں۔

۳۷۔ جہاں ملک کو دولخت کرنے والوں کو قومی ہیرو بنا دیا جائے، جہاں شراب وزنا کے مرتکب سیاستدانوں کو مسلم امہ کا راہنما تسلیم کر لیا جائے۔

۳۸۔ جہاں لٹیروں کو رہبر مان لیا جائے۔

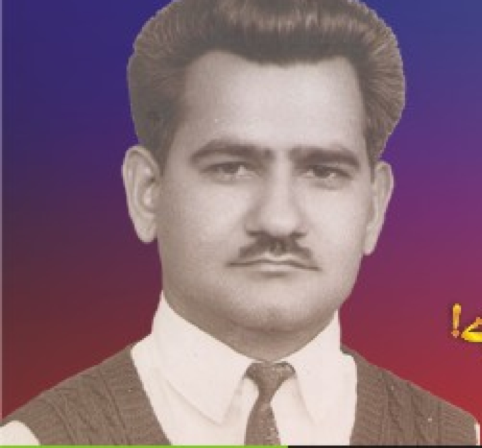

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۳۹۔ جہاں ظالم، غاصب حکمرانوں کا حکومتیں نصیب بنتا چلا جائے۔

۴۰۔ جس ملک میں بے گناہ انسانوں پر قتل، سمگلنگ، اور دہشت گردی کے مقدمات تیار ہوتے رہیں۔ جہاں جعلی پولیس مقابلوں میں انسانوں کا قتال جاری ہو۔

۴۱۔ جہاں تشدد کے ذریعہ ہر قسم کا اقبالِ جرم کروالیا جائے۔ جہاں اپنی مقبولیت کیلئے فرقہ پرستی کو ہوا دی جاتی ہو۔ جہاں مذہبی رہنماؤں کو حکومتیں قتل کرواتی چلی آرہی ہوں۔ جہاں جھوٹے مقدمات انکے حکم پر تھانے تیار کرنے کے مجاز بن جائیں۔

۴۲۔ جہاں انکے کہنے پر بے گناہ انسانوں کو جھوٹے مقدمات کا ایندھن بنا دیا جائے۔

۴۳۔ بتاؤ یہ کیسے سیاستدان ہیں اور یہ کیسا نظام حکومت ہے۔

۴۴۔ جہاں عدلیہ ان جھوٹے اور بوگس مقدمات کے مطابق معصوم اور بے گناہ افراد کو پھانسی اور سزائیں دیتی جائے جہاں عدلیہ کے علم کی ڈگریاں جرائم جنم دیتی جائیں

۴۵۔ جہاں ان معصوم، بیگناہ فریادیوں کی کوئی فریاد سننے والا نہ ہو۔ جہاں اصل حقائق کو کوئی تلاش کرنے والا نہ ہو۔ بیگناہ عوام پھانسی کے پھندے پر لٹکتے جائیں

۴۶۔ جہاں سیاستدانوں اور حکمرانوں اور انکے حواریوں کا جھوٹے مقدمات بنانے کا تھانہ کلچر بن چکا ہو۔ ان معاشی اور معاشرتی دہشت گردوں کا کوئی ہاتھ روک نہ سکے۔ مظلوم جیلوں اور پھانسی پر لٹکتے پھریں۔ یہ کیسی جمہوریت ہے۔ عوام کس جرم کی سزا بھگت رہے ہیں۔

۴۷۔ جہاں ان جھوٹے مقدمات تیار کروانے والوں کا کوئی احتساب نہ کرسکے۔

۴۸۔ جہاں ہر قسم کے جرائم عدلیہ کی زیر نگرانی پرورش پاتے جا رہے ہوں۔

۴۹۔ جہاں تھانے ایسی جھوٹی سچی ایف آئی آر کو جنم دینے کے مجاز بن چکے ہوں۔

۵۰۔ جہاں پولیس کے اہلکار ڈاکوں اور قتل میں ملوث ہو جائیں۔

۵۱۔ جہاں ڈاکے، قتل، سمگلنگ، منشیات اور ہر قسم کے دھندے انکے زیر نگرانی چل رہے ہوں۔

۵۲۔ جہاں ملک میں جان و مال غیر محفوظ ہو چکا ہو۔

۵۳۔ جہاں قانون کے محافظ ان کے کہنے پر جرائم کی آبیاری کرتے ہوں۔ قانون کا ان پر کوئی چیک نہ ہو اور نہ ہی انکا کوئی تدارک ہو۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے کلچر کے پجاریو یہ تو بتاؤ کہ کیا وہاں کی عوام مظلوم اور بے بس بن کر رہ نہیں جاتی ہے

پاکستان کا سیاسی اور معاشی نظام

۱۱۔اس مذہب کش نظام اور سسٹم سے کیسے عدل اور امن قائم ہوسکتا ہے ۔اسی تھانہ اور عدالتی کلچر کی تلوار سے جاگیردار اور سرمایہ دار اور سیاستدان طبقہ چودہ کروڑ عوام کے مال ومتاع، عزت وآبرو، ملکی دولت، سرکاری خزانہ اور ملکی وسائل پر ڈاکہ ڈالتے اور لوٹتے چلے آرہے ہوں۔ ملک میں قتل وغارت کروانا، فساد پھیلانا، اپوزیشن کو زیر کرنا حکومت کا حصہ بن چکا ہو۔ یہ چھ، سات ہزار افراد پر مشتمل سیاستدان باری باری ملک میں مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام کے تحت حکومتیں بناتے اور حکمرانی کرتے چلے آرہے ہوں۔

۱۔جو ملک بھر میں معذوروں محتاجوں بیروزگاروں، بوڑھوں، یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں سے ٹیکسوں کے ذریعہ انکی گذر اوقات رہزنوں کی طرح چھین لیتے ہوں۔

۲۔جس ملک میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے ان تمام مسکینوں سے جن کے پاس کچھ کھانے، پینے اور پہننے کو نہ ہو، اور انکے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ ہو، ان سے بجلی، سوئی گیس، پانی، مکانوں اور بیشمار دوسرے ٹیکسوں اور اشیائے خورد ونوش کی اضافی قیمتوں کو ایک جیسا وصول کرنا قرین انصاف ٹھہرایا ہو۔

۳۔بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ ظلم اور جبر کی تلوار سے یہ اکٹھا کیا ہوا خزانہ اور تمام وسائل ان اسمبلیوں کے ممبران کے شاہی محلوں، شاہانہ سہولتوں، شاہانہ بودوباش اور شاہی سرکاری اخراجات کی نظر ہوتا جارہا ہو۔

۴۔ جہاں سرکاری خزانہ اور ملکی وسائل انکی ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، تجارتوں اور ملکیتوں میں بدلتا چلا جائے۔ وہاں ملک میں غربت، افلاس اور بیروزگاری کیسے ختم ہوسکتی ہے۔ اعتدال ومساوات کیسے قائم ہوسکتا ہے۔ اس مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام اور سسٹم سے نجات ملک وملت کی فلاح کے حصول کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔

۵۔مسلم امہ اور دنیا کے تمام مذاہب ان مذہب کش جمہوریت کے کفر کے ارباب سیاست کے نظام اور سسٹم کے کینسر کو کاٹ پھینکیں۔پیغمبران کی تعلیمات کی سرکاری سرفرازی قائم کرلیں۔ پوری انسانیت کو فلاح نصیب ہوگی۔

۱۲۔وہ مذاہب کے نظریات یعنی ازدواجی زندگی کے نظام، وہ مذاہب کے ضابطہ حیات یعنی آزادی نسواں کا طریقہ کار، وہ مذاہب کی تعلیمات انسانیت کو شرم وحیا کا تحفظ فراہم کرنا، وہ مذاہب کی روح یعنی مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو لباس پہنانا، بیماروں کو دوا اور شفا عطا کرنا، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، دکھی انسانوں کو راحت بخشنا، بیروزگاروں کو روزگار مہیا کرنا، انسانیت کو آفات سے بچانا، بنی نوع انسان کا ادب وخدمت کرنا، دنیا کی بے ثباتی کا درس دینا، مخلوق خدا میں اعتدال ومساوات قائم کرنا۔ بے بسوں، بے کسوں، محتاجوں، غریبوں، بیروزگاروں اور ناداروں کے بنیادی حقوق بجالانا۔ انکی نگہداشت کرنا۔ مذاہب کی تعلیمات کے انمول ضابطے ہیں۔

۱۳۔ مذہب کے برعکس مخلوق خدا سے انکے وسائل چھیننا، انکی دولت چھیننا، ان سے انکی روزمرہ زندگی کی ضروریات چھیننا، ان سے انکے بنیادی حقوق چھیننا، کمزور اور غیر ترقی یافتہ ممالک کی عوام پر جھوٹے اور بے بنیاد الزام لگا کر مہلک ہتھیاروں سے حملے کرنا، انکی بستیوں کو نائٹروجن بموں سے خاکستر کرنا، ڈیزی کٹر بموں سے انکے شہر نیست و نابود کرنا، جراثیمی بموں سے مخلوق خدا میں بیماریاں پھیلانا، ایٹم بموں سے انکے ملک ختم کرنا، جدید سے جدید مہلک ہتھیار تیار کرنا، انکو مخلوق خدا پر استعمال کرنا مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظریات کا حصہ اور اس کا نصب العین ہے۔

ب۔ پاکستان میں مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام حکومت نے معصوم، بے گناہ، بے ضرر انسانوں کو بغیر کسی جواز کے انکا معاشی اور معاشرتی قتال کرنے تکلیفوں، اذیتوں اور پریشانیوں میں مبتلا کرنے کے نظام اور سسٹم کا نام جمہوریت رکھا ہوا ہے۔ مذہب کش جمہوریت کا نظام کفر پیغمبران کی بے سروسامانی، سادہ اور مختصر لوازمات کی زندگی کے عظیم عمل کی بجائے فراوانی اور سامان تعیش والی زندگی کی دلدادہ طریقہ کار سے متعارف کرواتی ہے۔

پ۔ مذہب کش نان کرسچن مغربی جمہوریت خدمت خلق کے جذبوں کو مسمار کرتی، ادب انسانی کے شعور کو ختم کرتی، انسانیت کے ساتھ ادب ومحبت کے عمل کو ترک کرتی، اعتدال ومساوات کو ختم کرتی، اخوت ومحبت کے تقدس کو پامال کرتی، ایثار وثار کے عمل کو روکتی، رحم وکرم کے راستے بند کرتی، عدل وانصاف کے اصولوں کو روندتی چلی جاتی ہے

۱۴۔ مذہب کش جمہوریت ایک ایسا مادہ پرستی اور اقتدار پرستی پر مشتمل کفر کا نظریہ حیات، ضابطہ حیات اور طرز حیات ہے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے الہامی، روحانی اور سلامتی کے نظریہ حیات، دستور حیات اور طرز حیات کو ایک دجال کی طرح نگلتا جا رہا ہے۔

ب۔ انبیائے علیہ السلام کی زندگی بے سروسامانی اور مختصر خورد ونوش پر مشتمل ہوتی۔ سادہ بود وباش اور عام آدمی جیسی سادہ وسلیس مثالی زندگی گذارتے۔ اعلیٰ، عمدہ اقدار کو جلا بخشتے۔ سچائی کی روشنی کو پھیلاتے۔ اعتدال کا عمل جاری کرتے۔ مساوات کے نور کو پھیلاتے۔ اخوت ومحبت کے جذبوں کو بیدار کرتے۔ ایثار وثار کا سبق سکھاتے مخلوق خدا کو خیر اور شر کا فرق سمجھاتے۔ عفو ودرگذر کی شمع جلاتے۔ ادب واحترام کا سبق یاد کراتے۔ حسین وجمیل کردار سے معاشرہ کی تشکیل فرماتے۔ معاشرے میں امن وامان کا ماحول پیدا کرتے۔ الہامی اور روحانی صفات کو عام کرتے۔ فطرتی صداقتوں کو رائج کرتے۔ معاشرے کی عمارت کو عدل وانصاف سے سینچتے۔ انسان سکھ اور چین سے زندگی بسر کرتے۔ اونچ نیچ کا طبقاتی تضاد ختم کرتے۔ ایک جیسی تعلیم وتربیت سے انسانی کردار کو سنوارتے۔ خلیفہ وقت اور عوام الناس کی زندگی کا ایک معیار قائم کرتے۔ وزیر اعظم ہاؤس اور غریب کی کٹیا کا فرق مٹاتے محمود اور ایاز کو ایک صف میں بیٹھاتے۔ برہمن اور شودر کے نظام کا خاتمہ کرتے۔ ملک میں صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، منصف شاہی ہاؤسز،، افسر شاہی ہاؤسز، اردلی ہاؤسز، چیئرمین ہاؤسز کی سرکاری املاک کے تضاد کے نمرودی، فرعونی اور یزیدی نظام کا خاتمہ کر کے ایک عادلانہ نظام قائم کرتے۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۵۔ب۔سرکاری شاہی دفاتر اور انکی ڈیکوریشن کا خاتمہ کرتے۔تنخواہوں کا تضاد ختم کرتے۔سرکاری اخراجات سمٹ کر نہ ہونے کے برابر رہ جاتے۔امانت ودیانت کا تر از و بحال کرتے۔سرکاری بجٹ،سرکاری خزانہ اور ملکی وسائل کا رخ ملکی ترقی کی طرف موڑتے۔اس طرح ملک میں پاکیزہ اور طیب ماحول جنم لیتا۔حیا کی دیوار چادر اور چار دیواری کا نظام قائم کرتے۔ازدواجی زندگی اور خانگی زندگی کا مذہبی ضابطہ ترتیب دیتے۔معاشرے میں معاشی اور معاشرتی باطل اور غاصب برتری کے نظام کا خاتمہ کرتے۔اسلام میں پہلے پاکیزہ اور طیب ماحول مہیا کیا جاتا۔اسکے بعد اگر کوئی فرد معاشرے میں ان مذہبی اقدار اور ضابطوں کو توڑتا اسکو مذہبی قوانین کے مطابق سزا دے کر ملک میں عدل قائم کیا جاتا اور معاشرے کے توازن کا حسن قائم کیا جاتا۔یہی وجہ ہے کہ آج بھی مسلم امہ کے چودہ کروڑ انسان دین محمدی ﷺ کی روشن شمع دیکھنے کیلئے منتظر ہیں۔

۱۔اے مذہب کش جمہوریت کے کفر کے پرستارو۔اے جمہوریت کے غاصب سیاستدانوں۔اے جمہوریت کے استحصالی حکمرانوں ان حقائق کی روشنی میں یہ تو بتاؤ!

۲۔کیا تم طبقاتی طرز حیات ختم نہیں کر سکتے۔

۳۔کیا تم طبقاتی تعلیم کا سلسلہ بند نہیں کر سکتے۔

۴۔کیا تم ایچی سن کالج اور دیہات کے پرائمری سکول کے تعلیمی طبقاتی فرقے بند نہیں کر سکتے۔

۵۔کیا تم سیاست شاہی،حکمران شاہی،فوج شاہی،افسر شاہی،نوکر شاہی،منصف شاہی،محنت کش،اردلی اور بیٹ مین کا معاشی اور معاشرتی تضاد ختم کر نہیں سکتے۔

۶۔کیا تم مخلوط تعلیم ختم نہیں کر سکتے۔

۷۔کیا تم مخلوط معاشرہ کے عمل کو روک نہیں سکتے۔

۸۔کیا تم ملک میں اعتدال اور مساوات قائم نہیں کر سکتے۔

۹۔کیا تم ۱۸۵۷ کے ایکٹ اور انتظامیہ کا نظام اور سسٹم ختم نہیں کر سکتے۔

۱۰۔کیا تم سودی معاشی نظام کو بدل نہیں سکتے۔

۱۱۔کیا تم تفاوت کے اصول وضوابط کو ترک نہیں کر سکتے۔

۱۲۔کیا تم براہمن اور شودر کا سرکاری نظریہ کلاس ون،ٹو،تھری،فور یعنی شودر،کھتری،کھشتری اور برہمن کی کوتیں ختم نہیں کر سکتے۔

۱۳۔کیا تم ملک کے کرپٹ سیاسی ڈھانچہ کو منسوخ اور ختم نہیں کر سکتے۔

۱۴۔ کیا تم ملک کی ایسی عدلیہ جو ملک کی کرپٹ سیاست، کرپٹ معاشی اور معاشرتی نظام اور سسٹم کو روک نہ سکے۔ اسکو ختم کر نہیں سکتے۔

۱۵۔ کیا تم قرآن حکیم کے آئین ،نظریات ،تعلیمات کے خلاف بغاوت اور مذہب کش جمہوریت کے کفر کے ابلیسی نظریات کو ترک نہیں کر سکتے

۱۶۔ کیا تم مسلم امہ اور انکی آنیوالی نسلوں کو قرآن حکیم اور مذہب کش جمہوریت کے کفر کے تضاد کے عذاب سے نجات نہیں دلا سکتے۔

۱۷۔ کیا تم مسلم امہ کے کفر اور منافقت کے کردار سازی کے عمل سے باز نہیں آ سکتے۔

۱۸۔ کیا تم ذکر رب جلیل، ذکر ھو اور درود پاک کے ورد میں مصروف قلوب کو مذہب کش جمہوریت کے کفر کے باطل، غاصب بے دین علمی عملی کفر اور منافقت کا کردار ادا کرنے سے نجات مدا نہیں سکتے۔

۱۹۔ کیا تم مسلم امہ کو دین کا طیب اور پاکیزہ ماحول مہیا نہیں کر سکتے۔

۲۰۔ کیا تم دین کے علم اور عمل کے خزانہ کی امانت کو مسلم امہ کو واپس نہیں لٹا سکتے۔

۲۱۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے آبا نے ہندوستان میں مسلم امہ کو اسلام کے نام پر ایک آزاد مملکت مہیا کر دی۔ تم اسکی حفاظت کا حق ادا نہیں کر سکے اور اسکو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد آج اس آزاد مسلمان مملکت میں اسلام کا نفاذ کرنے کا حق اور فریضہ بھی ادا کرنے سے قاصر ہو چکے ہو۔ کیا تم اس مملکت کے وارث رہنے کے حقدار ہو۔

۱۶۔ یا اللہ تمام انبیا کی امتوں کو نمرود، فرعون اور یزید کے ابلیسی نظریات پر مشتمل ضابطہ حیات کی طرز حیات سے نجات عطا فرما۔ امین۔ یا اللہ انبیاء علیہ السلام کی تمام امتوں کو انکے سلامتی کے الہامی نظریات پر مشتمل روحانی ضابطہ حیات اور نورانی طرز حیات کو منور کرنے کی توفیق عطا فرما۔ امین۔

یا اللہ! ہمیں جمہوریت کے ابلیسی نظام اور سسٹم کی گرفت سے نجات کا کوئی راستہ دکھا۔ امین۔

یا اللہ! ہمیں جمہوریت کے چند ابلیس کے ارباب سیاست کے مادہ پرستوں اور اقتدار پرستوں کی حاکمیت کے عذاب سے بچا۔ امین

یا اللہ! ہمیں عقل سلیم اور سلامتی کی راہ کا مسافر بنا۔ امین۔

یا اللہ ہمیں انبیاء علیہ السلام کے نظریات کی بے ادبی، گستاخی اور بغاوت کے عمل اور اس کی سزا سے بچا۔ امین۔

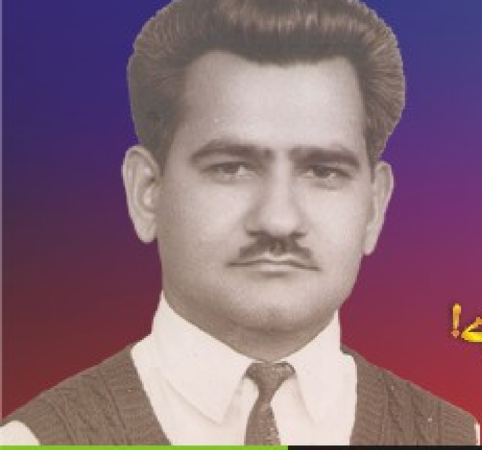

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۔ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ مادہ پرست فلاسفرز کے پیروکار یہودی اور عیسائی امتوں کا حکومتی ٹولہ سائنس کے علوم اور ایجادات کی ترقی میں دنیائے عالم میں سرفہرست ہے۔ انہوں نے مذہب کی بنیادی خوبیوں اور اصولوں کو اپنایا اور ان پر عمل پیرا ہوئے۔ انہوں نے علم سیکھنے کی عبادت کو اپنا شعار بنایا۔ غور و فکر کی عبادت کو بروئے کار لائے۔ محنت اور ہمت کے فیضان سے دنیا میں سبقت اور سرفرازی کا مقام حاصل کیا۔ ڈسپلن کو قائم کیا۔ علم کو حاصل کرنے،، غور و فکر کے سمندر میں غوطہ زن رہنے، محنت کا سنہری عمل جاری رکھنے، وقت کی پابندی کرنے اور ڈسپلن کے اصول کو بروئے کار لا کر نئی سے نئی ایجادات کے معجزوں سے دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔

۲۔ جن شعبوں میں انہوں نے مذہب کی تعلیمات پر عمل کیا۔ ان شعبوں میں انہیں دوسری اقوام پر فوقیت اور برتری حاصل رہی۔ اس فیلڈ کی عظمت و فضیلت کی دستار انکے پاس چلی گئی۔

۳۔ انہوں نے فزکس، کیمسٹری، ریاضی، زراعت اور مختلف سائنسی علوم کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ نئی سے نئی ایجادات کے معجزات کو دنیا میں عام کیا۔

۴۔ انسانی زندگی کو وباؤں اور بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کیلئے، سائنسدانوں نے انکی تشخیص، انکی ادویات، انکے علاج، انکے سرجری کے جدید آلات کے ساز و سامان کی ایجادات سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔

۵۔ انسانی زندگی کے تحفظ اور مہلک امراض کا علاج معالجہ عام کر دیا ہے۔ جو انسانی زندگی کو مہلک اور جان لیوا بیماریوں سے نجات کا سبب بن چکے ہیں۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتیوں نے جنہوں نے دنیا میں انسانیت کی بیماریوں کی تشخیص کے لئے، وباؤں پر قابو پانے کیلئے، انسانی بیماریوں اور انکے دکھوں کو دور کرنے کیلئے، انکے علاج و معالجہ کیلئے، ایسے آلات ایسی ادویات ایجاد کر کے انسانیت کی خدمت کا عمل جاری کر دیا۔

۷۔ ان ایجادات کے خاموش ورکروں کو، ان غور و فکر کی عبادت کرنے والوں کو، ان انسانیت کے محسنوں کو، ان ایجادات کے موجدوں کو، ان سے استفادہ کرنے والوں کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انسانی نسلیں ان کی عظمتوں کو سلام اور انکے احترام کا فریضہ ادا کرتی رہیں گی۔

۸۔ ایجادات کے علم کے متلاشیوں نے فاصلوں کو تسخیر کیا۔ سائیکل، کاریں گاڑیاں، بحری جہاز اور ہوائی جہاز اس مقصد کے حصول کیلئے تیار کیے۔

۹۔ ہر قسم کے علوم کو عام کرنے اور انکو شائع کرنے کیلئے پرنٹنگ پریس، کتابت کیلئے ٹائپ رائٹر، کمپیوٹر اور پرنٹر کی ایجادات اور زبانوں کی ٹرانسلیشن جیسے عجوبوں سے انسانیت کو متعارف کروایا۔

بابا جی عنایت اللہ

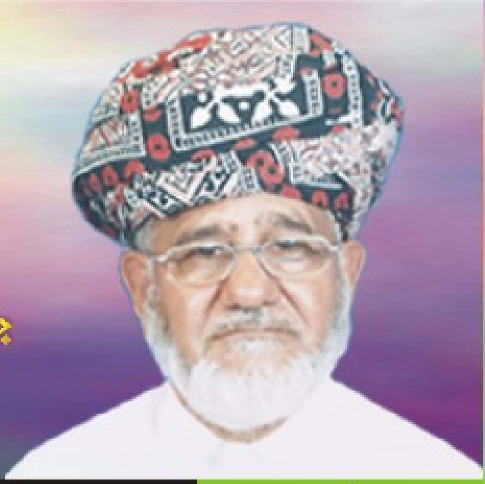

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۰۔انہوں نے چاند اور ستاروں کی دنیا تک رسائی حاصل کی۔انہوں نے ارض و سماوات کو تسخیر کرنے کی ایجادات اور انکے علوم سے انسانیت کو متعارف کروایا۔ محنت اور غور وفکر کی عبادات کے فیض کو عام کیا۔

۱۱۔انہوں نے سمندروں کے سفروں کو خشکی کے سفروں کی طرح سہل بنا دیا۔ان انسانیت دوست عظیم ہستیوں کے نام انسانی تاریخ میں روز روشن کی طرح درخشاں ستاروں کی مانند ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چمکتے رہیں گے۔

۱۲۔انہوں نے ٹیلیفون اور موبل لنک اور کمپیوٹر کے ذریعہ ہر انسان کو ایک دوسرے کیساتھ منسلک کر دیا۔انہوں نے نشر واشاعت اور میڈیا کے ذریعہ تمام دنیا کو ایک گھر، ایک گاؤں، ایک شہر اور ایک ملک بنا کر رکھ دیا ہے۔

۱۳۔یہ تمام علوم، یہ تمام ایجادات، یہ تمام انسانی سہولیات، یہ تمام معجزات اور یہ تمام تگ ودو، یہ تمام کاوشیں، یہ تمام محنتیں، یہ تمام جستجوئیں فرد سے لیکر افراد تک اور آدم سے لیکر آدمیت تک کے سلامتی کے سفر کا ایک سنہری باب ہے۔

۱۴۔یہ تمام ایجادات اور یہ تمام وسائل، یہ تمام رونقیں اس جہان رنگ وبو اور اقوام عالم کی تہذیب وتمدن پر سلامتی کا ایک گہرا اثر ڈال رہی ہیں۔

۱۵۔تسخیر کائنات کا عمل جاری ہے۔ فاصلے تسخیر ہونے کے بعد دنیا کے تمام ممالک اور تمام انسان جو مختلف شکلوں، مختلف رنگوں، مختلف نسلوں، مختلف اقوامِ، مختلف عقائد، مختلف مذاہب، مختلف نظریات پر مشتمل ہیں ایک گھر، ایک بستی اور ایک ملک کے باسی بن چکے ہیں۔

۱۶۔اور اسکے علاوہ دنیا کی مختلف زبانیں اور ان زبانوں میں لکھی گئی کتابیں اور ان میں درج تمام علوم اور تمام تہذیبیں بھی اس بستی کا سرمایہ بن چکی ہیں۔ دنیا بھر کے ممالک، ان میں بسنے والے انسانوں اور زبانوں کی دوری ختم ہو چکی ہے۔ انکو مرکزیت مل چکی ہے۔ دنیا ایک بستی اور ایک وجود بن کر ابھری ہے۔ آدم سے آدمیت اور وحدت سے کثرت کا سفر مکمل ہو چکا ہے۔

۱۷۔دنیا کے تمام نظریات اور تمام مذاہب کے دستور حیات ضابطہ حیات، طرز حیات، حسن اخلاق، حسن کردار، حسن صفات اور فطرتی صداقتوں پر مشتمل تعلیمی نصاب جو انسانوں کو انفرادی اور اجتماعی زندگی کو گذارنے کی رہنمائی کرتے ہیں۔ان کو پڑھنے، سمجھنے، پرکھنے اور انکا تقابلی جائزہ لینے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی مکمل آزادی ہے۔

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

۱۸۔دنیا بھر کے نظریات اور مذاہب پر کسی کی اجارہ داری نہیں ۔مذہب پرست امتوں کو پیغمبران کے الہامی دستور حیات اور مادہ پرست سیاستدانوں کے تخلیق کردہ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے ضابطہ حیات کے ظلمات کے تضاد کو سمجھنا اور شر کو ختم کرنا ہوگا۔

۱۹۔خیر کی منزل کی رہنمائی کرنے والے اصول وضوابط اور ضابطہ حیات اور طرز حیات کو بروئے کار لانا ہوگا۔سچائی اور صداقت کے ضابطوں کو قائم کرنا ہوگا۔ انسانیت کی رہنمائی کیلئے مذاہب کے دستور حیات کے تقدس کو بحال کرنا ہوگا۔

۲۰۔امتوں کے کردار کو منافقت کے عذاب سے نجات دلانی ہوگی۔پیغمبران کی شان عظیم اور انکی امتوں کو مذہب کش جمہوریت کے مذہب کش باطل غاصب بدکرداری، بے ادبی، گستاخی اور بغاوت پر مشتمل ضابطہ حیات کو ختم کرنا ہوگا۔

۲۱۔پیغمبران کی امتوں کو انکی الہامی کتابوں کی تعلیمات کو منسوخ اور مسخ کرنے سے روکنا ہوگا۔مذہبی روحانی پیشواؤں کو امتوں کی رہنمائی کے فرائض ادا کرنا وقت کی ضرورت بن چکا ہے۔انبیا کے وارثوں کو روحانی اور الہامی قوتوں کو اجاگر کرنا ہوگا۔آسمانی صفات اور صداقتوں کی بجھی ہوئی قندیلوں کو پھر سے روشن کرنا ہوگا۔اخوت ومحبت کے چراغوں کو پھر سے منور کرنا ہوگا۔اعتدال ومساوات کی منزلوں پر پھر گامزن ہونا ہوگا۔عدل وانصاف کے ترازو کو پھر قائم کرنا ہوگا۔ایثار وشار کے جذبوں کو پھر سے بیدار کرنا ہوگا۔مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے، اسکے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی اہمیت کا درس پھر سے جاری کرنا ہوگا۔بھولے بھٹکوں کو راہِ ہدائیت کی منزل کا مسافر بنانا ہوگا۔پیغمبران کی تعلیمات اور نظریات سے دوری کا سفر ختم کرنا ہوگا۔دنیا کو امن وآشتی کا گہوارہ پھر سے بنانا ہوگا۔دنیا میں امانت و دیانت کا سبق پھر سے جاری کرنا ہوگا۔الہامی روحانی روشنیوں کو پھر سے منور کرنا ہوگا۔تمام پیغمبران کی امتوں کو مذاہب کے روحانی نظریات، مذاہب کے الہامی دستور حیات اور مذاہب کے نورانی طرز حیات اور جمہوریت کے ابلیسی سیاست کے باطل، غاصب طرز حیات کے فرق اور تضادات سے آشنا کرنا ہوگا۔مذاہب کی عبادات اور جمہوریت کی ابلیسی طرز حیات کی پوجا سے آخرت کے روز ہم کن کی قربت میں ہونگے۔ آیا ہم! حضرت ابرہیم علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یا نمرود، فرعون، شداد، ہامان، یزید یا مادہ پرست فلاسفرز کے ٹولہ میں ہونگے۔

۲۲۔مذاہب پرست امتوں پر مشتمل ممالک کے مذہب کش جمہوریت پسند وقت کے دنیا بھر کے ان تمام عظیم غاصب حکمرانوں، سیاسی دانشوروں، اہل بصیرت مذہبی رہنماؤں، معبد، کلیسا اور مسجد سے منسلک دنیا بھر کے تمام مذہبی پیشواؤں اور عاشقان پیغمبران اور انکی امتوں کے حضور التماس گذار ہوں۔ کہ وہ حقائق کی روشنی میں تمام پیغمبران کی امتوں کی رہنمائی فرماویں۔مذہب کش جمہوریت کے اذیتناک دجالی عذاب سے عالمی مذاہب کو نجات دلائیں۔اور وہ خیر اور بھلائی کی منزل کی نشاندہی فرماویں۔زندگی میں ہی توبہ کا راستہ بتائیں۔تا کہ انکی امتیں انکے دستور حیات کی روشنی میں مذاہب اور مذاہب کش جمہوریت کے تضاد کی زندگی کے اذیتناک عذاب سے بھی نجات حاصل کرسکیں۔

۲۳۔مذہب کش جمہوریت پسند سیاستدانوں کو مذاہب کے نور کی قندیلوں کو اسمبلیوں کے ذریعہ بجھانے سے روکا جا سکے۔ورنہ جمہوریت کا ابلیسی اژدہا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے دستور حیات، الہامی نظریات، روحانی تعلیمات، حسن اخلاق، حسن کردار، حسن صفات اور آسمانی صداقتوں کو نگلتا جائیگا۔

یا اللہ تو پیغمبران کی امتوں کو مذہب کش جمہوریت کے ارباب سیاست اور انکے باطل، غاصب نظام سے نجات دلا۔ان کے دلوں میں نفرتوں اور نفاق کی آگ کو بجھا۔ امین۔

دین کے نظریات کی دیوار کو توڑنے والے کون ہیں

۱۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ جو اسلام کے نام اور نظریات پر ۱۹۴۷ میں معرض وجود میں آئی۔ لاکھوں مرد و زن کا انسانی خون، لاکھوں معصوم و بیگناہ بچے بچیوں کا خون، لاکھوں بیٹیوں کو زبردستی یرغمال بنا لینے اور چھن جانے کے صدمات، بیشمار مستورات کی عصمتوں کے لٹنے کے زخم اس ملک کی عمارت کی بنیادوں میں دفن ہیں۔

۲۔ ماں باپ کی قبریں، کھیت کھلیان، گھر بار، کاروبار، مال و دولت، عزیز و اقارب سے بچھڑنے کا دکھ۔ ہجرت کی اذیتیں، قافلوں پر حملے، بھوک پیاس کی تکلیفیں، وطن سے بے وطن ہونے کے رنج، راستوں کی مسافتوں کی تھکن، بیماریوں اور وباؤں سے عزیز و اقارب کی اموات اور انکے دکھ، بے گور و کفن لاشوں کو دبانے کے صدمات، کے اینٹ گارے سے اس مملکت پاکستان کی عمارت کی تعمیر اور تکمیل ہوئی۔

۳۔ یا اللہ یہ تیرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے نام لیوا تھے۔ جو تیرے اور تیرے محبوب حضور نبی کریم ﷺ کے نام گرامی پر مر مٹے۔ یا اللہ تو نے تو یہ پرسوز منظر دیکھا تھا کہ وہ سب کچھ لٹا کر اس پاک دھرتی کی حدود میں داخل ہوتے ہی تیری بارگاہ میں، تیرے روبرو، تیرا شکر بجا لانے کیلئے سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔ انہوں نے یہ ملک تیرے نام پر حاصل کیا تھا۔ کیا یہ اذیتناک زخم اس دھرتی کی بنیادوں میں دفن نہیں۔

۴۔ یا اللہ ان تیرے بندوں اور تیرے محبوب ﷺ کی پیاری امت کے فرزندان نے اس پاک دھرتی کو اس لئے حاصل کیا تھا۔ کہ اس دھرتی میں اللہ تعالیٰ کے دستور مقدس، اسکے نظریات، اسکے ضابطہ حیات، اسکے طرز حیات، اسکی تعلیمات، اسکے حسن اخلاق، اسکے حسن کردار، اسکی اعلیٰ صفات، اسکے امانت و دیانت کے اصول، اسکے اعتدال و مساوات کے طریقے، اسکے ایثار و نثار کے آداب، اسکے مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کے اطوار کی شمعیں روشن و منور ہوں گی۔ وہ اس ملک میں دین کی تعلیمات سے انسانی نسلوں کو سنواریں گے۔ وہ انسانی نسلوں کو اور مخلوق خدا کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کی تعلیمات۔ صبر و تحمل، بردباری اور قوت برداشت کی تعلیمات۔ عفو و درگذر سے کام لینے کی تعلیمات۔ انسانوں اور مخلوق خدا کی مصیبتوں اور دکھوں کا مداوا کرنے کی تعلیمات۔ بھوکے ننگوں کی ضروریات مہیا کرنے کی تعلیمات۔ اپنے پرائے کو گلے لگانے کی تعلیمات۔ بھولے بھٹکوں کی رہنمائی کرنے کی تعلیمات۔ غریبوں کی مدد اور بیماروں کو شفا عطا کرنے کی تعلیمات۔ خدمت و ادب کو بروئے کار لانے کی تعلیمات۔ اخوت و محبت سے پیش آنے کی تعلیمات۔ ازدواجی زندگی کے قوانین کی تعلیمات۔ ماں باپ اور اولاد کے حقوق و فرائض کی تعلیمات۔ دوسرے عقائد، دوسرے نظریات، دوسرے مذاہب اور انکے ماننے والوں کو عزت و احترام دینے کی تعلیمات۔ دنیا کی بے ثباتی کی تعلیمات، دنیا میں محنت یوں کرو جیسے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور زندگی یوں بسر کرو کہ جیسے اگلا لمحہ موت کا ہے کی تعلیمات

دین کے نظریات کی دیوار کو توڑنے والے کون ہیں

طبقات کو ختم کرنے، کالے اور گورے کے امتیاز کے فرق کو مٹانے کی تعلیمات۔ آقا اور غلام کے تضاد کو ختم کرنے کی تعلیمات، زندگی کی بنیادی ضروریات کے حصول میں اعتدال کی تعلیمات۔ الہامی اور روحانی قوتوں کو بروئے کار لانے کی تعلیمات۔ انسانیت کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش ہونے کی تعلیمات خوف خدا کی زرہ پہننے کی تعلیمات۔ شرم وحیا کی دیوار اور چادر اور چاردیواری کے تقدس کی تعلیمات۔ دین کی حدود وقیود کی پابندی کرنے کی تعلیمات کی قندیلیں روشن کرنے کیلئے ملک حاصل کیا گیا تھا۔ تاکہ یہ جہان رنگ وبو انسانیت کیلئے امن و آشتی کا گہوارا بن سکے۔ یا اللہ! اس امت کے ساتھ کیا ہوا اسکے ساتھ کیا بیت گئی۔ اسکے ساتھ کیا بیت رہی ہے۔ ہم نے تو حکومتی ایوانوں کا تقدس قائم رکھنا تھا۔ ہم نے تو عدل وانصاف کے پیمانے کو برقرار رکھنا تھا۔ ہم نے تو اعتدال ومساوات کا نظام رائج کرنا تھا۔ ہم نے تو خدمت خلق کا عہد نبھانا تھا۔ ہم نے تو دین کی ذمہ داری کو پورا کرنا تھا۔ ہم نے تو اخوت ومحبت کے چراغ جلانے تھے۔ ہم نے تو صراط مستقیم کا سفر اختیار کرنا تھا۔ ہم نے تو رشد وہدائیت کے ہدی خواں تیار کرنے تھے۔ ہم نے تو بھولے بھٹکوں کو اس فناہ کے دیس کی حقیقت سے آگاہ کرنا اور دنیا کی بے ثباتی کا درس دینا تھا۔ ہم نے تو حضور نبی کریم ﷺ کے کردار کی نماز کو ادا کرنا تھا۔ ہم نے تو دین کو سمجھنا اور اسکی تعلیمات پر غور وفکر کرنا تھا۔ ہم نے تو خلیفۂ وقت اور ملک کے نظام کو چلانے والی سرکاری مشینری اور رعایا کے معاشی اور معاشرتی فرق کو مٹانا تھا۔ پاکستان میں یہ کون لوگ ہیں جو چودہ کروڑ مسلم امہ کے دین کی ملکیت اوران کی دولت، خزانہ اور وسائل کی ملکیت پر ڈاکہ زن ہیں۔ یہ کون ہیں جو حکومتی ایوانوں کی حرمت اور انکا تقدس پامال کر رہے ہیں۔ یہ کون رہزن ہیں جو ملکی دولت کی حفاظت پر معمور ہیں۔ یہ کون ہیں جو عیش و عشرت کی بے حیائی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ یہ کون ہیں جو ملکی وسائل پر قابض ہیں۔ یہ کون ہیں جو ملکی خزانہ کی لوٹ مار میں مصروف ہیں۔ یہ کون ہیں جو دین کی عمارت کو ریزہ ریزہ کر رہے ہیں۔ یہ کون ہیں جو دین کے اعتدال ومساوات کے اصولوں کو روندرہے ہیں۔ یہ کون ہیں جو برہمن اور شودر کے طبقات تیار کر رہے ہیں۔ یہ کون ہیں جو انتظامیہ اور عدلیہ کو اپنے باطل، غاصب اور جرائم پر مشتمل طرز حیات کو تحفظ فراہم کرنے کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ یہ کون ہیں جو دین کے عدل وانصاف کے ضابطوں کو مسخ کر رہے ہیں۔ یہ کون ہیں جو اخوت ومحبت کے جذبوں کو روند رہے ہیں۔ آؤ !۔۔۔ انہیں مل کر تلاش کریں! آؤ ان کو ڈھونڈ نکالیں! آؤ اس طریقہ کار کا کھوج لگائیں جس کے ذریعہ یہ حکومتی ایوانوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں! آؤ انکی تعداد کو گن لیں! آؤ انکا تاریخی پس منظر ایک نظر دیکھ لیں! یہ وہ لوگ ہیں جو مادیت اور اقتدار کے حصول کی جنگ میں مصروف ہیں۔ انکی پہچان جاگیر دار اور سرمایہ دار طبقہ کے ناموں سے کی جاتی ہے۔ مذہب کش جمہوریت کا نظام کفر انکا ذریعہ اقتدار ہے۔ انکی تعداد چودہ کروڑ میں سے چھ، سات ہزار کے قریب ہے۔ جو مذہب کش جمہوریت کے کفر کے الیکشنوں میں حصہ لیتے ہیں۔ چاروں صوبوں، وفاق اور سینٹ کے نظام حکومت چلانے کیلئے ممبروں کی کل تعداد بارہ اور چودہ سو کے درمیان پہنچ چکی ہے۔ جو اسمبلیوں اور سینٹ کے ذریعہ دستور مقدس کے نفاذ کو منسوخ، معطل اور ختم کرتے چلے آرہے ہیں۔ انکو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

دین کے نظریات کی دیوار کو توڑنے والے کون ہیں

جمہوریت کے کفر کے دین کش نظریات کے ذریعہ جمہوریت کے ضابطہ حیات ،طرز حیات ،سودی معاشی نظام ،طبقاتی نظام۔ ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے مطابق انتظامیہ اور عدلیہ کا نظام ،طبقاتی تعلیمی ادارے ،طبقاتی تعلیمی نصاب ،طبقاتی منصف شاہی ،طبقاتی افسر شاہی ،طبقاتی نوکر شاہی ،طبقاتی تنخواہیں ،طبقاتی رہائشیں ،طبقاتی سرکاری سہولتیں ،طبقاتی دفاتر ،طبقاتی شودر اور برہمن کا نظام۔ ملک میں نافذ العمل ہے۔ نچلے طبقہ سے لیکر وزارتوں تک کی طبقاتی رشوتوں کا نظام ،طبقاتی نظام حیات کی سرکاری بالادستی ملکی سطح پر مذہب کش جمہوریت کے کفر کے سائے تلے چودہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان پر مسلط ہو چکی ہے۔

مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام حکومت اور اسکے حکمرانوں نے قرآن حکیم کا دستور مقدس اور ضابطہ حیات مسجد کی حدود کے اندر پابند سلاسل کر دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات ،عبادات اور احکامات کو مسجد میں پڑھنے تک محدود اور مسدود کر دیا ہوا ہے۔ پاکستان میں سرکاری حکومتی نصاب مذہب کش جمہوریت کے نظام کفر کی حکومت کا ہے! ۔عدلیہ اور انتظامیہ کا تعلیمی نصاب بھی جمہوریت کے کفر کا مسلط ہے! سرکاری اطاعت مذہب کش جمہوریت کے نظام کفر کی مسلط ہے۔ اسمبلی ممبران پر مشتمل حکومتی ٹولہ وقت کے پیغمبران کی حثیت رکھتے ہیں۔ انکے تخلیق کردہ باطل ،غاصب قوانین وضوابط ،نظام وسسٹم کی مسلم امہ اور انکی نسلیں اطاعت کرتی ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے اس ظالم نظام اور غاصب سسٹم نے ملت کے چودہ کروڑ افراد سے دین کے دستور مقدس ،دین کے نظریات ،دین کے ضابطہ حیات ،دین کے طرز حیات ،دین کے تعلیمی نصاب ،دین کی تعلیمی درسگاہیں ،دین کے اعتدال ومساوات ،دین کے عدل وانصاف ،دین کے شورائی جمہوری نظام کو ان چند سیاستدانوں سے واگذار کروانا ،دین کی بقا اور مسلم امہ کی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ چودہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کی دینی ملکیت ،انکی رات دن کی محنت سے کمائی ہوئی دولت۔ انکا ملکی خزانہ اور تمام ملکی وسائل کی ملکیت کو جمہوریت کے ان چند رہزنوں نے ملک کے لامتناہی ملی وسائل اور ملکی خزانہ لوٹنے والے غاصب سیاستدانوں سے واگذار کروانا ہزار سال کی عبادت سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔ نان کرسچن مغربی جمہوریت کے اس نظام اور سسٹم نے پاکستان میں قرآن پاک کے دستور مقدس کے نظریات کی تعلیمات ۔حضور نبی کریم ﷺ کے ضابطہ حیات اور طرز حیات کے اصول وضوابط کی بالادستی کو سرکاری طور پر ملکی سطح پر ختم کر کے مسلم امہ کے چودہ کروڑ فرزندان اور انکی آنے والی نسلوں کو قرآن حکیم کی الہامی ،روحانی اور دنیاوی افادیت سے محروم کر رکھا ہے۔ ہم دین کے اموری نظام سے سرکاری طور پر محروم کر دیئے گئے ہیں۔ ہم دین کے عدل وانصاف کے پیمانے کو سرکاری طور پر منسوخ کر چکے ہیں۔ ہم دین کے اخلاقیات کو سرکاری طور پر ختم کر چکے ہیں۔ ہم دین کی صداقتوں کو سرکاری طور پر مسجد میں پابند سلاسل کر چکے ہیں۔ ہم دین کی صفات کو مسلم امہ سے الگ کر چکے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ہم چادر اور چار دیواری کا تقدس تار تار کر چکے ہیں۔ ہم دین کے کردار کو تیار کرنے والے ادارے روند چکے ہیں۔ ہم مسلم امہ کا ملی تشخص پامال کر چکے ہیں۔ پاکستان میں مذہب کش جمہوریت کے ابلیسی نظام کی سرکاری بالادستی نے عملی طور پر دین کی متاع حیات کو ایک رہزن کی طرح لوٹ لیا ہے۔

اسکے علاوہ دوسری طرف چودہ کروڑ مسلم امہ کی رات دن کی محنت سے کمائی ہوئی دولت۔ غنڈہ ٹیکسوں سے چھینا ہوا مال۔ مہنگائی سے چوسا ہوا معاشی خون۔ ملک کے پیدا کردہ تمام وسائل اور ملک کا بھرا ہوا تمام خزانہ مذہب کش جمہوریت کے ابلیس کے چند ارباب سیاست کے ڈاکوؤں نے جمہوریت کے کفر کے ابلیسی نظام کی نوک پر آپس میں تقسیم کر رکھا ہے۔ عوام الناس سے ٹیکسوں اور مہنگائی کے ذریعہ قانون کی بے رحم، عدل کش تلوار سے چھینی ہوئی دولت۔ انکو غربت، تنگ دستی، خودکشیوں اور خودسوزیوں کی اذیتوں میں مبتلا کرتی جائے۔ ارباب سیاست اور انکی سرکاری مشینری یہ سرکاری دولت اور شاہی خزانہ اپنی عیاشانہ زندگی اور شاہانہ سرکاری اخراجات پر خرچ کرتے جائیں۔ عوام الناس کے وسائل اور خزانہ اقتدار کی بالادستی سے انکی ملکیتوں میں بدلتا جائے۔ یہ غاصب اور باطل طریقہ کار انکی مذہب کش جمہوریت کے نظام کا حصہ بن جائے۔ ملک میں مال و دولت اور وسائل کی تقسیم کا نظام بری طرح عدم توازن کا شکار ہوتا جائے۔ اعتدال و مساوات کے سسٹم کو روندا جائے۔ ملکی دولت، وسائل اور خزانہ چند لوگوں کی میراث بنتا جائے۔ ملک کے سیاسی جماعتوں کے غداروں کے ٹولے مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام حکومت کے سائے تلے وزارتوں اور کمائی والی وزارتوں کی رشوتوں سے حکومتیں قائم کرتے اور ختم کرتے چلے جائیں۔ انتظامیہ اور عدلیہ ان سیاستدانوں کے اشاروں پر ناچنے کی پابند بنا دی جائے۔ رشوت، کمیشن اور کرپشن ملک میں قانونی حثیت اختیار کرتی جائے۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ کہ اس طریقہ کار سے مسلم امہ کے چودہ کروڑ فرزندان کا دین بھی لٹ گیا اور دنیا کا مال و متاع بھی۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام اور سسٹم اور ان کی جمہوریت کے ابلیسی طریقہ کار کا تدارک دین کی فلاح کا راستہ ہے۔ آؤ مل کر غور کریں! آؤ مل کر فکر سے کام لیں! آؤ مذہب کش جمہوریت اور اس کے کفر کے کینسر کا علاج تلاش کریں! آؤ ملت کے جسد کو مذہب کش جمہوریت کے کفر کے کینسر سے نجات دلائیں! ملت کے جسد کے تمام اعضا ایک ہی مرض کا شکار ہو چکے ہیں۔ پوری ملت اس ہولناک مرض میں مبتلا ہو چکی ہے۔ اس مرض کی اذیت کے درد میں ہر کوئی چیخ و پکار کر رہا ہے۔ ہم اس مذہب کش جمہوریت کے کفر کے مرض کے انجام سے واقف ہو چکے ہیں۔ ہمیں دین کے نظریات سے جمہوریت کے نظریات میں کنورٹ کیا جا رہا ہے۔ ہم جمہوریت کے جرم و گناہ کے سب مجرم اور گناہگار بنا دیئے گئے ہیں۔ ہم سب اپنے اعمال اور کردار پر نادم ہیں۔ ہم مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام اور سسٹم کے شکنجے میں بری طرح پھنس چکے ہیں۔ ہم سبھی حضور نبی کریم ﷺ کے ماننے والے ہیں۔

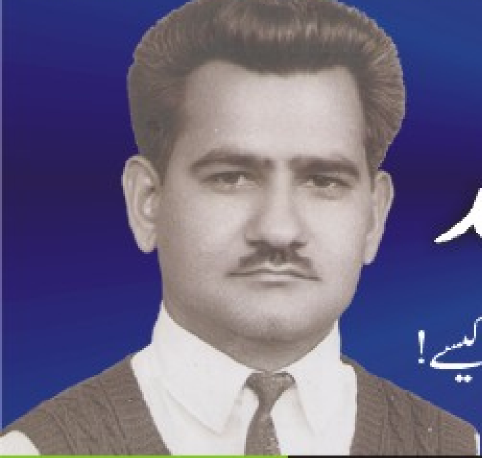

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

دین کے نظریات کی دیوار کو توڑنے والے کون ہیں

ہم فطرتی طور پر مسلمان ہیں۔ہم اپنے حالات پر، ہم اپنے واقعات پر اور ہم اپنے اعمال پر، اپنی بے بسی پر نادم اور شرمندہ ہیں۔ہم سب گنہگار ہیں لیکن تیرے محبوب کی امت میں سے ہیں۔ہم سے دھوکہ ہوا۔ہم ہائی جیک کر لئے گئے ہیں۔ہم منافقت کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں ہمارے ارباب سیاست اور حکمران اس ملک وملت کے مجرم ہیں۔ہم مسجدیں خدا اور رسول ﷺ کی عبادت سے آباد کرتے ہیں۔ہم دلوں میں ذکر رب جلیل کرتے اور زبانوں سے درود شریف کے ورد میں مصروف رہتے ہیں۔ہم سرکاری طور پر اطاعت مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظریات اور کردار کی کرتے ہیں۔ہمارے تمام سیاستدان اور سیاسی دینی جماعتوں کے رہنما دین محمدی ﷺ کے منکر اور منافق نکلے۔جو مسلم امہ کے چودہ کروڑ فرزندان اور انکی نسلوں کو مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظریات میں کنورٹ کیے جارہے ہیں۔ہمارے سیاسی اسلامی جماعتوں کے دینی رہنما حضرت امام حسینؓ علیہ السلام کے دینی قافلے کے نہیں جمہوریت کے ابلیسی نمرودی، فرعونی اور یزیدی نظام حیات کے ساتھی اور ہمنوا نکلے۔اسکے بعد ان کا دین کے ساتھ دور کا تعلق نہیں رہا۔انہوں نے دوسری سیاسی جماعتوں سے مل کر مادیت اور اقتدار کے حصول کے عوض دین محمدی ﷺ کو مذہب کش جمہوریت کے ہاتھوں اس نظام حکومت میں شمولیت کر کے فروخت کر دیا ہے۔ہمارے دینی رہبر ہی ہمارے دینی رہزن ہیں۔انہوں نے سیاستدانوں سے مل کر دین کو ختم کر کے ملک میں مذہب کش جمہوریت کے لادینی نظام کا سرکاری سطح پر نفاذ کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا شروع کر رکھا ہے۔دین کے خلاف مخلوط تعلیمی نظام کا قانون پاس ہونے کے بعد بھی یہ اقتدار سے چمٹے رہے۔جبکہ یہ نظام دینی معاشرے کے لئے زہر قاتل ہے۔قومی اسمبلی میں دین کے خلاف مخلوط حکومت قائم کرنے کیلئے ۸۰ مستورات کو بطور وفاقی ممبر بمع اپنی مستورات کے شامل ہوئے۔کیا یہ دینی جماعتوں کے رہنما ہیں۔دین کی حدود وقیود توڑنے کیلئے سرکاری اور نیم سرکاری ملازمتوں میں مخلوط معاشرہ تیار کرنے کیلئے مردوں کی جگہ مستورات کو لے آئے۔ ایسے قوانین جب پاس کرنے ہوں جن سے انکی بہو بیٹیوں کو اسمبلی کی ممبرشپ اور وزارتیں ملنی ہوں۔انکے اخراجات برداشت کرنے کیلئے بے بسوں ،ناداروں، بوڑھوں، یتیموں، اپاہجوں اور بیروزگاروں پر ٹیکسوں کا عذاب نازل کرنا ہو۔اپنی تنخواہوں اور شاہی سرکاری سہولتوں میں اضافہ کرنا ہو۔اپنی افادیت کی پالیسیاں رائج کرنی ہوں۔اپنے کارخانوں کی مصنوعات کو بیرونی ممالک بھیج کر ڈالر کمانے ہوں۔چند بچھڑوں کو ڈالر کمانے کیلئے گوشت جیسی خوراک کو بیرون ممالک بھیجنے اور چودہ کروڑ عوام کی بنیادی ضرورت کو کچلنا ہو۔مہنگائی کی اذیتناک سرنگیں چودہ کروڑ عوام کو چھونی ہوں۔سیمنٹ اور لوہے کو بیرون ممالک بھیج کر ان سرمایہ داروں کو ارب پتی بنانا ہو۔زندگی کی بنیادی ضروریات کا ریٹ اور اسی طرح کی ظلم کی داستانیں رقم کرنی ہوں تو انکی اسمبلیوں کا کورم پورا ہو جاتا ہے۔مذہب کش جمہوریت اور اسکے کفر کے سیاستدانوں، سرمایہ داروں کی ایک ایسی لونڈی، داشتہ یا دیوی ہے جو انکو دولت اور حکومت عطا کرتی ہے۔اور چودہ کروڑ عوام کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر بے بس قیدی بنا دیتی ہے۔

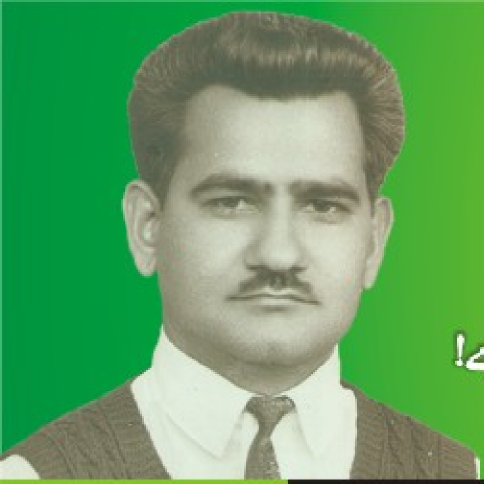

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

دین کے نظریات کی دیوار کوتوڑنے والے کون ہیں

نمرودی، فرعونی اور یزیدی نسل کے مادہ پرست اور اقتدار پرست ایجنٹ مذاہب میں داخل ہوتے ہیں۔ پیغمبران کی امتوں کے وسائل اور دولت پر قابض ہو کر مذہب کش جمہوریت کے باطل، غاصب ذریعہ سے ایوان اقتدار پر کنٹرول حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر مذہب کے نظریات، تعلیمات، کردار اور اسکی تہذیب کی عمارت کو ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں۔ پاکستان کے عوام بھی ان چند سرمایہ داروں، سیاستدانوں اور حکمرانوں کی زد میں ہیں جو چودہ کروڑ عوام کو گدھوں کی طرح معاشیات کی چھڑی سے ہانکتے ہیں۔ خرکاروں کی طرح ٹیکسوں کی لاٹھی سے پیٹتے ہیں۔ بھوک اور ننگ کی اذیتوں سے دوچار کرتے چلے آرہے ہیں مذہب کو جمہوریت کی تلوار سے مسجد میں پابند سلاسل کر چکے ہیں۔ سرکاری طور پر قرآن حکیم کی کردار سازی اور اسکی افادیت ختم کی جا چکی ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام حکومت کو چلانے کیلئے ممبران کا چناؤ بذریعہ الیکشن ہوتا ہے۔ الیکشن پر صرف غاصب حکومتی ٹولہ کی اجارہ داری مسلط ہوتی ہے۔ مذہب کش جمہوریت کے نظام کفر پر مشتمل اسمبلیوں کے ممبران کے ذریعہ مذہب کے نظریات کے خلاف قانون سازی کر کے مسلم امہ کو مذہب کش جمہوریت کے نظریات کا سرکاری طور پر پابند بنا کر انکو مذہب سے محروم اور دور کیا جا چکا ہے۔ ان سے دین اور دنیا رہزنوں کی طرح چھینے جا رہے ہیں۔ مذہب کش جمہوریت کی کفر کی طرز حکومت سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور معاشی آمروں کے کرداروں کی تربیت گاہ اور انکے تحفظ کی آماجگاہ بن چکی ہے۔ اسکا تدارک اور اس سے نجات مسلم امہ، بنی نوع انسان اور اسکی نسلوں کی فلاح کیلئے ازحد ضروری ہے۔ اسکے برعکس دین محمدی ﷺ کا الہامی اور روحانی شورائی جمہوری منشور کسی حاکم، کسی جماعت، کسی فلسفی یا کسی دانشور کا تیار کیا ہوا نظام نہیں۔ اسکا تعلق الہامی کتاب قرآن حکیم، رسول خدا ﷺ اور خدا سے وابسطہ ہے۔ شورائی جمہوری منشور ایک جامع حقائق، بے نظیر معیار اور ممتاز مرتبہ انسانی فلاح پر مشتمل الہامی نظریات کا مجموعہ ہے جو بنی نوع انسان کے دستور حیات کی ازل سے لیکر ابد تک رہنمائی کرتا ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کی جاتی ہے۔ جو جمہوریت کے حکمرانوں کو حکومتی ایوانوں سے اتار کر ایک عام انسان کی زندگی کی سہولیات تک محدود کر دیتا ہے۔ معاشی اور معاشرتی رہزنی اور ڈاکہ کا سسٹم کچل دیتا ہے۔ شورائی ممبران یعنی اسلامی جمہوریت کی سلیکشن کا فریضہ عوام پر ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کا چناؤ یونین کونسل کی سطح پر اپنے علاقہ سے کرتے ہیں۔ جس کے پاس دین کی خوبیاں حضور نبی کریم ﷺ کے ضابطہ حیات۔ امانت و دیانت، اعتدال و مساوات، اخوت و محبت، عفو و درگذر، صبر و تحمل، سادگی و حلیمی، عزت و شرافت، عدل و انصاف کے کردار کے قریب ترین ہو اور فرائض منصبی کی اہلیت کا مالک ہو۔ نہ وہ اس دور کا ملاں ہوتا ہے اور نہ ہی پیر۔ بلکہ وہ ایک فقیر فطرت انسان کی سلیکشن ہوتی ہے۔ وہ مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اسکے حقوق نبھانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

دین کے نظریات کی دیوار کو توڑنے والے کون ہیں

مجلس شوریٰ کے ممبران کا انتخاب اس بلند ترین تصور کے مطابق کیا جاتا ہے۔جس سے خدا خوفی، دنیا کی بے ثباتی، بلند و بالا صلاحیت اور بالغ شعوری کی تشکیل ہوتی ہے۔عالم بقا کیلئے انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔اس طرح جو مجلس شوریٰ تیار ہوتی ہے وہ ہر قسم کے حادثات اور واقعات کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دستور مقدس کے نفاذ کی پابند ہوتی ہے۔مجلس شوریٰ اس دستور کی خود بھی من وعن پیروی کرتی ہے اور تمام عوام کو بھی اس کا پابند بناتی ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہوتی ہے۔اس نظام کو سمجھنا، اسکو بروئے کار لانا اور تمام امتوں اور بنی نوع انسان کو سمجھانا، اسکی افادیت سے آگاہ کرنا مسلم امہ کا فریضہ ہے۔یاد رکھو! جب سربراہ وقت باغ سے سیب نہیں توڑتا تو رعیت باغ کو ویران نہیں کیا کرتی۔شورائی طریقہ کار سے دیندار اور عمدہ اخلاق کے ممبران کی سیلیکشن ہوتی ہے۔اسکے برعکس مذہب کش جمہوریت کے کفر کے الیکشن کے طریقہ کار سے دین کش جاگیرداروں، سرمایہ داروں کے ممبران کا چناؤ ہوتا ہے۔اب ان حکمرانوں نے انتظامیہ اور عدلیہ بھی مخلوط بنا دی ہے جو پہلے ہی مذہب کش جمہوریت کے باطل نظام کے جرائم کی محافظ اور انکے زیر سایہ جرائم پروان چڑھتے ہیں۔مخلوط سسٹم سے بے حیائی، بدکاری اور ازدواجی زندگی کو ختم کرنے کا ایک نیا سفر جاری ہو چکا ہے۔ملک میں دین کے خلاف سودی معاشی نظام پہلے ہی رائج ہے۔دین کے خلاف ملک میں طبقاتی تعلیم، طبقاتی معاشرہ تیار کرنے میں حکمران اور دین جماعتیں پہلے ہی مصروف عمل ہیں۔ پاکستان مذہب کش جمہوریت کے کفر کی حق تلفیوں اور بدکاریوں کی کفر نگری میں ڈھل چکا ہے۔ہم جمہوریت کے نظام و سسٹم کی اطاعت کے جرم کے مرتکب ہوتے آرہے ہیں۔ہم عبادت اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی کرتے ہیں اور عمل جمہوریت کے قوانین کا۔ ہمارا کردار دین اور جمہوریت کے کفر کے نظریات کے تضاد کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔مسلم امہ کے فرزندان کو مجبور، بے بس اور منافقت کی زندگی کا ایندھن بنا رکھا ہے۔جمہوریت کے کفر کے نظام نے مسلم امہ کو ایک قیدی کی زندگی گذارنے پر مجبور اور محبوس کر رکھا ہے ہم نے چادر اور چاردیواری کے دینی نظام کو ختم کیا۔ہم دین کے خلاف بے حیائی اور بدکاری کی مخلوط زندگی کا آغاز کر چکے ہیں۔ہم اپنی بیٹیوں کو حکمرانوں کے دفتروں کی زینت بنانے کا عمل بھی جاری کر چکے ہیں۔ہم اپنی بہنوں کو انکے کلبوں اور دفاتر میں انکی سیکریٹری بنانے کے عمل سے دوچار ہو چکے ہیں۔ہم اپنی ماؤں کو بے حیا مخلوط معاشرے کے عذاب سے دوچار کر چکے ہیں۔مغرب کے مرد و زن مذہب کش جمہوریت کے کفر کے مخلوط معاشرے کے دھوکہ میں اپنی خانگی اور ازدواجی زندگی کو تباہ کر بیٹھے۔وہ ماں بہن، بیٹی کے رشتوں کے تقدس کو روند چکے ہیں۔وہ ان آسمانی رشتوں کی محبت کی پاکیزہ خوشبو سے محروم ہو چکے ہیں۔مذہب کش جمہوریت کے پروردہ تو مخلوط معاشرہ چاہتے ہیں۔انکا مقصد مستورات کو جاب مہیا کرنا تو نہیں۔وہ عیاش تو مالی طاقت کی بنا پر جاب کے دھوکہ میں مستورات کے جسموں کی نمائش میں اپنی پسند کا انتخاب کرتے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

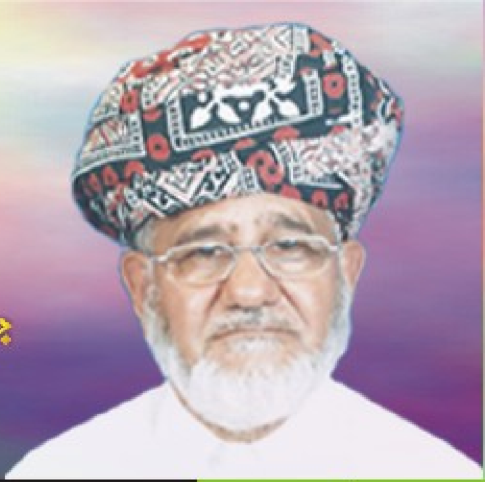

دین کے نظریات کی دیوار کو توڑنے والے کون ہیں

ملت اسلامیہ مخلوط معاشرے کی اونچ نیچ اور اسکے منطقی انجام سے آشنا ہو چکی ہے۔ان مادہ پرستوں، شہوت پرستوں، زانیوں اور بے حیائی پھیلانے والوں کو روکنا ہو گا۔خدا اور رسول ﷺ کے ضابطوں کی پابندی کرتے ہوئے۔مستورات کو ملازمتیں اور روزگار تو ان سے بہتر مہیا کیا جا سکتا ہے۔ مستورات کے لئے تعلیم کا شعبہ جس سے وہ قوم کی معماری کے فرائض ادا کر سکتی ہیں۔صحت کا شعبہ جسمیں وہ بچوں اور مستورات کی صحت بہتر بنانے اور علاج معالجہ کے فرائض ادا کر سکتی ہیں۔گارمنٹس کا شعبہ، انکے علاوہ زندگی کے ہر شعبہ میں انکی خدمات کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔جس سے پردہ اور حیا قائم رہ سکتا اور دین کی اطاعت بھی کی جا سکتی ہے چادر اور چار دیواری کے تحفظ کے بیشمار راستے ہمارے پاس کھلے ہیں۔وہ تو صرف ملک کو بے حیائی اور بدکاری کا مرکز بنانا چاہتے ہیں۔وہ تو اپنی مادی برتری سے غریب طبقہ کی بچیوں کی عصمت و عزت سے کھیلنا چاہتے ہیں۔وہ تو اچھی تنخواہوں سے اپنی پسند کی داشتہ خریدنے اور بدلنے کا عمل جاری کرنا چاہتے ہیں۔انہوں نے ایک لاکھ بیس ہزار پیغمبران اور انکی تمام سلامتی کی تعلیمات، انکے مذاہب، انکے نظریات اور دستور حیات کو سرکاری طور پر انکی امتوں کیلئے منسوخ کر رکھا ہے۔انکے متضاد اور خلاف مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظریات اور ضابطہ حیات کے مطابق انکی امتوں کے فرزندان پر جمہوریت کی باطل حکومتیں قائم کر رکھی ہیں۔تمام امتوں کا سرکاری مذہب جمہوریت رائج ہو چکا ہے۔مذاہب پر جمہوریت کی سرکاری بالادستی قائم ہو چکی ہے۔جمہوریت کا فتنہ ملتوں میں انتشار اور فساد کا سبب اور مذاہب کی تعلیمات کو کچلتا جا رہا ہے۔حکومتیں جمہوریت کی اسمبلیوں کے ممبران کے ذریعہ کثرت رائے سے مذاہب کے بنیادی ضابطوں کو ختم کر کے انکو بدلتی جا رہی ہیں۔تمام امتیں اپنے پیغمبران کی فرمانبرداری اور انکی الہامی کتابوں کی اطاعت کو سرکاری طور پر ختم کر چکی ہیں۔مذہب کش جمہوریت کے کفر کے ضابطوں کی ایک گناہ عظیم کی زندگی گذارنے کے قوانین کی پابند بنا دی گئی ہیں۔ دراصل مذہب کش جمہوریت کے کفر کے سربراہوں نے تمام امتوں کے فرزندان کو اللہ تعالیٰ اور انکے پیغمبران اور انکی تعلیمات کی بغاوت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ہم پیغمبران کے بے ادب، باغی اور سرکش بنا دیئے گئے ہیں۔اے اللہ ہم تیرے در پر اپنی کوتاہیوں، غلطیوں، نادانیوں، بے بسیوں اور گناہ کے اعمال کی ندامت کا بوجھ اتارنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ہمیں معاف فرما۔ہمیں مذہب کش جمہوریت کے کفر کی زندگی سے نجات اور دین کی آغوش عطا فرما۔امین۔ہم تیرے سامنے توبہ کرتے ہیں۔ہم اجتماعی توبہ سے اجتماعی معصومیت کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں۔ہمیں جمہوریت کی باطل۔غاصب اور دین کش حکمرانی سے نجات دلا۔دجال مذہب کش جمہوریت کی شکل میں دنیا میں آچکا ہے۔جو تمام پیغمبران کی تعلیمات اور انکی امتوں اور بنی نوع انسان کو نگلتا جا رہا ہے ہمیں دین اسلام کے ضابطہ حیات کے نفاذ کی توفیق عطا فرما۔جسکی آغوش میں پوری مخلوق خدا جمہوریت کے دجال سے نجات حاصل کر سکے۔ امین اگر اے اللہ! تو ان الفاظ کو شرف قبولیت سے نواز دے۔تو تمام پیغمبران کی امتیں اپنے اپنے ملک میں دجال کی مذہب کش جمہوریت کے کفر کے نظام حکومت کو ختم کر کے سلامتی کے نور کو دنیا میں عام کر کے ایک عظیم روحانی انقلاب برپا کر سکیں۔یا اللہ تو ایسا کرنے پر قادر ہے۔یا اللہ تو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما۔تمام پیغمبران کی امتوں پر باطل جمہوریت کی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر سرفرازی اور بالادستی نے مذاہب کے نور کی شمع کو بجھا رکھا ہے۔یا اللہ ہمیں اس نور کو منور کرنے کی توفیق عطا فرما۔امین

بابا جی عنایت اللّٰہ کی تصانیف

۱۔ آئینۂ وقت
۲۔ صدائے وقت
۳۔ ندائے وقت
۴۔ آوازِ وقت
۵۔ نادِ وقت
۶۔ چراغِ وقت
۷۔ انقلابِ وقت
۸۔ مسیحائے وقت
۹۔ نوشتۂ وقت
۱۰۔ بلائے وقت